یا اللہ مدد
خلافت راشدہ
حق چار یار
تاریخ اسلام
دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟ (حصہ دوازدھم)
سیرت
امیر المومنین سیدنا
حضرت علی المرتضیٰ
مع
حضرت سیدنا حسن بن علی
اور
حدیث خم غدیر کی حقیقت
افادات
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین
مرتب
مولانا حافظ عبد الوحید الحنفی
مرحبا اکیڈمی

یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

حق چار یار

سیرت خلفاءِ راشدینؓ

تاریخ اِسلام

دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

(حصہ دوازدہم)

سیرت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مع سیرت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 40

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخ اسلام (حصہ دوازدہم) سیرت حضرت علیؓ المرتضیٰ

سلسلۂ اشاعت: 40 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 176

قیمت: 110 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 7 ذی قعدہ 1433ھ 24 ستمبر 2012ء بروز پیر

ناشر: کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

ملنے کے پتے:

اعوان بک ڈپو بھون روڈ چکوال 0543-553546

مکتبہ رشیدیہ بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ عثمانیہ بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14

اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5

مکتبہ اسلامیہ انوار القرآن نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال 0333-5779556

مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

☆☆☆☆

سیرتِ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

ہاشم بن عبد مناف بن قصی کی اولاد

حضرت علیؓ کا نسب: (۱) علیؓ بن (۲) ابو طالب، ابو طالب کا نام عبد مناف بن (۳) عبد المطلب، عبد المطلب کا نام شیبہ بن (۴) ہاشم، ہاشم کا نام عمرو بن (۵) عبد مناف، عبد مناف کا نام مغیرہ بن (۶) قصی اور اُن کا نام زید تھا۔ حضرت علیؓ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ازواج و اولاد

(۱) زوجہ حضرت فاطمہؓ اولاد میں بیٹے حسنؓ اور حسینؓ تھے۔ بیٹیاں زینبؓ کبریٰ اور ام کلثومؓ کبریٰ تھیں۔ ان سب کی والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

(۲) زوجہ خولہ ایک بیٹے محمد اکبر بن علیؓ تھے جو ابن الحنفیہ تھے۔ ان کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔

(۳) زوجہ لیلہ ایک بیٹے عبداللہ بن علیؓ تھے، جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں قتل کر دیا۔ ایک بیٹے ابو بکر بن علیؓ تھے جو حسینؓ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربعی بن سلمٰی بن جندل ابن نہشل بن وارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم تھیں۔

(۴) زوجہ اُمّ البنین چار بیٹے عباسؓ اکبر بن علیؓ، عثمانؓ، جعفر اکبر اور عبداللہ تھے، جو حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ ان کا بھی کوئی پس ماندہ نہ رہا۔ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن عامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

(۵) زوجہ اُمّ ولد ایک بیٹے محمد اصغر بن علیؓ تھے، جو حسینؓ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

(٦) زوجہ اسماء دو بیٹے یحییٰ و عون فرزندان علیؓ تھے۔ اور ان دونوں کی والدہ اسما بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔

(۷) زوجہ صہبا عمر اکبر بن علیؓ، رقیہ بنت علیؓ، ان دونوں کی والدہ صہبا تھیں۔ جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث

بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب ابن وائل تھیں۔ وہ قیدی تھیں، جو خالد بن الولید کو اس وقت ملیں، جب انہوں نے عین التمر کے نواح میں بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔

(۸) زوجہ امامہ ایک بیٹے محمد اوسط بن علیؓ تھے۔ ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔ امامہ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔ اور زینب کی والدہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں۔

(۹) زوجہ اُمّ سعید دو بیٹیاں ام الحسن بنت علیؓ اور روائلہ کبریٰ تھیں۔ اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک الثقفی تھیں۔

(۱۰) زوجہ محیاہ بنت امریٰ علیؓ کی ایک بیٹی کا نام نہیں بتایا گیا، وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں۔ ان کی والدہ محیاہ بنت امریٰ القیس بن عدی بن اوس ابن جابر بن کعب بن علیم تھیں، جو قبیلہ کلب سے تھیں۔ بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں۔ تو اُن سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں؟ وہ کہتی تھیں: ''وَہ وَہ''۔ اس سے ان کی مراد کلب تھی (جو ایک قبیلے کا نام ہے)۔

علیؓ بن ابی طالب کی تمام صلبی اولاد میں چودہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔ ان کے پانچ بیٹوں سے نسل چلی: حسنؓ و حسینؓ (فرزندان فاطمہؓ)، محمد

بن الحنفیہ، عباس بن الکلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے۔

(۱۱) دوسری اولاد دوسری بیٹیاں ام ہانی بنت علیؓ، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، ام کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ اور نفیسہ تھیں۔ وہ سب متفرق امہات اولاد سے تھیں۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب طبقات ابن سعد) نے کہا کہ ان کے علاوہ ہمیں علیؓ کے اور بیٹے صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اسلام قبول کیا

(۱) محمد بن عبدالرحمن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علیؓ اس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

(۲) حسن بن زید بن حسنؓ بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب کو نبی ﷺ نے جب اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔

(۳) حسنؓ بن زید نے کہا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ نو سال سے بھی کم کے تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن میں کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی۔

(۴) ابن عباس سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہؓ کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے، وہ علیؓ ہیں۔

(۵) محمد بن عمرو نے کہا: ہمارے اصحاب متفق ہیں کہ سب سے پہلا اہل قبلہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا، وہ خدیجہؓ بنت خویلد ہیں۔ ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا: ابو بکرؓ و علیؓ و زیدؓ بن حارثہ۔

(طبقات ابن سعد)

سب سے پہلے اسلام لانے والے

علامہ ابن کثیر دمشقی (المولود ۷۰۰ھ المتوفی ۷۷۴ھ) اپنی مشہور کتاب تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد سوم میں لکھتے ہیں:

وَ قَدْ اَجَابَ اَبُوْ حَنِیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِالْجَمْعِ بَیْنَ ھٰذِہِ الْاَقْوَال بِاَنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْاَحْرَار اَبُوْبَکْرٍ وَ مِنَ النِّسَاء خَدِیْجَۃ وَ مِنَ الْمَوَالِی زَیْد بِنْ حَارِثَۃ وَ مِنَ الْغُلْمَانِ عَلِیّ بِنْ اَبِیْ طَالِبْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان جمیع اقوال میں صرف یہ قول قابل قبول ہے اور انہوں نے صرف اسی کو تسلیم کیا ہے کہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابو بکرؓ صدیق، عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، غلاموں میں زیدؓ بن حارثہ اور لڑکوں میں حضرت علیؓ تھے۔ (تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج۳ ص ۶۲)

ہجرت علیؓ المرتضیٰ

(۶) علیؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے بعد مکے میں مقیم رہوں تاکہ لوگوں کو ان امانتوں کو ادا کروں جو آپ کے پاس تھیں۔ اسی لیے آپ ﷺ امین کہلاتے تھے۔ میں تین دن رہا، تینوں دن ظاہر رہا اور ایک دن بھی نہ چھپا۔ پھر میں نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے راستے کی پیروی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ میں اس وقت بنی عمرو بن عوف میں آیا کہ رسول اللہ ﷺ مقیم تھے۔ میں کلثوم بن الہدم کے پاس اترا اور وہیں رسول اللہ ﷺ کی منزل تھی۔

(۷) محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ نصف ربیع الاول کو اس حالت میں پہنچے کہ رسول اللہ ﷺ قبا ہی میں تھے۔ اس وقت تک آپ گئے نہ تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

مہاجرین و انصار کا بھائی بھائی بننا

(۸) عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو آپ نے مہاجرین میں بعض کا بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا)۔ مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی۔ آپ

نے ان کے درمیان حق و غم خواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور علیؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حضور ﷺ کا بھائی بنانا

(۹) عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے جس وقت اپنے اصحابؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے علیؓ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا: تم میرے بھائی ہو، تم میرے وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں۔ جب آیت میراث نازل ہوئی تو اس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

(۱۰) عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

غزوۂ بدر میں آپ علمبردار تھے

(۱۱) موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم بدر میں علیؓ بن ابی طالب سفید لوٗا بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

(۱۲) قتادہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب یوم بدر میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:

"تم اُس پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جو ہارون کا

موسیٰ سے تھا، البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں"۔

(۱) محمد بن عمر نے کہا کہ یوم احد میں علیؓ ان لوگوں میں سے تھے، جو نبی ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے موت پر بیعت کی۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے سو آدمیوں کے ہمراہ سریہ بنا کے بنی سعد کی جانب فدک میں بھیجا۔ فتح مکہ کے دن ان کے ہمراہ مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں الفلس (بت) کی طرف بنی طے میں سریہ بنا کے بھیجا۔ آپ نے انہیں یمن بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی غزوے میں جو آپ نے کیا جدا نہ ہوئے، سوائے غزوہ تبوک کے کہ آپ ﷺ انہیں اپنی ازواجؓ میں چھوڑ گئے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

(۲) عبداللہ بن شریک سے مروی ہے کہ ہم مدینہ آئے تو سعدؓ بن مالک سے ملے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک روانہ ہو گئے اور علیؓ کو چھوڑ گئے۔ انہوں نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ جاتے ہیں اور مجھے چھوڑتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل ہوا۔ البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

(۳) براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب غزوۂ جیش عسرت کا جو تبوک ہے، وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت

علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ مدینے میں یا میں قیام کروں یا تم قیام کرو۔ آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ بقصد جہاد روانہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ حضرت علیؓ کو کس ایسی بات نے پیچھے چھوڑ دیا جو آپ کو ان سے ناپسند آئی۔ علیؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: اے علیؓ! تمہیں کیا چیز لائی؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! سوائے اس کے کوئی چیز نہیں لائی کہ میں نے لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے سنا کہ آپ نے مجھے صرف اس لئے پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ کو کوئی بات میری ناپسند آئی۔ رسول اللہ ﷺ ہنسے اور فرمایا: اے علیؓ! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جس طرح ہارونؑ موسیٰؑ سے، سوائے اس کے کہ تم نبی نہیں ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: تو وہ اسی طرح ہے کہ تم میرے پیچھے مدینے میں رہو۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا حلیہ

(۱) شعبیؒ سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ چوڑی داڑھی والے تھے۔ جو ان کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ سر میں چندیہ پر بال نہ تھے۔ ان کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

ڈاڑھی مبارک

(۲) ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا۔ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو! کھڑے ہو اور امیر المومنین کو دیکھو۔ میں کھڑا ہو کر ان کی طرف گیا تو انہیں ڈاڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا۔ وہ بڑی ڈاڑھی والے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

ڈاڑھی میں سفیدی آگئی

(۳) ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا جو سفید ڈاڑھی اور سفید سر والے تھے۔

(۴) ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علیؓ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ سفید ڈاڑھی والے تھے۔ سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

(۵) عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علیؓ سے زیادہ چوڑی ڈاڑھی والا نہیں دیکھا، جو ان کے دونوں شانوں کے درمیان بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

ڈاڑھی میں کبھی کبھی خضاب بھی لگایا

(٦) سواد بن حنظلہ القیشری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علیؓ کی ڈاڑھی زرد تھی۔

(۷) محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علیؓ نے مہندی کا

خضاب لگایا، پھر اُسے ترک کر دیا۔

جسم مبارک

(۸) قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علیؓ کا شکم بڑا تھا۔شانے کی ہڈی کا سرا بھی بڑا اور موٹا تھا۔ہاتھ کی ہتھیلی بھی موٹی تھی اور کلائی پتلی، پنڈلی کی مچھلی موٹی تھی۔اور اس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی۔میں نے انہیں ایام سرما میں اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کرتہ پہنے اور دو بیرونی چادریں اوڑھے اور باندھے تھے۔اس کتان (السی کے درخت) کا عمامہ باندھے تھے، جو تمہارے دیہات میں بُنا جاتا ہے۔

قدو قامت

(۹) رزام بن سعد الضبی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علیؓ کے اوصاف بیان کرتے سنا کہ وہ ایسے آدمی تھے، جو متوسط قامت سے زائد تھے، چوڑے شانے والے۔لمبی ڈاڑھی والے تھے۔اگر تم چاہو تو جب ان کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں اور جب تم انہیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو وہ گندم گوں ہیں جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس

(۱) خالد بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علیؓ کو

دیکھا ہے کہ ان کی تہ بند گھٹنوں سے ملی ہوئی تھی۔

(۲) عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو قطری کا کرتہ پہنے دیکھا۔ جب وہ اُس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی۔ جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (بروایت یعلیٰ) اُن کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی۔ اور (بروایت عبداللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔

پیوند لگی تہ بند

(۳) عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علیؓ کو پیوند لگی ہوئی تہ بند باندھے دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بناتی ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

نصف پنڈلی تک تہبند

(۴) حر بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ گھر سے نکل رہے تھے۔ اُن کے جسم پر دو قطری کپڑے تھے۔ ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی اور ایک چادر پنڈلی سے اونچی اسی تہ بند کے قریب تھی۔ ان کے ہمراہ درّہ (چرمی ہنٹر) تھا، جسے وہ بازاروں میں لے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیل

(پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو۔ گوشت میں نہ پھونکو۔[1]

تہبند نصف ساق تک رکھتے

(۵) ایوب بن دینار ابو سلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار جا رہے تھے۔ جسم پر ایک تہ بند تھی جو نصف ساق تک تھی۔ ایک چادر پشت پر تھی۔ میں نے ان کے جسم پر دو نجرانی چادریں دیکھیں۔

(٦) جعفر بن محمدؒ نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے چار درہم میں ایک سُنبلانی کُرتہ خریدا۔ درزی آیا۔ کُرتے کی آستین کھینچی اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو ان کی انگلیوں سے آگے تھا۔

حضرت علیؓ کا عمامہ

(۷) ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا۔ معلوم نہیں اس کا کون سا سرا زیادہ لمبا تھا، وہ جو ان کے سامنے تھا یا وہ جو پیچھے۔ سیاہ پٹی سے ان کی مراد عمامہ تھی۔

(۸) جعفر کے مولا سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا، جس کو وہ اپنے آگے اور پیچھے لٹکائے

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ۳ خلفائے راشدینؓ

ہوئے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

(۹) ابی العنبس عمرو بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

(۱۰) ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ شہید ہوئے، میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں ظلۃ النساء میں بیٹھے دیکھا۔ اُس روز جس دن عثمانؓ شہید ہوئے، میں نے انہیں کہتے سنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

(۱۱) عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا۔ وہ باب صغیر سے نکلے۔ جب آفتاب بلند ہو گیا تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ان کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کرتہ تھا، جو ٹخنوں کے اُوپر تھا۔ اس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جڑ کھلی ہوئی نہ تھی۔

عمامہ وتہ بند

(۱) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری تہ بند دراز ہو تو اس کا پٹکا بنالو اور جب وہ تنگ ہو تو اسے تہ بند بنالو۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

حضرت علیؓ کی ٹوپی

(۲) ابی حبان سے مروی ہے کہ علیؓ کی ٹوپی باریک تھی۔

(۳) یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔

حضرت علیؓ کی مُہر

(۴) عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے اپنے بائیں ہاتھ میں مہر پہنی۔

(۵) ابو اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی مہر کا نقش اہل شام کی صلح کے زمانے میں پڑھا۔ وہ "محمد رسول اللہ" تھا۔

(٦) محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ کی مہر کا نقش "اللہ الملک" تھا۔

زرد تہبند اور سیاہ کمبل

(۷) ابی ظبیان سے مروی ہے کہ ایک روز علیؓ ہمارے پاس نکل کر آئے جو زرد تہ بند اور سیاہ کمبل میں تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ

بَعْدِیْ (بخاری و مسلم متفق علیہ، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۲۶)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کی نسبت فرمایا: تو میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰ کے لئے ہارون تھے، البتہ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ (متفق علیہ)

مومن علیؓ سے محبت کرتا ہے

(۲) وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَ الَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَ بَرَأَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَھِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّ لَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ (رواہ مسلم و مشکوٰۃ شریف)

زر بن حبیشؓ کہتے ہیں کہ علیؓ نے کہا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا کہ نبی اُمی ﷺ نے مجھ کو حکم دیا اور یہ وصیت کی کہ مجھ سے (یعنی علیؓ سے) صرف وہ شخص محبت کرے گا جو مومن ہو گا اور مجھ سے وہ شخص بغض و عداوت رکھے گا جو منافق ہو گا۔ (مشکوٰۃ حدیث ۵۸۲۷، مسلم)

حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان

(۳) وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ

غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرَا حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجْعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰہِ فِیْہِ فَوَاللّٰہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تَکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ[1]

خیبر میں حضرت علیؓ کے ہاتھ میں فتح کا پرچم

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرائے گا۔ اور وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھے گا اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول ﷺ اس سے محبت کرے گا۔

جب صبح ہوئی تو تمام لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ امید لے

[1] بخاری و مسلم متفق علیہ وذکر حدیث البرآء قال بعلی انت منی وانا منک فی باب بلوغ الصغیر

کر حاضر ہوئے کہ وہ جھنڈا انہیں کو ملے گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: علی ابن ابی طالبؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی جا کر ان کو بلائے۔

چنانچہ ان کو بلا کر لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا اور وہ اچھی ہو گئیں گویا دکھتی ہی نہ تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا کیا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ان لوگوں سے (یعنی دشمنوں سے) اس وقت تک لڑوں گا، جب تک وہ ہماری طرح نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی فطری نرمی و آہستگی سے کام لو۔ جب تم میدان جنگ میں پہنچ جاؤ تو پہلے دشمنوں کو اِسلام کی دعوت دو (یعنی اِسلام کی طرف بلاؤ)۔ اور پھر بتلاؤ کہ اِسلام قبول کرنے کے بعد ان پر خدا کا کیا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری تحریک و تبلیغ سے خداوند تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہو گا۔[1]

حضرت علیؓ مومن کے دوست ہیں

(۴) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1 مشکوۃ حدیث ۵۸۲۸ متفق علیہ

اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ وَ هُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ [1]

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور علیؓ ہر مومن کا دوست ہے۔

حضرت علیؓ کس کے دوست ہیں

(۵) وعَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ (رواہ احمد والترمذی و مشکوٰۃ شریف ۵۸۳۰)

جس کے دوست حضور ﷺ ہیں اس کے علیؓ دوست

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا میں دوست ہوں علیؓ اس کا دوست ہے۔ (احمد، ترمذی)

حضرت علی المرتضیٰؓ کی فضیلت

(٦) وَ عَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَ لَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ

(مشکوٰۃ شریف حدیث ۵۸۳۱، رواہ الترمذی و رواہ احمد عَنْ اَبی جنادۃ)

مقام علی المرتضیٰؓ

حضرت حبشی بن جنادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں اور میری جانب سے کوئی عہد نہ

---

[1] رواہ الترمذی و مشکوٰۃ حدیث ۵۸۲۹

کرے اور نہ کوئی معاہدہ کرے مگر میں خود یا میری جانب سے علیؓ۔
(ترمذی، احمد)

شانِ حضرت علی المرتضیٰؓ

(۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَجَاءَ عَلِیٌّ فَدَمَعُ عَیْنَاہُ فَقَالَ اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِکَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ[1]

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تھا۔ پھر علیؓ آئے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: آپ ﷺ نے صحابہؓ کے درمیان اخوت قائم کی اور مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا (یعنی میرے ساتھ کسی کی اخوت قرار نہ دی)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اور آخرت دونوں میں تو میرا بھائی ہے۔(ترمذی، یہ حدیث حسن غریب ہے)

حضرت علیؓ کو برا کہنے کی ممانعت

(۹) وَعَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ فَاِنَّھُمَا سَیِّدَا

[1] رواہ الترمذی وَقَالَ ھٰذا حدیث غریب، مشکوۃ شریف ۵۸۳۲

كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا تَسُبُّوْ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ فَاِنَّهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلَ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلاَ تَسُبُّوْا عَلِيًّا فَاِنَّهُ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ وَ مَنْ سَبَّنِيْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰهَ وَ مَنْ سَبَّ اللّٰهَ عَذَّبَهُ اللّٰهُ (ابن عساکر و ابن النجار کنز العمال)

اور حسین بن علی علیہما السلام نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ اور عمرؓ کو گالی نہ دو کہ وہ جنت کے پہلوں اور پچھلوں ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں، سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اور حسنؓ حسینؓ کو گالی نہ دو کہ وہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، پہلوں اور پچھلوں کے۔ اور علیؓ کو گالی نہ دو کہ جس نے علیؓ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی، اس نے اللہ کو گالی دی۔ جس نے اللہ کو گالی دی، اللہ اسے سزا دے گا۔

چاروں خلفاء کی محبت فرض ہے

(۱۰) وَعَنْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ حُبَّ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ كَمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الصَّلٰوةَ وَ الزَّكٰوةَ وَالصَّوْمَ وَ الْحَجَّ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً وَلَا زَكٰوةً وَلَا صَوْمًا وَلَا حَجًّا وَيَحْشُرُهُ مِنْ قَبْرِهٖ اِلَى

النَّار (نورالابصار)

اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی محبت اس طرح فرض کی ہے جس طرح کہ تم پر نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج فرض کیا ہے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا، اللہ اس کی نہ نماز قبول کریں گے اور نہ زکوۃ اور نہ روزہ اور نہ حج اور اس کی قبر سے اس کو اٹھا کر آگ کی طرف بھیج دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا!

(۱۱) وعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو کہیں بھیجا جس میں علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، یعنی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ! مجھ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک مجھے علی رضی اللہ عنہ نہ دکھا دے۔ (مشکوۃ شریف حدیث ۵۸۴۳، رواہ الترمذی)

منافق علیؓ سے محبت نہیں رکھتا

(۱۲) عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَ لَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ

(رواہ احمد والترمذی و قال ہذا حدیث حسن غریب اسناد، مشکوۃ حدیث ۵۸۳۹)

مومن علیؓ سے بغض نہیں رکھتا

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: علیؓ سے منافق محبت نہیں رکھتا اور مومن علیؓ سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ (احمد، ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث بلحاظ سند غریب ہے)

شانِ علی المرتضیٰؓ

(۱۳) وَ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ (رواہ احمد، مشکوۃ ۵۸۴۰)

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے علیؓ کو برا کہا گویا مجھ کو برا کہا۔ (احمد)

حضرت علیؓ کو برا کہنا منع ہے

(۱۴) وَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فِیْکَ مَثَلٌ مِنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْہُ الْیَھُوْدُ حَتّٰی بَھَتُوْا اُمَّہٗ وَ اَحَبَّہٗ

النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِیْ لَیْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ یَهْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَ مُبْغِضٌ یَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَبْهَتَنِیْ (رواہ احمد و مشکوۃ حدیث ۵۸۴۱)

حضرت علیؓ کی مشابہت

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ میں عیسیٰ سے ایک مشابہت ہے، یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو اتنا پسندیدہ محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا جو ان کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے (یعنی علیؓ) کے معاملہ میں دو شخص (یعنی دو جماعتیں) ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہوں گی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والا ہو گا اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائے گا جو مجھ میں نہ ہوں گی۔ دوسرے وہ جو میرا دشمن ہو گا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آمادہ کر دے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔

حضرت علیؓ ہر مومن کے محبوب ہیں

(۱۵) وَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِیْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذَالِکَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا یَا بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَ اَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ

(رواہ احمد و مشکوۃ حدیث ۵۸۴۲)

حضور ﷺ کا دوست علیؓ کا دوست

حضرت براءؓ بن عازب اور زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غدیر خم میں قیام پذیر ہوئے تو علیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ مومنوں کے نزدیک میں ان کی جانوں سے زیادہ عزیز بہتر ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں ہر مومن کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز و پیارا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! جس شخص کا میں دوست ہوں، علیؓ اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! تو اس شخص کو دوست رکھ جو علیؓ کو دوست رکھے اور اس کو اپنا دشمن خیال کر جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ اس واقعہ کے بعد علیؓ نے عمرؓ سے ملاقات کی۔ عمرؓ نے ان سے کہا: ابوطالب کے بیٹے! خوش رہو، تم

صبح اور شام ہر وقت ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے دوست اور محبوب ہو۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ شریف ۵۸۴۲)

چاروں خلفاء کی شان

(۱۶) وعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ اَبُوْ بَکْرٍ اَسَاسُھَا وَ عُمَرُ حِیْطَانُھَا وَ عُثْمَانُ سَقْفُھَا وَ عَلِیٌّ بَابُھَا لَا تَقُوْلُوْا فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ اِلَّا خَیْرًا (فصل الخطاب، فردوس الاخبار)

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور ابو بکرؓ اس کی بنیاد ہیں اور عمرؓ اس کی دیواریں ہیں اور عثمانؓ اس کا چھت ہے اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ تم ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے حق میں سوائے بھلائی کے اور کوئی بات نہ کہو۔

مناقب خلفاء الاربعۃ

(۱۷) وَ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَ حَمَّلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَ اَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِہٖ رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ اِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَہُ الْحَقُّ وَ مَالَہٗ صِدِیْقٌ رَحِمَ

اللّٰہُ عُثْمَانَ تستحیہِ الْمَلَائِکَۃُ رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ

چاروں خلفاء کی تعریف

اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابو بکرؓ پر رحم کرے، اس نے اپنی بیٹی (عائشہؓ) میرے نکاح میں دے دی اور مجھے دارالہجرت تک سواری پر لایا اور اپنے مال سے اس نے بلالؓ کو آزاد کیا۔ اللہ عمرؓ پر رحم کرے، وہ حق بات کہتا ہے اگرچہ وہ کڑوی ہو۔ حق نے اسے اس حال پر چھوڑا ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں۔ اللہ عثمانؓ پر رحم کرے، اس سے فرشتے بھی شرم کھاتے ہیں۔ اللہ علیؓ پر رحم کرے۔ اے اللہ! جس طرف علیؓ رخ کرے، حق کو بھی اس طرف ہی پھیر دے۔ (ترمذی شریف)

حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لئے حضور ﷺ کی دعا

(۱۸) وَعَنْہُ قَالَ کُنْتُ شَاکِیًا فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ اَنَا اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَ اِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفِقْنِیْ وَ اِنْ کَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَیْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَا قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَ قَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوِ اشْفِہٖ شَکَّ الرَّاوِیُّ قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ (مشکوۃ رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث حسن صحیح)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ! اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھ کو موت دے کر راحت عنایت فرما اور اگر موت کا وقت نہیں آیا ہے تو میری زندگی میں وسعت بخش اور اگر یہ میری آزمائش و امتحان ہے تو مجھ کو صبر عطا فرما کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، تو فرمایا: تو نے کس طرح کہا ہے پھر کہنا۔ میں نے دعا کے الفاظ کو پھر کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے پاؤں سے مجھ کو ٹھکرا کر فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! اس کو عافیت فرما یا شفاء بخش (راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے یا دوسرے الفاظ)۔ علیؓ کا بیان ہے کہ اس دعاء کے بعد پھر مجھ کو یہ شکایت یا مرض کبھی نہ ہوا۔

(ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

حضرت علی المرتضیٰؓ کا ارشاد

(۱۹) عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قِيْلَ لَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِسْتَخْلِفُ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ فَاَسْتَخْلِفَ وَلٰكِنْ اِنْ يُرِدِ اللهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا جَمَعَهُمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ عَلٰى خَيْرِهِمْ (البیہقی)

خلیفہ مقرر کرنا

شقیق بن سلمہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر کر جاؤ۔ تو آپ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا کہ میں خلیفہ مقرر کروں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ لوگوں سے بھلائی کا ارادہ کرے گا تو ان کو ان کے بہترین آدمی پر جمع کر دے گا، جیسا کہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے بہترین آدمی پر جمع کر دیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کیوں مقرر نہ کیا؟

(۲۰) عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوِ اسْتَخلف قَالَ اِذَا اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ فَعَصَیْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَ لٰکِنْ مَا حَدَّثَکُمْ حُذَیْفَةُ فَصَدِّقُوْا وَ مَا اَقْرَاءَ کُمْ عَبْدُاللهِ فَاقْرَءُوْهُ

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ حدیث ۵۹۷۹ فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اپنے سامنے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیتے تو بہتر ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر میں کسی کو تمہارے اوپر خلیفہ مقرر کر دوں اور تم اس کی نافرمانی کرو تو تم کو عذاب دیا جائے گا۔

حذیفہؓ تم سے جو کچھ کہے یا جو حدیث بیان کرے، اس کو سچا جانو اور عبداللہ (بن مسعودؓ) جو کچھ تم کو پڑھائے، اس کو پڑھو۔

سرورِ کائنات ﷺ کا اِرشاد

(۲۱) وَ عَنْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَکَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَکْرٍ تَجِدُوْہُ اَمِیْنًا زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْہُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اَرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًا یَاخُذُبِکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ (مسند احمد)

اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے کہا: پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کے بعد کس کو امیر بنائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ابو بکرؓ کو امیر بناؤ تو تم اسے امین پاؤ گے، وہ دنیا سے بے نیاز ہے اور آخرت میں رغبت رکھنے والا ہے۔ اور اگر تم عمرؓ کو امیر بناؤ تو تم اسے طاقت ور اور امین پاؤ گے۔ وہ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرے گا۔ اگر تم علیؓ کو امیر بناؤ اور میرا خیال ہے کہ تم ایسا کرنے والے نہیں تو تم اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تمہیں سیدھے

راستے پر چلائے گا۔

چاروں خلفاء کا انتخاب

(۲۲) وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فِیْ حَدِیْث جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اللّٰہَ اَخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوٰی النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اَخْتَارَ لِیْ مِنْھُمْ اَرْبَعَۃً اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیًّا فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَ فِیْ اَصْحَابِیْ کُلِّھِمْ خَیْرٌ [1]

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان، جو کہ حضرت جابرؓ کی مروی حدیث ہے، کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہؓ کو تمام جہانوں سے چن لیا ہے اور پسند فرمایا ہے، سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اور پھر ان چار کو چن لیا جو کہ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔ پس ان کو تمام صحابہؓ سے خیر فرمایا حالانکہ میرے ہر صحابیؓ میں خیر ہے۔

میرے بعد کوئی نبی نہیں

(۲۳) عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ [2]

ترجمہ: اے علیؓ! تو میرے لئے بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے ہے (جیسا کہ

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ القاضی عیاض بن موسیٰ الاندلسی جلد ثانی ص ۱۱۹ طبع دمشق، کتاب السنۃ علامہ ابن جریر، الخصائص الکبریٰ ج ۲ علامہ جلال الدین سیوطی

[2] صحیح (۱) جامع الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۴۹۹۰ (۲) ابو بکر المطبری فی جزئہ۔ عن ابی سعید (۳) ۷/ ۱۲۰ مسلم عن سعد بن ابی وقاص

وہ) موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے، مگر اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

من فضائل علی رضی اللہ عنہ

(۲۴) اَنَّہٗ لَا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ (صحیح)[1]

ترجمہ: روایت ہے حضرت علی سے کہا انہوں نے کہ عہد کیا ہے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نہ دوست رکھے گا تجھے مگر مومن۔ اور نہ بغض رکھے گا تجھ سے مگر منافق۔

حضرت علیؓ کا دوست، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے

(۲۵) عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مَوْلٰی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ[2]

ترجمہ: جس کا میں دوست ہوں، اس کا علیؓ بن ابی طالب دوست ہے۔

شان علی المرتضیٰؓ ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کے دوست

(۲۶) اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ، اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ[3] (صحیح)

---

[1] احادیث صحیحہ البانی جلد ۴ ص ۲۹۸ حدیث ۱۷۲۰ حوالہ اخرجہ مسلم (۱/۶۱) (۲) نسائی (۲/۲۷۱) (۳) والترمذی (۲/۳۹۱) (۴) وابن ماجہ (۱۱۴) (۵) واحمد بن حنبل (۱/۸۴) وخطیب فی التاریخ

[2] صحیح (۱) صحیح الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۴۰۷۹ (۲) المحاملی فی امالیہ۔ عن ابن عباس (۳) الصحیحہ ۷۵۰ (۴) اروض النضیر ۱۷۱ (۵) المشکوٰۃ ۶۰۹۱

[3] احادیث الصحیحہ جلد ۴ حدیث ۱۷۵۰ اخرجہ مسند احمد (ج ۵ ص ۳۷۰) ھٰذا حدیث حسن۔ صحیح المتن

ترجمہ: اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں، علیؓ بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ دوست رکھ اس کو جو اس سے دوستی رکھے اور عداوت رکھ اس سے جو علیؓ سے عداوت رکھے۔

حضرت علیؓ سے محبت، حضور ﷺ سے محبت ہے

(۲۷) مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ

ترجمہ: جو علیؓ سے محبت رکھے، اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جو علیؓ سے بغض رکھے، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔[1]

شانِ علی المرتضیٰؓ ... جنت علیؓ کی مشتاق ہے

(۲۸) عَنْ اَنَسْ بِنْ مَالِک قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان الْجَنَّۃَ لتشتاقِ اِلٰی ثَلَاثَۃَ عَلِیٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَان[2]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے، علیؓ، عمارؓ، سلمان فارسیؓ۔

جس کے حضور ﷺ دوست ہیں، علیؓ بھی اس کے دوست

(۲۹) مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ (صحیح (۱) مسند احمد بن حنبل (۲) ترمذی)

---

[1] صحیح جامع الصغیر جلد دوم حدیث ۵۹۶۳ (۲) مستدرک حاکم۔ عن سلمان (۳) الصحیحہ ۱۲۹۹

[2] حسن: جامع الصغیر سیوطی۔ جامع صغیر البانی جلد اول حدیث ۱۵۸۹ (۲) ترمذی، مستدرک حاکم: عن انس

ترجمہ: جس کا میں دوست ہوں۔ اس کا علیؓ دوست ہے۔

الحاصل: الحمد للہ کہ تمام اہل السنت و الجماعت حضرت علی المرتضیٰؓ کو دوست رکھتے ہیں۔ چوتھا خلیفہ برحق مانتے ہیں، جیسا کہ چوتھے نمبر پر وہ خلیفہ بنے۔ چاروں خلفاءؓ کا اکٹھا خطبوں میں نام لیتے ہیں۔ کیوں کہ علیؓ نے پہلے تینوں خلفاءؓ کو برحق خلیفہ مانا اور پہلے تینوں خلفاء حضرت علیؓ کے دوست تھے اور حضرت علیؓ ان کے دوست تھے۔ اس لئے سُنّی چاروں خلفاء کے دوست ہیں اور بترتیب چاروں کی خلافت کو برحق مانتے ہیں۔

سنت خلفائے راشدین کی پیروی کی وصیت

(۳۰) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السَّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُوْلُ: وَ عَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْب فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذِهٖ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ اِلَيْنَا؟ قَالَ قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيْغُ عَنْهَا بَعْدِىْ اِلَّا هَالِكٌ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِىْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ عَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ وَاِنْ عَبْدًا حَبْشِيًّا فَاِنَّمَا

اَلْمُؤْمِنُ کَالْجَمَلِ الْاَنِفِ حَیْثُمَا قِیْدَ انْقَادَ (سنن ابن ماجہ حدیث ۴۳)

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نصیحت کی ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایسی کہ جوش مارنے لگیں اس سے آنکھیں اور ڈر گئے اس سے دل۔ سو عرض کی ہم نے یا رسول اللہ ﷺ یہ تو نصیحت ہے۔ رخصت ہونے والے کی۔ سو کیا وصیت کرتے ہیں آپ ہم کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے چھوڑا ہے تم کو ایک چمکتی شریعت پر کہ اس کی رات بھی ایسی روشن ہے جیسے دن۔ نہ پھرے گا اس سے میرے بعد مگر ہلاک ہونے والا۔ جو شخص بھی میرے بعد جیئے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا سو لازم جاننا تم اس کو جو تمہیں معلوم ہو۔ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلیفوں کی سنت کو مضبوط پکڑو اس کو دانتوں سے اور لازم جانو فرمانبرداری حاکم کی اگرچہ ایک غلام حبشی ہو اس لئے کہ مومن ایسی بات جانتا ہے اور فرمانبرداری کرتا ہے جیسا ناک میں نتھ رکھا مہار نکا ہوا اونٹ کہ جدھر کھینچو ادھر چلا۔

(سنن ابن ماجہ حدیث ۴۳)

نصیحت پر عمل: حضور ﷺ کی نصیحت پر اہل السنت و الجماعت نے عمل کیا۔ جب حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ بنے تو سب کو برحق مانا۔

چار خلفاء کی بشارت

(۳۱) وَ عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَ خِلَافَةَ عُمَرَ عَشْرَةً وَ عُثْمَانَ اِثْنَتَيْ عَشْرَةً وَ عَلِيٍّ سِتَّةً[1]

ترجمہ: حضرت سفینہؓ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خلافت تیس سال تک رہے گی پھر یہ خلافت بادشاہت ہو جائے گی۔ سفینہؓ راوی اس حدیث کو بیان کر کے کہتے ہیں کہ حساب کر کے دیکھو حضرت ابو بکرؓ کی خلافت دو سال۔ حضرت عمرؓ کی خلافت دس سال حضرت عثمانؓ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علیؓ کی خلافت چھ سال۔[2]

شان حضرت علیؓ ... وہ ہر مومن کے دوست ہیں

(۳۲) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

1 رواہ احمد والترمذی وابوداؤد، مشکوۃ حدیث ۵۱۵۹

2 صحیح اخرجہ ابوداؤد (۴۶۴۶۔۴۶۴۷) (۲) وترمذی (۲/۳۵) (۳) والطحاوی فی مشکل الآثار (۴/۳۱۳) (۴) وابن حبان فِیْ صحیحہ (۱۵۳۴۔۱۵۳۵) (۵) وابن عاصم فی السنۃ (۲/ ۱۱۴) (۶) والحاکم (۳/۷۱، ۱۴۵) (۷) واحمد فی المسند (۵/۲۲، ۲۲۱) (۸) ابو نعیم فی فضائل صحابہ (۹) والبیہقی فی دلائل النبوۃ (۱۰) احادیث الصحیحہ جلد دوم ص ۸۲۰۔ حدیث ۴۵۹

مَاتُرِیْدُوْنَ مِنْ عَلِیٍّ؟اِنّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ وَ هُوَ وَلِیّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ[1] (جامع الصغیر البانی حدیث ۵۵۹۸، صحیح)

ترجمہ: کیا چاہتے ہو تم علی سے؟ بے شک علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور وہ دوست ہے ہر مومن کا میرے بعد۔

علیؓ کی محبت سے حضور ﷺ کی محبت

(۳۳) مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَ مَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ[2]

ترجمہ: جو محبت رکھے علیؓ سے، تو بے شک اس نے محبت رکھی مجھ سے اور جو میرے ساتھ محبت رکھے گا، بے شک اس نے اللہ عزوجل سے محبت رکھی، اور جو بغض رکھے علیؓ سے تو گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جو میرے ساتھ بغض رکھے گا تو بے شک اس نے اللہ عزوجل سے بغض رکھا۔

---

[1] احادیثِ صحیحہ جلد خامس حدیث ۲۲۲۳ حوالہ اخرجہ الترمذی (۱۳/۷/۳) ونسائی فی الخصائص (ص ۱۳،۱۶،۱۷) (۳) و ابن حبان (۲۲۰۳) (۴) مستدرک حاکم (۳/۱۱۰) (۵) ابو داؤد الطیاسی فی مسندہ (۹۲۸) (۶) مسند احمد (۴/۴۳۸) وابن عدی فی الکامل (۲/۵۶۸)

[2] صحیح احادیث صحیحہ البانی جلد ۳ حدیث ۱۲۹۹ (۱) بحوالہ رواہ المخلص فی الفوائد المنتقاد (۱۰/۵/۱) مسند صحیح عن ام سلمہ (۲) اخرجہ الحاکم (۳/۱۳۰) عن زید سعید بن اوس الانصاری وقال: صحیح علی شرط الشیخین

میرے بعد کوئی نبی نہیں

(۳۴) یَا عَلِیُّ! اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی؟ اِلَّا اِنَّهٗ لَیْسَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ[1]

ترجمہ: اے علیؓ! کیا تو راضی نہیں ہوتا، اس درجہ عالیہ پر کہ تو میری جانب سے ایسا ہو جیسا ہارونؑ موسیٰؑ کی جانب سے مگر فرق اتنا ہے کہ نبوت میرے بعد کسی کی نہیں۔

علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں

(۳۵) عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَ لَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ[2]

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور کوئی ادا نہیں کر سکتا میری طرف سے، اس پیغام کو سوائے علیؓ کے۔

(۳۶) مَنْ آذٰی عَلِیًّا فَقَدْ آذَانِیْ[3]

ترجمہ: جس نے تکلیف پہنچائی علیؓ کو، اس نے تکلیف پہنچائی مجھ کو۔

---

[1] صحیح جامع الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۷۹۵۱ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) بیہقی (۴) ترمذی (۵) ابن ماجہ عن سعد (۶) مختصر مسلم شریف (۷) مستدرک حاکم ۲۳۷/۲

[2] حسن (۱) جامع الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۴۰۹۱ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) ترمذی شریف (۴) نسائی شریف (۵) ابن ماجہ عن حبشی بن جنادۃ (۶) المشکوٰۃ ۶۰۸۳

[3] صحیح الجامع الصغیر البانی ج ۲ حدیث ۵۹۲۴ بحوالہ مسند احمد بن حنبل، تاریخ بکاری، مستدرک للحاکم، عن عمرو بن شاس، الصحیحہ البانی حدیث ۲۲۹۵، ابن حبان، ابن عساکر، الہیثم بن کلیب، طبقات ابن سعد، ابن عساکر عن جابر

(۳۷) عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِب مَوْلٰی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ[1]

ترجمہ: علیؓ ابن ابی طالب، جس کا میں دوست ہوں، اس کے دوست ہیں۔

(۳۸) عَلِیٌّ یَقْضِیْ دَیْنِیْ[2]

ترجمہ: علیؓ میرا قرض ادا کرے گا۔

عشرہ مبشرہ کو مع حضرت علیؓ جنت کی بشارت

(۳۹) عَشْرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّۃِ وَ اَبُوْ بَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَ طَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعْدُ بْنُ مَالِکٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّۃِ[3]

ترجمہ: دس جنت میں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہیں اور ابو بکرؓ جنت میں ہے اور عمرؓ جنت میں ہے اور عثمانؓ جنت میں ہے اور علیؓ جنت

---

[1] صحیح الجامع الصغیر ج۲ البانی حدیث ۴۰۸۹، بحوالہ الحاصل فی امالیہ، عن ابن عباسؓ، الصحیحہ البانی حدیث ۱۷۵۰، والروض النضیر حدیث ۱۷۱، المشکاۃ المصابیح حدیث ۶۰۹۱

[2] حسن صحیح الجامع الصغیر البانی ج۲ حدیث ۴۰۹۲، بحوالہ مسند البزاز عن انس، الصحیحہ البانی حدیث ۱۹۸۰

[3] (صحیح الجامع الصغیر البانی ج۲ حدیث ۴۰۱۰ بحوالہ مسند احمد بن حنبل، ابوداؤد، ابن ماجہ و ایضاً المقدسی عن سعید بن زید، الروض النضیر ۴۲۵

میں ہے اور طلحہؓ جنت میں ہے اور زبیرؓ بن عوام جنت میں ہے اور سعدؓ بن ملک جنت میں ہے اور عبدالرحمنؓ بن عوف جنت میں ہے اور سعیدؓ بن زید جنت میں ہے۔

(۴۰) اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَ طَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَ الزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰن بن عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقاصٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الجَرَاحِ فِی الْجَنَّۃِ(صحیح الجامع الصغیر البانی ج۱ حدیث ۵۰ بحوالہ مسند احمد بن حنبل، ترمذی)

ترجمہ: ابو بکرؓ جنت میں ہے اور عمرؓ جنت میں ہے اور عثمانؓ جنت میں ہے اور علیؓ جنت میں ہے اور طلحہؓ جنت میں ہے اور زبیرؓ جنت میں ہے اور عبدالرحمنؓ بن عوف جنت میں ہے اور سعدؓ بن ابی وقاص جنت میں ہے اور سعیدؓ بن زید جنت میں ہے اور ابو عبیدہ بن الجراح جنت میں ہے۔

خلفاءِ ثلاثہؓ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں

(۴۱) مُسْنَدِ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ عَنْ عَبْدِ خَیْرٍ قَالَ: خَطَبَ عَلِیٌّ فَقَالَ: اِنْ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ اَبُوْبَکْر، وَ اَفْضَلُھُمْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ، وَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اِسَمِیَ الثَّالِثَ

لَسَمَّيْتُهٗ، فَسَئَلُ عَنِ الَّذِيْ شِئْتَ اَنْ تَسْمِيَهٗ؟ قَالَ: اَلْمَذْبُوْحُ كَمَا تَذْبَحَ الْبَقْرَةُ (العدنی وابن ابی داود، ع، حل، ابن عساکر)

ترجمہ: "مسند علی رضی اللہ عنہ" عبد خیر کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے خطاب کیا اور فرمایا: لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو بکرؓ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ سے تیسرے کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: وہ شخص ہے (یعنی حضرت عثمانؓ) جسے گائے کی طرح ذبح کر دیا گیا ہے۔

(کنز العمال ج ۱۳ ح ۳۶۶۹۱)

خلفاءِ اربعہؓ کی خلافت کی خبر ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(۴۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمْ يَقْبِضِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰى اَسَرَّ اِلَيَّ اَنَّ الْخَلِيْفَةُ مَنْ بَّعْدِهٖ اَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ مَنْ بَّعْدَهٗ عُمَرُ، ثُمَّ مَنْ بَّعْدَهٗ عُثْمَانُ، ثُمَّ اِلَيَّ الْخِلَافَة۔ وَفِيْ لَفْظٍ: ثُمَّ تَلِيَ الْخِلَافَةُ

(ابن شاہین والغازی فی فضائل الصدیق، ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک دُنیا سے رُخصت نہیں ہوئے جب تک کہ مجھے بتا نہیں دیا کہ ان کے بعد خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ پھر ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ پھر عثمانؓ کے بعد میں (علیؓ)

خلافت کا بار اُٹھاؤں گا۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۶۹۳)

خلفاءِ ثلاثہ علی المرتضیٰ کا ارشاد

(۴۳) عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ: وَافَقْنَا مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ذَاتَ یَوْمٍ طَیِّبِ نَفْسٍ فَقُلْنَا: یَا اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ! حَدِّثْنَا عَنْ اَصْحَابِکَ۔ قَالَ: کل اَصْحَاب رَسُوْل اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَصْحَابِیْ۔ قُلْنَا: حَدِّثْنَا عَنْ اَصْحَابِکَ خَاصَة۔ فَقَالَ: مَا کَانَ لِرَسُوْل اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَاحِب الا کَانَ لِی صَاحِبا۔ قُلْنَا: حَدِّثْنَا عَنْ اَبِیْ بَکْر الصِّدِّیْق۔ قَالَ: ذَاکَ امْرُؤٌ سَمّاہ اللهُ صِدِّیْقًا عَلٰی لِسَانِ جِبْرِیْل وَ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کَانَ خَلِیْفَة رَسُوْل اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضیه لدیننا فرضیناه لِدُنْیَانَا۔ قُلْنَا: فَحَدِّثْنَا عَنْ عُمَر بْن الخَطَّاب۔ قَالَ: ذَاکَ امْرُؤٌ سَمّاہ اللهُ الفَارُوْق ففرق بَیْنَ الْحَقّ وَ الْبَاطِل۔ سَمِعْت رَسُوْل اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْل: اللّٰهمَّ اَعِزّ الإِسْلَام بِعُمَر بْن الْخَطَّاب۔ قُلْنَا: فَحَدِّثْنَا عَنْ عُثْمَان بْن عَفَّان۔ قَالَ: ذَاکَ امْرُؤٌ یدعی فِی الْمَلَأ الاَعْلٰی "ذَا النُّوْرَیْن"۔ کَانَ ختن رَسُوْل اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابْنَتَیْه، ضمن لَه بَیْتًا فِی الْجَنَّة (خیثمہ واللالکائی والعشاری فی فضائل الصدیق، ابن عساکر)

ترجمہ: نزال بن سبرہ کی روایت ہے کہ ایک دن ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خوش خوش پایا۔ ہم نے عرض کیا: اے امیر

المؤمنین! ہمیں اپنے اصحاب کے متعلق بتلایئے۔

آپؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا ہر صحابیؓ میرا دوست ہے۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں ابو بکرؓ کے متعلق بتلائیں۔ فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی زبان سے صدیق کہلوایا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا اور ہم نے انہیں اپنی دُنیا کے لیے پسند کیا۔

ہم نے عرض کیا: آپ ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق بتلائیں۔

آپ بولے: میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سُنا ہے: یا اللہ! اسلام کو عمر بن خطابؓ کے ذریعے عزت عطا فرما۔

ہم نے کہا: آپ ہمیں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق بتائیں۔ فرمایا: اس شخص کو آسمانوں میں "ذوالنورین" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے شادی کی ہوئی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں جنت کی ضمانت دی ہوئی تھی۔

(کنزالعمال حدیث ۳۶۶۹۴)

اُمت میں سب سے افضل خلفاءِؓ ثلاثہ ہیں

(۴۴) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا مَاتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَتّٰى عَرَفْنَا اَنَّ اَفْضَلَنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَبُوْبَكْرٍ، وَ مَا مَاتَ رَسُوْلِ اللهِ

ﷺ حَتّٰی عَرَفْنَا اَنْ اَفْضَلَنَا بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ، وَ مَا مَاتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی عَرَفْنَا اَنْ اَفْضَلَنَا بَعْدَ عُمَرَ رَجُلٍ آخَرُ لَمْ یَسْمُہٗ، یَعْنِیْ عُثْمَانُ (ابن ابی عاصم و ابن النجار)

ترجمہ: حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ ہم نے جان نہیں لیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکرؓ ہیں۔ آپ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ ہم نے جان نہیں لیا کہ ابو بکرؓ کے بعد سب سے افضل عمرؓ بن خطاب ہیں۔ اور آپ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی، جب تک کہ ہم نے پہچان نہیں لیا کہ عمرؓ کے بعد افضل ایک اور شخص ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اس شخص کا نام نہیں لیا یعنی وہ عثمانؓ ہیں۔

(کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۶۹۵)

اُمت میں سب سے بہتر خلفاءؓ اربعہ ہیں

(۴۵) عَنْ سَعْدِ بْنِ ظَرِیْفٍ عَنِ الْاَصْبَغِ بْنِ نَبَاتَۃَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِیٍّ: مَنْ خَیْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ اَنَا یَا اَصْبَغُ! سَمِعْتُ وَ اِلَّا فَصُمَّتَا وَ رَاَیْتَ النَّبِیَّ ﷺ وَ اِلَّا فَعَمِیَتَا وَ ھُوَ یَقُوْلُ: مَا خَلَقَ اللّٰہُ مَوْلُوْدًا فِی الْاِسْلَامِ اَنْقٰی وَ لَا اَنْقٰی وَ لَا اَزْکٰی وَ لَا

اَعْدَلُ وَ لَا اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ

(ابو العباس الولید بن احمد الزوزنی فی کتاب شجرۃ العقل)

ترجمہ: سعد بن طرین اصبغ بن نباتہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا: اے اصبغ! ابو بکرؓ صدیق، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ اور پھر میں (علیؓ) ہوں۔ تم نے سُن لیا ورنہ تمہارے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ورنہ دونوں آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ اور وہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں کوئی مولود پیدا نہیں کیا جو ابو بکرؓ صدیق سے افضل ہو، صاف ہو، حقیقی ہو، پرہیز گار ہو یا ان کے برابر ہو۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۶۹۶)

قیامت میں خلفاءِ اربعہ کی شان اور مقام

(۴۶) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ عَنْہُ وَ لَا فَخْر! فَیُعْطِیْنِی اللّٰہُ مِنَ الْکَرَامَۃِ مَا لَمْ یُعْطِنِیْ قَبْل! ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ: یَا مُحَمَّدَ! قَرِّبِ الْخُلَفَاءِ۔ فَاَقُوْلُ: وَ مَنِ الْخُلَفَاءُ؟ فَیَقُوْلُ جَلَّ جَلَالَہٗ: عَبْدِاللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْق۔ فَاَوَّلَ مَنْ تَنْشَقَ الْاَرْضُ عَنْہُ بَعْدِیْ اَبُوْبَکْر۔ وَ یَقِفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ فَیُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا وَ یُکْسِیْ حُلَّتَیْنِ خُضْرَاوَیْنِ ثُمَّ

يُوْقَفُ اَمَامَ الْعَرْشِ۔ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ: اَيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ؟ فَيُجِيْءَ وَ اَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا۔ فَاَقُوْلُ: عُمَرُ! مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكَ؟ فَيَقُوْلُ: مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنَ شُعْبَةَ۔ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ثُمَّ يُكْسِيْ حُلَّتَيْنِ خُضْرَاوَيْنِ ثُمَّ يُوْقَفُ اَمَامَ الْعَرْشِ۔ ثُمَّ يُؤْتِيْ بِعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ اَوْدَاجُهُ دَمًا۔ فَاَقُوْلُ: عُثْمَانَ! مَنْ فَعَلَ بِكَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: فُلَانٌ وَ فُلَانٌ۔ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ثُمَّ يُكْسِيْ حِلَّتَيْنِ خُضْرَاوَيْنَ ثُمَّ يُوْقَفُ اَمَامَ الْعَرْشِ۔ ثُمَّ يُؤْتِيْ بِعَلِيٍّ وَ اَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا۔ فَاَقُوْلُ: عَلِيّ! مَنْ فَعَلَ بِكَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: عَبْدُالرَّحْمٰنُ بْنُ مُلْجِمٍ۔ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ثُمَّ يُكْسِيْ حُلَّتَيْنِ[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے زمین مجھ سے ہٹے گی اور اس میں فخر نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی کرامت و عزت عطا فرمائے گا، جو مجھے پہلے عطا نہیں کی گئی۔ پھر ایک منادی آواز لگائے گا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے خلفاء کو قریب لاؤ۔ میں کہوں گا: خلفاء کون ہیں؟

---

[1] الزوزنی و فیه علیّ بن صالح، قال الذهبی: لا یعرف له خبر باطل، و قال فی اللسان ذکره حب فی الثقات و قال: روی عنه اهل العراق، مستقیم الحدیث

اللہ جل جلالہ فرمائے گا: عبد اللہ ابو بکرؓ صدیق۔

چنانچہ میرے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہوں گے، جن سے زمین ہٹے گی۔ ابو بکرؓ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ان کا معمولی سا حساب ہو گا۔ پھر انہیں سبز رنگ کے دو جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

منادی ایک بار پھر آواز لگائے گا: کہاں ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ؟

چنانچہ عمرؓ بن خطاب آئیں گے اور ان کی رگوں سے خون رس رہا ہو گا۔ میں پوچھوں گا: اے عمرؓ! تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ وہ کہیں گے: مغیرہؓ بن شعبہ کے غلام نے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کا بھی تھوڑا سا حساب ہو گا۔ پھر انہیں دو سبز رنگ کے جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں بھی عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو لایا جائے گا اور ان کی رگوں سے خون رس رہا ہو گا۔ میں پوچھوں گا: اے عثمانؓ! تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ وہ کہیں گے: فلاں بن فلاں نے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کا بھی تھوڑا سا حساب ہو گا۔ پھر انہیں دو سبز رنگ کے جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں بھی عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے جائیں گے، ان کی رگوں سے بھی خون رس رہا ہو گا۔ میں کہوں گا: اے علیؓ! تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ وہ جواب دیں گے: عبدالرحمن بن ملجم نے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور ان کا بھی تھوڑا سا حساب ہو گا۔ پھر انہیں دو سبز جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۶۹۷)

خلفاءِؓ ثلاثہ کی خلافت کی پیشگوئی

(۴۷) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَّ اَبَابَكْرٍ يَلِيَ الْخِلَافَةَ مِنْ بَعْدِهٖ فَيَجْتَمِعُ النَّاسُ عَلَيْهِ۔ ثُمَّ يَلِيْهَا بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ فَيَجْتَمِعُ النَّاسُ اِلَيْهِ، ثُمَّ يَلِيْهَا عُثْمَانُ (الزوزنی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی کہ میرے بعد بار خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ اُٹھائیں گے اور سب لوگ ان پر اکٹھے ہو جائیں گے۔ پھر ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بار خلافت اُٹھائیں گے اور سب لوگ ان پر اتفاق کر لیں گے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ بارِ خلافت اُٹھائیں گے۔ (کنز العمال حدیث ۳۶۶۹۸)

اُمت میں سب سے افضل خلفاءِؓ اربعہ ہیں

(۴۹) عَنْ شَرِيْحِ الْقَاضِيْ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ اَنَا (ابن شاذان فی مشیختہ، خط، ابن عساکر)

ترجمہ: قاضی شریح کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو منبر پر فرماتے ہوئے سُنا: نبی کریم ﷺ کے بعد اس اُمت کا سب سے افضل آدمی ابو بکرؓ ہے، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ اور پھر میں (علیؓ) ہوں۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۰۰)

خلفاءِؓ اربعہ جنت میں

(۴۹) عَنْ مَعَاذَ بْنُ جَبَلٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَ يَمِيْنُهٗ فِيْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ يَسَارُهٗ فِيْ يَدِ عُمَرَ وَ عَلِيٍّ آخِذَ بِطَرْفِ رِدَاءِهٖ وَ عُثْمَانُ مِنْ خَلْفِهٖ فَقَالَ: هٰكَذَا وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ نَدْخُلُ الْجَنَّةَ (ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۰۸)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کا دایاں ہاتھ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں تھا، بایاں ہاتھ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں تھا، علیؓ نے آپ کی چادر کا پلو پکڑ رکھا تھا جب کہ عثمانؓ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! ہم اسی طرح جنت میں داخل ہوں گے۔

حضور ﷺ کے بعد خلافت کی بشارت

(۵۰) عَنِ الشُّعْبِيْ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَالَ: بَعَثَنِيْ

قَوْمِیْ بَنُو الْمُصْطَلِقِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَسْأَلُهُ اِلٰی مَنْ نَدْفَعُ صَدَقَاتُنَا بَعْدَ فَأَتَیْتُهُ فَقَالَ: اِدْفَعُوْهَا اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ۔ فَلَقِیْتُ عَلِیًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلَیْهِ فَاسْأَلْهُ اِلٰی مَنْ یَدْفَعُوْنَهَا بَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ؟ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: اِدْفَعُوْهَا اِلٰی عُمَرَ بَعْدَهُ۔ فَاَخْبَرْتُ عَلِیًّا فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلَیْهِ فَاسْأَلْهُ اِلٰی مَنْ یَدْفَعُوْنَهَا بَعْدَ عُمَرَ؟ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: اِدْفَعُوْهَا اِلٰی عُثْمَانَ بَعْدَهُ۔ فَأَخْبَرْتُ عَلِیًّا فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلَیْهِ فَاسْأَلْهُ اِلٰی مَنْ یَدْفَعُوْنَهَا بَعْدَ عُثْمَان۔ فَقُلْتُ: اِنِّیْ لَأَسْتَحْیِیْ اَنْ أَرْجِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ هٰذَا (نعیم بن حماد فی الفتن)

ترجمہ: شعبی بنی مصطلق کے ایک شخص سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میری قوم بنی مصطلق نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ ﷺ سے پوچھوں کہ آپ کے بعد بنی مصطلق کسے صدقات دیں؟ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: ابو بکرؓ کو دیں۔ میری ملاقات حضرت علیؓ سے ہوئی۔ میں نے ان کو خبر کی۔ انہوں نے کہا: واپس جاؤ اور پوچھو کہ ابو بکرؓ کے بعد کسے دیں؟ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ کو دیں۔ میں نے علیؓ کو بتایا۔ انہوں نے کہا: واپس جاؤ اور پوچھو کہ ان کے بعد کسے دیں؟ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: عمرؓ کے بعد عثمانؓ کو دیں۔ میں نے علیؓ کو خبر کی۔ انہوں نے کہا: واپس جاؤ اور پوچھو کہ

ان کے بعد کسے دیں؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس بار بار جانے پر مجھے حیاء آتی ہے۔ (کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۷۱۹)

خلفاءِؓ اربعہ کو جنت کی بشارت

(۵۱) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ حَائِطٍ فَقَالَ: یَدْخُلُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ الثَّانِیْ وَ الثَّالِثُ وَ الرَّابِعُ۔ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ۔ وَ قَالَ: أَبْشِرْ بِالْجَنَّۃُ (ابن عساکر، کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۷۲۲)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک باغ میں تھے، ارشاد فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آیا چاہتا ہے، پھر دوسرا، پھر تیسرا اور پھر چوتھا۔ چنانچہ ابو بکرؓ داخل ہوئے، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ اور پھر علیؓ داخل ہوئے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں جنت کی خوشخبری ہے۔

پانچ سو صحابہؓ کی شہادت خلفاءِؓ اربعہ کی فضیلت

(۵۲) عَنِ الشُّعْبِیِّ قَالَ: اِدْرَکْتُ خَمْسَمِاءَۃَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُلُّھُمْ یَقُوْلُوْنَ: اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ

ترجمہ: شعبی کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پانچ سو سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم پائے ہیں۔ وہ سب کہتے تھے: ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ رضی اللہ عنہم۔ (کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۷۲۳)

خلفاءِ ثلاثہ کی نیابت

(۵۳) عَنْ عَصْمَةِ بْنِ مَالِكٍ الْحَطَمِيْ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ خَزَاعَةَ فَلَقِيَهُ عَلِيٌّ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتَ أَسْأَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلٰى مَنْ نَدْفَعُ صَدَقَةَ اَمْوَالِنَا اِذَا قَبَضَهُ اللّٰهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ۔ قَالَ: وَ اِذَ قَبَضَ اللّٰهُ اَبَابَكْر فَاِلٰى مَنْ؟ قَالَ: اِلٰى عُمَرَ۔ قَالَ: فَاِذَا قُبِضَ اللّٰهُ عُمَرُ فَاِلٰى مَنْ؟ قَالَ: اِلٰى عُثْمَان۔ قَالَ: فَاِذَا قُبِضَ اللّٰهُ عُثْمَان فَاِلٰى مَنْ؟ قَالَ: اُنْظِرُوْ الِاَنْفُسِكُمْ (ابن عساکر)

ترجمہ: عصمہ بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بنو خزاعہ کا ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا۔ علیؓ نے پوچھا: تم کیوں آئے ہو؟ کہا: میں آیا ہوں تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس بلالے گا، تو پھر ہم اپنے صدقات کسے دیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دینا۔ عرض کیا: جب اللہ تعالیٰ ان کی روح قبض کرلے تو پھر؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کو دینا۔ اس شخص نے عرض کیا: جب عمرؓ دُنیا سے رخصت ہو گئے تو؟ فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کو دینا۔ عرض کیا: جب عثمانؓ دُنیا سے رُخصت ہو جائیں تو؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تم خود غور خوض کرلو۔[1]

---

[1] کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۲۵

خلفاءِ اربعہ کی محبت جنت کی بشارت

(۵۴) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَبَابَكْرٍ فَاِنَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ صَارَ مَعَهُ حَيْثُ يَصِيْرُ۔ وَ مَنْ أَحَبَّ عُمَرُ كَانَ مَعَ عُمَر حَيْثُ يَصِيْرُ۔ وَ مَنْ اَحَبَّ عُثْمَانَ كَانَ مَعَ عُثْمَانَ۔ وَ مَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ۔ وَ مَنْ اَحَبَّ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةُ كَانَ قَائِدُهُ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةَ اِلَى الْجَنَّةُ (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا، وہ قیامت کے دن ابو بکرؓ کے ساتھ ہو گا۔ جہاں وہ جائیں گے، ان کے ساتھ وہ بھی جائے گا۔ جو شخص عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا، وہ بھی عمرؓ کے ساتھ ہو گا۔ جہاں جائیں گے، ان کے ساتھ ہو گا۔ جو عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا، وہ بھی عثمانؓ کے ساتھ ہو گا۔ اور جو شخص مجھ سے محبت کرے گا، وہ میرے ساتھ ہو گا۔ اور جو شخص ان چاروں سے محبت کرے گا، جنت کی طرف لے جانے والے یہ چاروں ہوں گے۔ (کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۷۲۶)

اُمت میں سب سے افضل خلفاءِ اربعہ

(۵۵) مُسْنَدِ عَلِيٍّ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيْفٍ عَنِ الْأَصْبَغْ بْنُ نَبَاتَة قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنْ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ۔ قُلْتُ: ثُمَّ

مَنْ؟ قَالَ: عُثْمَانُ۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اَنَا، رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بِعَيْنِيْ هَاتَيْنِ وَ اِلَّا فَعَمِيْتَا وَ بِاُذُنِيْ هَاتَيْنِ وَ اِلَّا فَصَمْتَا يَقُوْلُ: مَا وَلَدَ فِي الْاِسْلَامِ مَوْلُوْدٌ اَزْكٰى وَ لَا اَطْهَرَ وَ لَا اَفْضَلَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ (ابن عساکر، کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۷۲۸)

ترجمہ: "مسند علی" سعد بن طریق اصبغ بن نباتہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر میں ہوں۔ میں نے رسول کریم ﷺ کو ان دو آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ میں نے آپ کو ان دو کانوں سے سُنا ہے ورنہ یہ کان بہرے ہو جائیں۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے: اسلام میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو ابو بکرؓ و عمرؓ سے زیادہ پرہیز گار، پاکباز اور افضل ہو۔

خلفائے اربعہ کی محبت مومن کے دل میں جمع ہو گی

(۵۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةِ اِلَّا فِيْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ: اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان چار صحابہ رضی اللہ عنہم کی

محبت صرف کسی مومن ہی کے دل میں جمع ہو سکتی ہے، یعنی ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت۔ (کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۷۳۱)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چار یارؓ کی شان

(۵۷) عَنْ اِبْنِ عُمَر رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَ اَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَ اَکْرَمُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ اَقْضَاھُمْ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ (رواہ ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کے لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحم دِل میری اُمت میں ابو بکرؓ ہیں۔ اور اللہ کے معاملہ میں سب سے سخت عمرؓ (ابن خطاب) ہیں۔ اور حیاء کے لحاظ سے میری اُمت میں سب سے افضل عثمانؓ بن عفان ہیں۔ اور نزاعات میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے میری اُمت میں علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ (ابن عساکر۔ معارف الحدیث ج۸ مولانا منظور نعمانیؒ)

خلفاءؓ اربعہ کی فضیلت

(۵۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَضَّلَ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ فَقَدْ رَدَّ مَا قُلْتُہٗ وَ کَذَّبَ مَا ھُمْ اَھْلُہٗ (رواہ الرافعی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ پر (کسی اور کو) فضیلت دی تو اس نے میری بتلائی ہوئی بات کی تردید کی۔ اور یہ چاروں (عند اللہ) جس مرتبہ پر ہیں، اس کی تکذیب کی۔

(معارف الحدیث ج ۸ از مولانا نعمانیؒ)

ابو بکرؓ و عمرؓ خلفاءِ راشدین میں سے تھے

(۵۹) عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ قَالَ: قَالَ فَتًی مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ صِفِّیْنَ: سَمِعْتُکَ تَخْطُبُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! فِی الْجُمُعَةِ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ، فَمَنْ هُمْ؟ فَاغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاهُ ثُمَّ قَالَ: اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ اِمَامَا الْهُدٰی وَ شَیْخَا الْاِسْلَامِ وَ الْمُهْتَدٰی بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مَنْ اتَّبَعَهُمَا هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، وَ مَنِ اقْتَدٰی بِهِمَا یُرْشَدُ، وَ مَنْ تَمَسَّکَ بِهِمَا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ، وَ حِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [1]

ترجمہ: علی بن حسین کی روایت ہے کہ بنی ہاشم کے ایک لڑکے نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے پوچھا جب آپؓ جنگ صفین سے واپس لوٹ رہے تھے: اے امیر المؤمنین! میں نے جمعہ کے دن

[1] اللالکائی و ابو طالب العشاری فی فضائل الصدیق و نصر فی الحجة

آپ کو خطبہ دیتے سنا اور آپ فرما رہے تھے: یا اللہ! ہماری اس طرح سے اصلاح فرما، جس طرح تو نے خلفائے راشدینؓ کی اصلاح فرمائی ہے۔ ذرا یہ تو بتا دیجیے کہ خلفائے راشدین کون لوگ ہیں؟
حضرت علیؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبانے لگیں، پھر گویا ہوئے: وہ ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔ جو کہ آئمہ ہدی، شیوخ الاسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بعد مہتدیٰ بہما ہیں۔ جو بھی ان کی اتباع کرے گا، اسے سیدھی راہ کی ہدایت مل جائے گی۔ جو ان کی اقتداء کرے گا، وہ رشد تک پہنچ جائے گا۔ جو شخص ان کا تمسک (سہارا) کرے گا، وہ حزب اللہ میں سے ہو گا، جب کہ حزب اللہ (اللہ کا لشکر) ہی فلاح پانے والا ہے۔

خلفاء ثلاثہؓ کی فضیلت حضرت علیؓ کی نظر میں

حضرت علی المرتضیٰؓ کا خطبہ

(٦٠) وَعَنِ الْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ سبطِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامَ البَصرة قَامَ اِلَيْهِ اِبْنُ الْكَوَّاءِ وَ قَيْسُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَا لَهٗ اَلَا تُخْبِرُ نَا عَنْ مَسِيْرِكَ هٰذَا لَنَا اَسِرْتَ فِيْهِ تَتَوَلّٰى عَلَى الْاُمَّةِ تَضْرِبُ بَعْضُهُمْ بِبَعْضًا عَهْدٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اَوْ

عَهِدَ اِلَيْکَ فَحَدِّثْنَا فَاَنْتَ الْمُوَثَّقُ الْمَامُوْنُ مَا سَمِعْتَ فَقَالَ اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ عِنْدِیْ عَهْدٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ فَلَا وَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ اَوَّلَ مَنْ صَدَّقَ بِهٖ فَلَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ وَ لَوْ كَانَ عَهْدٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ عَهْدٌ فِيْ ذَالِکَ مَا تَرَكْتُ اَخَاتِيم بنِ مُرَّةَ وَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْمَانِ عَلٰى مِنْبَرِهٖ وَ لَقَاتَلْتُهُمَا بِيَدِیْ وَ لٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ لَمْ يُقْتَلْ قَتْلاً وَ لَمْ يَمُتْ فُجَاءَةً فِیْ مَرَضِهٖ اَيَّامًا وَ لَيَالِيَ يَأْتِيْهِ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنُهٗ لِلصَّلٰوةِ فَيَأْمُرُ اَبَابَكْرٍ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَ يَرٰى مَكَانِیْ وَ لَقَدْ اَرَادَتْ امراءَةٌ مِّنْ نِّسَائِهٖ اَنْ يَّصْرِفَهٗ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ فَاَبٰى وَ غَضِبَ وَ قَالَ اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نَظَرْنَا فِیْ اُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا كَانَ مِنْ رَضِيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ لِدِيْنِنَا وَ كَانَتِ الصَّلٰوةُ اَصْلُ الْاِسْلَامِ وَ هِيَ اَمِيْرُ الدِّيْنِ وَ قِوَامُ الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا بِاَبِیْ بَكْرٍ وَ كَانَ لِذَالِکَ اَهْلاً لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اِثْنَانِ وَ لَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ وَ لَمْ نَقْطَعْ مِنْهُ بَرَاءةً فَاَدَّيْتُ اِلٰى اَبِیْ بَكْرٍ حَقَّهٗ وَ عَرَفْتُ طَاعَتَهٗ وَ غَزَوْتُ مَعَهٗ فِیْ جُيُوْشِهٖ وَ كُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَ اَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِیْ فَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ

الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا قُبِضَ وَلَاهَا عُمَرَ فَاَخَذَ بِسُنَّةِ صَاحِبِهٖ
وَ مَا يَعْرِفُ عَنْ اَمْرِهٖ فَبَايَعْنَا عُمَرَ وَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اِثْنَانِ
وَلَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَمْ نَقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَآءَةَ
فَاَدَيْتُهٗ اِلٰى عُمَرَ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِیْ جُيُوْشِهٖ
وَ كُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَ اَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِیْ وَاَضْرِبُ بَيْنَ
يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا قُبِضَ تَذَكَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ قِرَابَتِیْ
وَ سَابِقَتِیْ وَ فَضْلِیْ وَ اَنَا اَظُنُّ اَنْ لَا يَعْدِلَ لِیْ وَلٰكِنْ خَشِيْتُ اَنْ
لَا يَعْمَلَ الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهٗ ذَنْبًا اِلَّا لِحَقَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ فَاَخْرَجَ مِنْهَا
نَفْسَهٗ وَوَلَدَهٗ وَلَوْ كَانَتْ مُحَاسَبَةً مِنْهُ لَاثَرَ بِهَا وَلَدَهٗ فَبَرِئَ مِنْهَا
اِلٰى رَهْطٍ مِّنْ قُرَيْشٍ سِتَّةٍ اَنَا اَحَدُهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعَ الرَّهْطُ
تَذَكَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ قِرَابَتِیْ وَ سَابِقَتِیْ وَ فَضْلِیْ وَاَنَا اَظُنُّ اَنْ لَا
يَعْدِلُوْا بِیْ فَاَخَذَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ مَوَاثِقَنَا عَلٰى اَنْ نَسْمَعَ وَ نُطِيْعَ
لِمَنْ وَالَاهُ اللّٰهُ اَمْرَنَا ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِ ابْنِ عَفَّانَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى
يَدِهٖ فَنَظَرْتُ اَمْرِیْ فَاِذَا اَطَاعَتِیْ سَبَقَتْ بَيْعَتِیْ وَ اِذَا مِيْثَاقِیْ قَدْ
اَخَذَ لِغَيْرِیْ فَبَايَعْنَا لِعُثْمَانَ فَاَدَيْتُ لَهٗ حَقَّهٗ وَ عَرَفْتُ طَاعَتَهٗ وَ
غَزَوْتُ مَعَهٗ فِیْ جُيُوْشِهٖ وَ كُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَ اَغْزُوْا اِذَا
اَغْزَانِیْ وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا اُصِيْبَ وَ
نَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَا الْخَلِيْفَتَانِ الَّذَانِ اَخَذَاهَا بِعَهْدِ رَسُوْلِ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمَا بِالصَّلٰوۃِ قَدْ مَضَیَا وَ ھٰذَا الَّذِیْ قَدْ اَخَذَ لَہُ الْمِیْثَاقَ قَدْ اُصِیْبَ فَبَایَعَنِیْ اَھْلُ الْحَرَمَیْنِ وَ اَھْلُ ھٰذَیْنِ الْمَصرِیْنِ فَوَثَبَ فِیْھَا مَنْ لَیْسَ مِثْلِیْ وَلاَ قَرَابَتُہٗ کَقِرَابَتِیْ وَلاَ عِلْمُہٗ کَعِلْمِیْ وَلاَ سَابِقَتُہٗ کَسَابِقَتِیْ وَ کُنْتُ اَحَقَّ لَھَا مِنْہُ (ابن عساکر)

ترجمہ: اور حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے، تو ابن کواء اور قیس بن عبادہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آپ سے سوال کیا: کیا آپ ہم کو اس سفر کی روئیداد نہ بتائیں گے کہ جو سفر آپ نے کیا ہے؟ آپ اُمت کے والی ہیں اور بعض بعض سے جنگ کر رہے ہیں۔ کیا کوئی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اس میں عہد ہے یا اگر کوئی عہد آپ سے کیا ہوا ہو تو آپ ہمیں بتائیں؟ آپ پر اعتبار کیا جائے گا اور آپ محفوظ ہیں۔ بتائیں آپ نے کیا سنا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

اگر یہ بات ہو کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کوئی عہد کیا ہو تو یہ بات بالکل نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تصدیق کی تھی اور اب میں ہی سب سے پہلے آپ پر جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اور اگر اس معاملہ میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کوئی عہد ہوتا تو میں تیم بن مرۃ کے بھائی (ابو بکر رضی اللہ عنہ) اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کبھی آزاد نہ

چھوڑتا کہ وہ رسول ﷺ کے منبر پر کھڑے ہوں اور میں ان سے اپنے ہاتھ سے لڑائی کرتا۔ لیکن رسول ﷺ نہ تو قتل ہوئے اور نہ آپ کی موت ناگہانی طور پر ہوئی۔

آپ اپنی بیماری میں کئی دن اور کئی راتیں رہے۔ آپ کے پاس موذن آتا اور آپ کو نماز کی اطلاع دیتا تو آپ ﷺ ابو بکرؓ کو حکم دیتے تو وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے، حالانکہ میں بھی اپنے تعلق کے باوجود ہوتا اور آپ کی بیویوں میں سے ایک عورت نے آپؐ کو ابو بکرؓ سے پھیرنے کا ارادہ بھی کیا۔ تو آپ نے انکار کیا اور ناراض ہوئے اور فرمایا: تم یوسف علیہ السلام کو ورغلانے والی عورتوں جیسی ہو۔ ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو دنیا سے اٹھالیا تو ہم نے اپنے امور میں غور کیا تو ہم نے اپنی دنیا کے لئے اسی کو پسند کر لیا۔ جس کو نبی ﷺ نے ہمارے دِین کے لئے پسند کیا تھا اور نماز تو اِسلام کی جڑ تھی۔ اور یہی دِین کو قائم رکھنے والی ہے۔ تو ہم نے ابو بکرؓ کی بیعت کرلی اور وہ اس کے لائق بھی تھے۔ ان پر ہم سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا۔ اور نہ ہمارے بعض نے بعض پر شہادت دی اور ہم نے ان سے بیزار ہو کر ان کی بیعت بھی نہ توڑی۔ تو میں ابو بکرؓ کو ان کا حق دیتا رہا اور ان کی اطاعت کو سمجھتا

رہا۔ اور ان کے ساتھ شامل ہو کر ان کے لشکروں میں جنگیں لڑیں اور جب وہ مجھے دیتے تھے تو میں لیتا تھا۔ اور مجھے جہاد پر بھیجتے تو میں جاتا۔ میں اپنے کوڑے کے ساتھ ان کے سامنے حدیں لگاتا رہا۔

پھر جب آپ کی وفات ہوئی تو خلافت کے والی عمرؓ کو بنایا۔ انہوں نے اپنے ساتھی کا راستہ اختیار کیا۔ اور جو کچھ وہ اپنے معاملہ میں بہتر سمجھتے تھے، اختیار کرتے۔ تو ہم نے عمرؓ کی بیعت کی اور ان کے متعلق ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا۔ اور بعض نے بعض پر شہادت دی۔ اور نہ بیزار ہو کر ہم نے ان کی بیعت توڑی۔ تو میں نے عمرؓ کو ان کے حق ادا کئے اور ان کی اطاعت کو سمجھا اور ان کے لشکروں میں شامل ہو کر جنگیں لڑیں۔ اور جب وہ مجھے دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے جنگ پر بھیجتے تو میں جاتا۔ اور میں ان کے سامنے کوڑے کے ساتھ حدیں قائم کرتا رہا۔

پھر جب وہ فوت ہو گئے تو میرے دل میں اپنی قرابت اور اپنا پہلے ایمان لانا اور فضیلت کا خیال آیا اور میں سمجھتا تھا کہ میرے مقابل کوئی نہ ہو گا۔ لیکن میں ڈرتا تھا کہ خلیفہ جو بھی کام اس دنیا میں اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا، وہ بھی اس کی قبر میں اس کو ملے گا۔ تو عمرؓ نے اس سے اپنے نفس کو اور اپنی اولاد کو بالکل نکال دیا۔ اور اگر یہ کوئی پیاری چیز ہوتی تو وہ خلافت اپنی اولاد کو دے جاتے۔ تو وہ اس سے

بری ہو گئے۔ اور قریش کے چھ آدمیوں کی جماعت پر یہ معاملہ چھوڑ دیا۔ ایک ان میں سے میں بھی تھا۔

پھر جب یہ جماعت اکھٹی ہوئی تو میرے دل میں اپنی قرابت اور سابقت اور اپنی فضیلت کا خیال آیا اور میرا خیال یہ تھا کہ وہ میرے برابر کسی کو نہ کریں گے۔ عبدالرحمن نے جس سے ہمارا عہد تھا کہ ہم اس کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، جسے اللہ تعالیٰ ہمارے معاملہ کا والی بنا دے گا۔ پھر اس نے عثمانؓ بن عفان کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

تو میں نے اپنے معاملہ پر غور کیا تو میری اطاعت میری بیعت سے بھی سبقت کر گئی اور میرا عہد دوسرے آدمی تک پہنچ گیا۔ تو ہم نے عثمانؓ کی بیعت کر لی۔ تو میں نے اس کا حق ادا کیا اور اس کی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھی اور اس کے لشکروں میں شامل ہو کر جنگیں لڑیں اور میں جب وہ مجھے دیتے تھے تو لے لیتا تھا اور جب مجھے جنگ پر بھیجتے تو جنگ کرتا۔ اور ان کے سامنے میں اپنے کوڑے سے حدیں قائم کرتا رہا۔

پھر جب وہ فوت ہوئے تو میں نے اپنے معاملہ پر غور کیا تو وہ ۲ خلیفے جن کے متعلق رسول ﷺ کے زمانہ میں نماز کا عہد کیا تھا، وہ بھی فوت ہو گئے اور وہ خلیفہ بھی جس کے متعلق عہد لیا تھا، فوت ہو گیا

تو حرمین والوں نے میری بیعت کرلی اور ان دو شہروں والوں نے بھی۔ (تاریخ ابن عساکرؒ)

غزوہ اُحد اور حضرت علی المرتضیٰؓ وابو بکرؓ و عمرؓ

غزوہ احد ۱۱ یا ۱۵ شوال ۳ھ میں پیش آیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں:

فَلَمَّا عَرَفَ الْمُسْلِمُوْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نَهَضُوْا بِهٖ وَ نَهَضَ نَحْوَ الشَّعْبِ مَعَهٗ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَبُوْبَكْرِ بْنِ قُحَافَةُ وَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب وَ طَلْحَةَ بِنْ عُبَيْدِ اللهِ وَ زُبَيْرِ بْنِ الْعَوَامُ وَ الْحَارِثِ بْنِ الصَّمَهُ فِیْ رَهْطٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۹ تحت واقعات غزوہ احد ۳ھ)

(یعنی) اضطرابی کیفیت سے سنبھلنے کے بعد آنحضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے، تو آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت حارثؓ بن الصمہ رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔

تاریخ طبری کی یہ روایت اس بات کا قرینہ ہے کہ ان حضرات کے دین وایمان میں کوئی تذبذب یا مایوسی کا شائبہ تک نہیں آیا۔

طبری تاریخ کی کتاب ہے۔ اس میں دوسری روایت جن میں عمرؓ و

طلحہؓ کے تذبذب کا ذکر ہے، وہ غلط ہے۔ اُس کا راوی سُدّی ہے اور اس سُدّی راوی کو علما رجال نے مجروح اور مقدوح قرار دیا ہے۔ اور شیعہ لکھا ہے۔ لہٰذا وہ روایت غلط ہے۔ (از سیرت علی المرتضیٰ مولفہ مولانا محمد نافع ص ۶۲)

غزوہ حنین میں حضرت علیؓ وابو بکرؓ و عمرؓ کی ثابت قدمی

فتح مکہ رمضان ۸ھ میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد ابتداء شوال ۸ھ میں غزوہ حنین پیش آیا تھا۔ اس میں بھی حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ ثابت قدم رہے۔

فِيمَنْ ثَبَتَ مَعَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَ اَبُوْسُفْيَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بْنَ الْحَارِثِ وَ اِبْنُهُ وَ الْفُضَلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بْنِ الْعَبَّاسِ وَ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بْنِ الْحَارِثِ وَ اُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بْنِ زَيْدٍ (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۴۳ تحت اسماء من ثبت مع رسول اللہ)

(یعنی) مہاجرین میں سے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں حضرت ابو بکرؓ الصدیق، حضرت عمرؓ فاروق تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے "ہاشمی اقرباء" میں سے حضرت علیؓ المرتضیٰ بن ابی طالب، حضرت عباسؓ بن عبد المطلب، ابو سفیانؓ بن الحارث اور حضرت عباسؓ کے فرزند فضلؓ بن عباس اور ربیعہؓ بن الحارث اور

اُسامہؓ بن زید وغیرھم شامل تھے۔

حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا

جب حضرت علیؓ المرتضیٰ کو معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں بیعت کے لئے ابو بکرؓ صدیق بیٹھ گئے ہیں تو اسی وقت تشریف لا کر بیعت کرلی، کوئی تاخیر نہیں کی۔

عَنْ حَبِیْب بِنْ اَبِیْ ثَابِت قَالَ کَانَ عَلِیّ فِی بَیْتِہٖ اِذَا اُتی فَقِیْل لَہٗ قَدْ جَلَس اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ لِلْبَیْعَتِہٖ فَخَرَجَ فِی قَمِیْصٍ مَا عَلَیْہِ اِزارُوّ لاَ رِدَاءٍ عَجلاً کراھِیَۃً اَنْ یُبْطِیَ عَنھا حَتّٰی بَایَعَہٗ ثُمَّ جَلَسَ اِلَیْہِ وَبعثَ اِلٰی ثَوْبِہٖ فَاَتَاہُ فَتجللہٗ وَلَزِم مَجْلِسہٗ

(تاریخ ابن جریر طبری ج ۳ ص ۲۰۱ تحت السنۃ الحادی عشر باب حدیث السقیفہ)

ترجمہ: یعنی حبیب بن ابی ثابت روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ اطلاع ملی کہ حضرت ابو بکرؓ بیعت کے لئے مسجد میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو حضرت علیؓ بلا تاخیر فوراً ضروری لباس میں گھر سے باہر تشریف لائے اور مجلس بیعت میں پہنچ کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس جگہ ان کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ وہاں سے آدمی بھیج کر گھر سے اوپر اوڑھنے کی چادر وغیرہ منگائی اور مجلس ہذا میں شامل رہے۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۰۱)

اس وایت سے صاف ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت میں کوئی تاخیر نہیں کی۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ

آنحضرت ﷺ کے انتقال سے آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو کیفیت طاری ہوئی، وہ قدرتی تھی۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بعضوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا۔ ان کا یہ کہنا فرط محبت کے سبب تھا، نہ کہ نافہمی سے۔

اسی اثناء میں انصار' سقیفہ بنی ساعدہ میں جنازہ کے انتظار میں جمع ہو گئے۔ بعض کا خیال تھا کہ "رسول اللہ ﷺ کے بعد استحقاق خلافت انصارؓ کو حاصل ہے۔ کیونکہ انہوں نے دین کی مدد کی، رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا، ان کے ساتھ ہو کر اعداء دین سے لڑے"۔ لیکن کچھ مہاجرین بھی سقیفہ بنی ساعدہ اسی وقت پہنچ گئے تھے۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ مع ابو عبیدہ بن الجراحؓ، جس قدر جلد ممکن ہو سکا، سقیفہ میں جہاں پر انصار جمع تھے، جا پہنچے۔ مشاورت کے دوران حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا:

مسئلہ خلافت پر مشاورت: ہم لوگ سابقین اوّلین میں ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں رہے، کفار کے ہاتھوں سے ایذائیں اُٹھائیں،

پھر انہیں کے ہمراہ ہجرت کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم کو حق کی نصرت نیز سابق الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے، بایں لحاظ ہم لوگ اُمراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

مشاورت میں صحابہ کے ارشادات

حضرت حبابؓ بن المنذر بن الجموع: مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے، ہم لوگ خلافت رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب: تم کو خوب یاد ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو آنحضرت ﷺ تم کو وصیت کرتے۔

امینِ اُمت حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح: اے گروہ انصارؓ! اللہ سے ڈرو۔ تم لوگ وہ ہو، جنہوں نے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کی مدد کی۔ پس اب تم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے نہ بنو، جنہوں نے اپنے طبائع کو متبدل و متغیر کر دیا ہو۔

حضرت بشیرؓ بن سعد النعمان بن کعب بن الخزرج: بے شک رسول اللہ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کی قوم امارت و خلافت کی زیادہ مستحق ہے۔ اور ہم لوگ اگرچہ انصارؓ دین اور سابق الاسلام ہیں، لیکن

اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا اور اس کی اطاعت مد نظر تھی۔ اس کا معاوضہ ہم دُنیا میں نہیں چاہتے اور نہ اس بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لئے ایسی قوم سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”الائمۃ من قریش (یعنی امام قریش سے ہوں گے)۔“

اس کلام کے تمام ہوتے ہی انصارؓ و مہاجرینؓ نے اس حدیث کی تصدیق کر دی، جس سے حضرت حبابؓ بن المنذر کا خیال بدل گیا اور سب کے سب ایک خاموشی کی حالت میں ہو گئے۔

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں ہر گز بیعت نہ لوں گا جب تک ابو بکرؓ موجود ہیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

بیعتِ خلافت: تب حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے اُٹھ کر سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ نے۔ پھر قبیلہ اوس نے۔ انہیں لوگوں میں حضرت اسیدؓ بن حضیر بھی تھے۔ ان کے بعد بیعت کرنے والے چاروں طرف سے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے

ایسی کثرت ہو گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

حضرت سعد بن عبادہؓ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ انہوں نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دِن حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اوّل ص ۱۷۸۔ طبری ج ۲)

حضور پاک ﷺ کی جانشینی: حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے غلاموں میں سے کسی ایک نے مسلمانوں کا امیر بن کر قافلہ حق کی رہنمائی کرنا تھی۔ حضور ﷺ کے بعد ان کا نائب یا مسلمانوں کا امیر کون ہوتا؟ یہ سوال اتنا اہم نہ تھا، کیوں کہ کوئی تفرقہ نہ تھا۔ اسلامی فلسفہ حیات کے لحاظ سے اور حضور پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو امارت کا طلب گار ہوتا تھا، اس کو امارت نہ ملتی تھی اور امارت کی ذمہ داریاں پوری کرنے سے سب ڈرتے تھے۔ جب کہ بڑے بڑے صحابہؓ نے بھی یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش وہ گھاس کا ایک تنکا ہوتے تاکہ روزِ قیامت اللہ کے سامنے حساب کتاب سے بچ جاتے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ خلافت کے واقعاتی پہلو کا حقیقت پسندانہ جائزہ تاریخی عوامل سے پیش کیا جائے تاکہ اس پہلو کے با مقصد اصول آشکارا ہوں اور ہم اُن سے سبق سیکھ سکیں۔

(۲) صحابہؓ کرام اور خاص کر حضور پاک ﷺ کے خاص رفقا یعنی چار یارؓ اور عشرہ مبشرہؓ میں شامل صحابہؓ کرام کے عقیدہ یا کردار کا جائزہ

لینا، سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ اُن میں سے کوئی بھی ذاتی طور پر امارت کا خواہاں نہ تھا اور نہ ہی ان میں سے کسی نے ایسی کوشش کی۔

حضور ﷺ کے ان عظیم رفقاء کا ظاہر و باطن ایک تھا۔

حضرت علی اور خلافت: حضور پاک ﷺ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوتا تھا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

ترجمہ: اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (پ۲۷ سورہ النجم آیت ۳ تا ۴)

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ یہ چاہتے تھے، وہ چاہتے تھے وغیرہ، تو ان کے لئے بہتر یہی ہو گا کہ وہ حضور ﷺ کی شان کو سمجھنے کی مزید کوشش کریں۔ قرآن پاک اور سیرت طیبہ کا مطالعہ کر کے اپنے دِل و دماغ کو اور روشن کریں۔ قرآن پاک میں جنگ بدر کے سلسلہ میں یہ بات بالکل واضح تھی کہ:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال آیت ۱۷)

ترجمہ: اور آپ (ﷺ) نے (مٹھی بھر ریت) نہیں پھینکی، جب آپ نے پھینکی، لیکن اللہ نے پھینکی۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مشت (مٹھی) خاک سے بھر کر تین مرتبہ "شَاهَتِ الْوُجُوْه (یعنی دشمن کے چہرے خراب

ہوئے)" کہہ کر لشکر کفار کی طرف پھینکی تو قدرت خداوندی سے خاک کے ذرات کفار کے ناک اور آنکھوں میں اس طرح پڑے کہ وہ سراسیمہ ہو کر بھاگنے لگے۔

تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی منشاء کو الگ نہیں کرنا چاہیے۔

(۲) ہم خلافت کے فلسفہ میں نہ جائیں کہ خلافت کا حق دار کون تھا اور کون نہ تھا؟ کیوں کہ اگر ہم کوئی فیصلہ دے بھی دیں تو اُمت کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ کیوں کہ اپنے اپنے وقت پر جس کو خلافت ملنا تھی، وہ مل چکی اور سب اپنا اپنا فریضہ ادا کر کے دُنیا سے جا چکے۔ اب یہ بحث فضول ہے۔ کیوں کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے اپنے نمبر پر خلیفہ بن جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

جن کو حضور ﷺ سے حقیقی محبت ہے، اُن کو حضور ﷺ کے سب اصحابؓ و اہل بیتؓ سے محبت ہے۔ صحابہؓ اور اہل بیتؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ سب مسلمانوں نے اُن کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔

حضرت علیؓ کی بیعت: حضرت علیؓ سیدھے حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے۔ حضرت ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں آپ سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں اور تخلیہ چاہتا ہوں۔ اور تخلیہ میں باتیں کیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے نہیں گیا تھا بلکہ انصار و مہاجرین کا نزاع رفع کرنے گیا تھا۔ میں نے خود اپنی بیعت کی

درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق خود میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اس قدر فتنہ وفساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا امکان سے باہر تھا۔

حضرت علیؓ نے ہاتھ بڑھا کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

(تاریخ ابن خلدون حصہ اوّل ص ۱۷۹)

تمام مہاجرینؓ وانصارؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کی

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

(۱) زہری سے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے حضرت سعیدؓ بن زید سے پوچھا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ میں موجود تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: ابو بکرؓ کی بیعت کب ہوئی؟ حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: اسی دِن جس روز حضور ﷺ کا انتقال ہوا، کیوں کہ صحابہؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ایک دو دن بھی بغیر جماعت رہیں۔

عمرو بن حریث نے پوچھا: کیا اس بیعت میں کسی نے حضرت ابو بکرؓ کی مخالفت کی تھی؟ حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: سوائے ان چند لوگوں کے جو مرتد ہو چکے تھے یا ہونے والے تھے، کسی نے مخالفت نہیں کی۔

البتہ اللہ نے انصار کے قضیے سے مسلمانوں کو بچا لیا۔

عمرو بن حریث نے پوچھا: کیا مہاجرینؓ میں سے کوئی ایسا تھا، جس نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت فوراً نہ کی ہو؟

حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: نہیں۔ تمام مہاجرین نے اسی وقت بغیر اس بات کے کہ ان کو بلایا جائے، خود آ کر ابو بکرؓ کی بیعت کر لی۔

(۲) حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے کہ کسی نے آ کر کہا کہ حضرت ابو بکرؓ بیعت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہیں۔ وہ فوراً محض قمیض پہنے اور چادر باندھے اس ڈر سے کہ ان کو بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے، گھر سے مسجد آئے، بیعت کی اور پھر ابو بکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اور پھر کسی کو بھیج کر انہوں نے اپنے گھر سے اور کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔ (تاریخ طبری ج ۲ حصہ اول ص ۴۰۹)

حضرت ابو بکرؓ صدیق کی امامت میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نماز

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی خلافت تسلیم کر لی اور ان کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے۔ اب محبینِ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لئے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ہاں جس کو حقیقی محبت نہ ہو، اُس کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ جس کو حضرت علیؓ کا فیصلہ منظور نہیں، اس سے بحث فضول ہے۔

(۱) ثم تناول ید ابی بکر فبایعه

پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور آپ سے بیعت کی۔ (کتاب الاحتجاج طبرسی ج۱ ص۱۱۰)

(۲) ثُمَّ قَامَ وَ تَهِيَّا لِلصَّلٰوةِ وَ حَضَرَ الْمَسْجِدَ وَ صَلّٰى خَلْفَ اَبِیْ بَكْرٍ وَ خَالِدُ بْنُ وَلِيْدٍ يُصَلّٰى بِجَنْبِهٖ

ترجمہ: پھر آپ کھڑے ہوئے، نماز کی نیت کی اور مسجد میں آئے اور حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت خالدؓ بن ولید آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ (احتجاج طبرسی ج۱ ص۱۲۶)

حضرت خالدؓ بن ولید سیف اللہ ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَ يَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف مناقب صحابہ ج۳ حدیث ۶۰۰۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ لوگ ادھر اُدھر سے ہماری طرف

آنے جانے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ پوچھتے جاتے کہ یہ کون ہے؟

ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں آپؐ کے سوال کے جواب میں کہتا جاتا کہ یہ فلاں ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کا نام سُن کر فرماتے کہ اللہ کا یہ بندہ اچھا ہے اور کبھی فرماتے کہ اللہ کا یہ بندہ بُرا ہے۔

یہاں تک کہ حضرت خالدؓ بن ولید آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ابو ہریرہ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: خالدؓ بن ولید ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔

فائدہ: حضرت علیؓ کا مسجد میں آنا اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کرنا اور پھر نماز پڑھنا اور حضرت ابو بکرؓ کے مقتدیوں میں کھڑا ہونا، دلیل ہے کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ اہل السنت و الجماعت تھے اور ابو بکرؓ کو برحق خلیفہ مان کر ان کی بیعت کی اور ان کے پیچھے نماز پڑھی اور دِل سے خلافت تسلیم کی۔

رافضی کس کو کہتے ہیں؟ رافضی مصنف محمد حسین ڈھکو لکھتے ہیں:

شیعانِ حیدر کرار کو اس لئے رافضی کہا جاتا ہے کہ وہ اُمت محمدیہ کے بعض مدعیانِ خلافت و امامت کی اتباع ترک کرتے ہیں۔

(تجلیات صداقت محمد حسین ڈھکو ص ۹)

یعنی جو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی خلافت کو نہیں مانتے، ان کو رافضی کہا

جاتا ہے۔

اس عبارت میں رافضی نے اقرار کیا ہے کہ لوگ پہلے انہی (سُنّی) مدعیان خلافت و امامت کی پیروی کرتے تھے اور پھر انہوں نے اسے ترک کیا اور رافضی کہلائے۔

اس کا حاصل اس کے سوا کیا نکلتا ہے کہ سُنّی مذہب پہلے سے موجود تھا اور رافضی مذہب بعد میں بنا۔ یہ کب بنا؟ اسی وقت سے جب انہوں نے اُن پہلوں کی پیروی ترک کی۔ تو اسلام کا نشان بن کر دُنیا میں پہلے کن لوگوں کا تعارف ہوا؟ انہی کا جو حق گو تھے۔ (تجلیاتِ آفتاب ص ۲۲)

صحابہؓ کرام اور خلافت: صحابہؓ کرام میں سے ہر صحابی اس قابل تھا کہ حضور پاک ﷺ کے بعد اگر آپ اس کے ذمہ امارت کرتے تو سنبھال لیتا۔ خصوصاً مہاجرین صحابہؓ اور عشرہ مبشرہؓ میں سے اپنی فوقیت کی وجہ سے کوئی صحابیؓ بھی خلیفۃ الرسول کے منصب پر فائز ہونے کا مستحق تھا۔

حضرت عمرؓ نے شاید اس سلسلہ میں کبھی کچھ سوچا بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ جناب ابو عبیدہؓ بن الجراح کے پاس گئے اور ان کو کہا کہ وہ امین الامت ہیں، اس لئے وہ مسلمانوں کی خلافت کو سنبھالیں۔ دوسری طرف حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ موجود ہیں، ان میں سے جسے چاہو، امیر بنالو۔ مگر ان دونوں نے کہا کہ آپ کی موجودگی میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے۔ کیوں کہ آپ مہاجرین میں

سب سے بزرگ ہیں، غار میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق رہے ہیں اور نماز کی امامت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن چکے ہیں۔ اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رُکن ہے۔ اس لئے آپ کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے تقدیم کرے اور امارت قبول کرے۔ آپ اپنا ہاتھ بیعت کے لئے لائیں۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے چلے تو حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے ان سب سے سبقت کی اور سب سے پہلے انہوں نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کی۔ (تاریخ طبری ج ۲ حصہ اول ص ۳۴)

من گھڑت اور غلط روایتیں: اس واقعہ کے دوران لوگوں نے خوب خوب قصے اختراع کیے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ (عیاذ باللہ) حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا گھر جلا دیا، اس وجہ سے کہ وہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے، جنہوں نے بیعت سے تخلف (توقف) کیا تھا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی مشکیں باندھ کر بیعت کرنے کو پکڑ لائے تھے اور نعوذ باللہ حضرت فاطمہؓ کے ایک لات ماری تھی، جس سے اسقاط حمل ہو گیا۔ (الٰی غیر ذٰلک)۔ لیکن میرے نزدیک ان روایات کی اس کے سوائے کوئی اصلیت نہیں ہے کہ محبت کے پردے میں بھی لوگوں نے بزرگانِ دین کی ہر پہلو سے توہین کی ہے۔ (واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم)۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۰ ار سولؐ اور خلفائے رسولؐ)

صرف قرآن پاک میں ایسے اضافے نہ کئے جا سکے۔ بعض کتب میں راویوں کے اضافے اب بھی موجود ہیں۔ جہاں جہاں صحابہؓ دشمنی کے الفاظ مرقوم ہیں، اس سے راوی کے بغض صحابہؓ کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

قلم دوات منگانے کی روایات: حضور ﷺ کی جانشینی یا خلافت کے بارے میں اگر تمام واقعات اور روایات کو مان بھی لیا جائے کہ حضور پاک ﷺ نے قلم دوات منگانے کے احکام دیئے، ان روایتوں میں یہ بات واضح ہے کہ قلم دوات نہ پہنچی اور کچھ بھی نہ لکھا گیا۔ تو ہم صرف اتنا تبصرہ کریں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ چاہتے کہ قلم دوات کی لکھائی سے جانشینی کا فیصلہ اسی وقت ہو جائے تو ایسا ضرور ہو گیا ہوتا۔

(۲) اس سلسلہ میں اگر حضور پاک ﷺ جانشینی کے بارے میں کوئی واضح ہدایت دینا چاہتے تو زبانی بھی دے سکتے تھے۔ جیسا کہ بیماری کے ایام میں فرمایا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (بخاری شریف)

یعنی میری طرف سے ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ اسی حکم کے تحت حضرت ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں سترہ (۱۷) نمازیں پڑھائیں۔ اور اسی حکم سے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے اجتہاد کرتے ہوئے فرمایا:

ابو بکرؓ نماز کی امامت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن چکے

ہیں۔ اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رُکن ہے، اس لئے حضرت ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے کسی کو زیبا نہیں کہ وہ اس کے لئے تقدیم کرے۔الخ

چنانچہ سب صحابہؓ کرام کو یہ بات سمجھ آگئی اور سب نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کرلی۔ اور پھر مسجد نبویؐ میں بیعت کرنے والوں میں حضرت علیؓ المرتضیٰ پیش پیش تھے، جیسا کہ تاریخ طبری میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔

خلافت النبوۃ

اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا[1]

ترجمہ: خلافت تیس سال ہوگی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔

خلافت قریش میں ہوگی: **اَلْخِلَافَةُ فِيْ قُرَيْشٍ**[2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت قریش میں ہے۔

---

[1] (صحیح) احادیث صحیحہ البانی جلد اول حدیث ۴۵۹ اخرجہ ابوداؤد (۴۶۴۶۔۴۶۴۷) والترمذی (۲/۳۵) والطحاوی فی مشکل الآثار (۴/۳۱۳) وابن حبان فی صحیحہ (۱۵۳۴۔۱۵۳۵ موارد) وابن ابی عاصم فی السنۃ (ق ۱۱۴/۲) ومستدرک حاکم (۳/۷۱۔۱۴۵) ومسند احمد بن حنبل (۵/۲۲۰۔۲۲۱) والرویانی فی مسندہ (۲۵/۱۳۶/۱) وابویعلیٰ الموصلی فی المفارید (۳/۱۵/۲)

[2] صحیح (۱) جامع الصغیر البانی جلد اول ۳۳۴۲ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) طبرانی (۴) عن عتبہ بن عبد الصحیحہ البانی حدیث ۱۸۵۱ (۵) السنۃ ابن ابی عاصم (۶) ابن عساکر

خلفائے راشدینؓ

حبشی غلام بھی خلیفہ بن جائے تو اطاعت کرو

اُوصِیْکُمْ بِتَقْوی اللہ وَالسَّمْعَ وَالطَّاعَۃ وَان اَمَرَ عَلَیْکُمْ عَبْد حَبْشی فَاِنَّہ مِنْ یَعِیْش مِنْکُمْ بَعْدی فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْ عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذ وَاِیَّاکُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْر فَاِنَّ کُلّ مُحْدَثَۃ بِدْعَۃ وَ کُلُّ بِدْعَۃ ضَلَالَۃ[1]

ترجمہ: عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وصیت کرتا ہوں تم کو اللہ سے ڈرنے کی اور بات سننے کی اور کہا ماننے کی اگرچہ حاکم ہو تم پر ایک غلام حبشی اور دیکھو گے تم بعد میرے سخت اختلاف تو لازم پکڑلو تم میری سنت اور خلفائے راشدین (ہدایت یافتہ خلفاء) کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا اس کو دانتوں سے اور بہت بچو تم بدعت کے نئے کاموں سے اسلئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

---

[1] صحیح (۱) مسند احمد بن حنبل (۲) ابوداؤد (۳) ترمذی بحوالہ ابن ماجہ عن عرباض بن ساریہ حدیث ۴۲ (۵) مستدرک حاکم: عن عرباض بن ساریہ (۶) الارواء ۲۴۵۵ (۷) شرح الطحادیہ ۵۰۱۔ ۷۱۵ (۸) السنۃ ۳۱، ۵۴ جامع صغیر جلد اول حدیث ۲۵۴۹

خلفائے راشدینؓ کازمانہ خلافت

رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں حساب لگایا جائے تو خلافتِ حضرت ابو بکرؓ صدیق کے آغاز سے لے کر جناب امام حسنؓ کے اختتامِ خلافت تک تیس سال بنتے ہیں۔ جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

خلفاء	آغازِ خلافت	اختتامِ خلافت	دِن	ماہ	سال
حضرت ابو بکرؓ صدیق	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ	10	3	2
حضرت عمرؓ فاروق	۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ	یکم محرم ۲۴ھ	8	6	10
حضرت عثمانؓ ذوالنورین	یکم محرم ۲۴ھ	۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ	18	11	11
حضرت علیؓ المرتضیٰ	۱۹ ذی الحجہ ۳۵ھ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	3	9	4
حضرت امام حسنؓ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	۲۲ ربیع الاول ۴۱ھ	21	5	
		میزان	-	-	30

مصالحت کے بعد کوفہ میں حضرت امیر معاویہؓ کا داخلہ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کو ہوا۔ (طبری ج ۴ ص ۲۷)

اس موقع پر حضرت امام حسنؓ نے فرمایا:

اے اہل کوفہ! میں نے معاویہؓ کی بیعت کر لی ہے۔ اب تم انہیں کی بات سنو اور انہیں کی اطاعت کرو۔

(مروج الذہب حصہ دوم مؤلفہ ابو الحسن مسعودی ص ۳۶۸)

ازبکستان
جارجیا
آرمینیا
آذربائیجان
ترکمانستان
اٹلی
یونان
ترکی
قبرص
فلسطین
شام
ایران
افغانستان
تیونس
لبنان
عراق
اردن
اسرائیل
کویت
پاکستان
بحرین
لیبیا
قطر
مصر
متحدہ عرب امارات
سعودی عرب
عمان
یمن
سوڈان
رسول اللہ ﷺ کے دور میں مفتوحہ علاقہ
خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں توسیع (۶۳۲ تا ۶۳۴)
خلیفہ دوم حضرت عمرؓ فاروق کے دور خلافت میں توسیع (۶۳۴ تا ۶۴۴)
خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے دور خلافت میں توسیع (۶۴۴ تا ۶۵۶)
خلیفہ رابع حضرت علیؓ المرتضیٰ کے دور خلافت میں توسیع (۶۵۶ تا ۶۶۱)

اسلامی دورِ حکومت

اسلامی دور حکومت اور مسلمانوں کے دور حکومت کی حدود تاریخی اعتبار سے حسب ذیل ہیں:

خلافت الٰہی

سید کونین، رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نیابتی حکومت کا عہد باسعادت... مدینہ منورہ...

۱۲ ربیع الاول ۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تک
۲۴ ستمبر ۶۲۳ء سے ۹ جون ۶۳۲ء تک

بحساب ہجری ۱۰ سالہ عہد حکومت مکمل — بحساب عیسوی ۹ سال ۸ ماہ ۱۵ دِن

خلافت راشدہ دارالخلافہ مدینہ منورہ، عرب

خلیفہ اول: سیدنا ابوبکر صدیق اکبرؓ کا عہد خلافت
۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ
مطابق ۹ جون ۶۳۲ء تا ۲۳ اگست ۶۳۴ء
مدت خلافت بحساب ہجری ۲ سال ۳ ماہ ۱۰ دن — **مدت خلافت** بحساب عیسوی ۲ سال ۲ ماہ ۱۶ دن

خلیفہ دوم: سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کا زمانہ خلافت
۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ تا یکم محرم ۲۴ھ
مطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ء تا ۷ نومبر ۶۴۴ء
مدت خلافت بحساب ہجری ۱۰ سال ۶ ماہ ۸ دن — **مدت خلافت** بحساب عیسوی ۱۰ سال ۲ ماہ ۱۳ دن

خلیفہ سوم: سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا زمانہ خلافت
یکم محرم ۲۴ھ تا ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ
مطابق ۷ نومبر ۶۴۴ء تا ۲۳ جون ۶۵۶ء
مدت خلافت بحساب ہجری ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۸ دن — **مدت خلافت** بحساب عیسوی ۱۱ سال ۷ ماہ ۱۵ دن

خلیفہ چہارم: سیدنا علی المرتضیٰؓ کا زمانہ خلافت
۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ تا ۱۸ رمضان ۴۰ھ
مطابق ۲۳ جون ۶۵۶ء تا ۲۷ جنوری ۶۶۱ء

مدت خلافت بحساب ہجری ۴سال ۹ماہ ۳دِن
مدت خلافت بحساب عیسوی ۴سال ۶ماہ ۸دن

صحابہ کرامؓ کی حکومت کا دورِ ثانی

خلافت حضرت امام حسنؓ ۲۰رمضان ۴۰ھ تا ۲۲ ربیع الاول ۴۱ھ
دارالخلافہ کوفہ مطابق ۲۷ جنوری ۶۶۱ء تا جولائی ۶۶۱ء
بحساب ہجری ۵ماہ ۲۱دِن

خلافت حضرت امیر معاویہؓ (صلح کے بعد) ۲۲ ربیع الاول ۴۱ھ تا ۲۲رجب ۶۳ھ
دارالخلافہ دمشق مطابق جولائی ۶۶۱ء تا ۲۹اپریل ۶۷۹ء
بحساب ہجری ۱۹سال ۴ماہ

خلافت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ۱۱ محرم ۶۱ھ سے ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ تک
دارالخلافہ مکہ معظمہ ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ تا ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ
مطابق ۶۸۲ء سے ستمبر ۶۹۲ء تک
شہادت حسینؓ کے بعد ۱۱سال ۴ماہ ۶دِن یزید کی وفات کے بعد ۹سال ۲ماہ ۷دِن

مسلمانوں کی حکومت کا دورِ ثالث

خلافت بنی امیہ: دارالخلافہ دمشق کے تحت ۶۱ھ تا ۱۳۲ھ مطابق ۶۸۰ء تا ۷۵۰ء (۷۰سال)
امارتِ بنی امیہ: دارالخلافہ اندلس کے تحت ۱۳۹ھ تا ۴۲۲ھ مطابق ۷۵۶ء تا ۱۰۳۱ء (۲۷۵سال)
خلافت عباسیہ کی حکومت: ۱۳۳ھ تا ۶۰۵ھ مطابق ۷۵۰ء تا ۱۲۰۸ء (۴۵۸سال)
خلافت عثمانیہ: عثمانی ترکوں کی حکومت ۶۹۹ھ تا ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۲۹۹ء تا ۱۹۲۴ء (۶۲۵سال)
مغلیہ سلطنت: ہندوستان میں مغلوں کی حکومت شعبان ۹۳۲ھ تا شعبان ۱۲۷۴ھ مطابق فروری ۱۵۲۶ء تا فروری ۱۸۵۷ء (۳۳۲سال)

[ماخوذ دائرۃ المعارف: ج۶ ص۹۶ طبع بیروت ۱۸۸۲ء]

مسلمانوں کی حکومت کا دور رابع

فروری ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ ترکی کے خاتمہ کے بعد موجودہ

دور کی مسلم حکومتیں اس تاریخی سلسلہ میں دور رابع میں داخل ہیں۔ اور تقریباً ۵۶ ملکوں میں تقسیم ہیں۔ فروری ۱۹۲۴ء سے یہ کیفیت ہے۔ نظام خلافت کے احیاء کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

حکومت کی تعریف

حکومت ایک فعل ہے جس کا سرچشمہ حکم ہے۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (۶:۵۷ قرآن)

ترجمہ: حکم صرف اللہ کا ہے۔

اَلَا لَهُ الْحُکْمُ (۶:۶۲ قرآن)

ترجمہ: خوب سن لو! فیصلہ اللہ ہی کا ہو گا۔

فَالْحُکْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ (۴۰:۱۲ قرآن)

ترجمہ: حکومت اللہ ہی کی ہے جو بالا دست اور بڑا ہے۔

اسلامی حکومت کی عام حقیقت کا پہلا درجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی بالا دست حکومت ہے۔ اس کا سرچشمہ اللہ کا پیغام ہے اور اس کی حقیقت اللہ کے حکم میں مرکوز ہے۔

حکم: سب سے پہلے اسلامی حکومت کی حقیقت کا اظہار قرآن کے لفظ حکم سے ہوتا ہے۔ قرآن میں جابجا حکم کا ذکر ہے۔

حکومت اعلیٰ

فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ (۴۰:۱۲ قرآن)

ترجمہ: حکومت اللہ ہی کی ہے جو بالا دست اور بڑا ہے۔

حکومت الٰہی

اِسلام کی حکومت اپنے اختیار و اقتدار، اپنی زندہ اور کار فرما طاقت، اپنی مذہبی تشکیل و تنظیم اور اپنی اجتماعی شیرازہ بندی کے لحاظ سے عرش عظیم کے فرمانروا کی حکومت ہے، جو اعلیٰ اور بالا دست حکومت کی حیثیت سے حکومت الٰہی (خدا کی حکومت) کے نام سے سرفراز ہے۔ اس حکومت کی رو سے دنیا ایک تکوینی وجود ہے۔ انسانی نظام ایک ربانی نظام ہے۔ حکومت ایک بلند پایہ ربانی حق ہے۔ اور حکم ایک ربانی فعل ہے۔

دنیا کے انسان مجتمع ہو کر ایک بہترین معاشرہ قائم کرتے ہیں۔ خدا کی بالا دست طاقت اس پر حکومت کرتی ہے۔ حکومت خدا کی چیز ہے۔ وہ اس کو دے بھی سکتا ہے اور دے کر واپس بھی لے سکتا ہے۔ اس کا اعلان ہے:

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ (آل عمران آیت ۲۶)

آپ یوں کہیے کہ اے اللہ! مالک تمام ملک کے، ملک جس کو چاہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد

اَلْاَمْرُ اِلَی اللّٰہِ یضعه حَیْثُ یَشَاء [سیرت ابن ہشام ج ا ص ۲۶۴]

حکومت کا معاملہ خدا سے متعلق ہے وہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ حکومت کس کو ملے گی اور کس کو نہیں ملے گی۔

آپ ﷺ کا یہ ارشاد درحقیقت قرآن کے اس فرمان کے عین مطابق ہے کہ حکومت خدا کی چیز ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے نکال لیتا ہے۔

یہی وہ نظریہ ہے جو عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں کار فرما تھا۔ اور جس سے موروثی بادشاہت کی تردید ہوتی ہے۔

الحاکم بامر اللہ

اسلامی دور کی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ اسلامی تصورات کا پہلا مرکز ایک ایسے فرمانروائے اعلیٰ کا وجود ہے جو بالادست ہے اور حکومت بالادست کا منشا ہے۔ پیغمبر اعظم محمد رسول اللہ ﷺ "الحاکم بامر اللہ" خدا کی حکومت کے ذمہ دار تھے۔ اور خلفائے راشدینؓ کی حکومت بھی اس حکومت اعلیٰ کا عکس تھی۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

حکم صرف اللہ کا ہے۔ (القرآن ۱۲:۴۰)

مسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پر ایمان رکھتے ہیں اور دِین کے دائرہ کی طرح دنیا کے دائرہ میں بھی اللہ کی حاکمیت کو اپنے عقیدہ کی جان سمجھتے ہیں۔

چار یارؓ خلفائے راشدینؓ

آیت تمکین۔ خلافت نبوت

حسب ذیل دو آیتیں خلافت نبوت کے قائم ہونے کی واضح دلیل ہیں:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۝ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ

(پارہ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۹،۴۰)

ترجمہ: ان لوگوں کو لڑائی کی اجازت دے دی گئی ہے، جن سے کفار کی طرف سے لڑائی کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت و مدد کرنے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد انہی مومنین مہاجرین کے بارے میں اعلان فرمایا کہ:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

(پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۴۱)

ترجمہ: یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں زمین پر تمکین و اقتدار دیں تو یہ لوگ نماز قائم رکھیں گے اور زکوۃ دیں گے اور نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے منع کریں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

اس آیت تمکین میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین صحابہؓ کے متعلق ایک اعلان فرمایا ہے (جن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا تھا اور وہ رسول اکرم ﷺ کے حکم کے تحت مدینہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے) کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت و اقتدار دے دیں تو وہ ضرور ان چار کاموں کی تکمیل کریں گے۔ اور چونکہ ان مہاجرین صحابہ کرامؓ میں سے آنحضرت ﷺ کے بعد ان چار اصحابؓ کو ہی ملکی اقتدار عطا کیا ہے، یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ذالنورین اور حضرت علی المرتضیٰؓ۔ اس لئے حسب اعلان خداوندی قرآن پر ایمان رکھنے والوں کے لئے یہ قطعی عقیدہ لازم ہے کہ ان چاروں خلفاء نے ضرور وہ کام سرانجام دیئے ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے یعنی اقامت صلوٰۃ، ایتاء الزکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ اور کوئی شخص

باوجود اس اعلان خداوندی کے ان خلفائے اربعہ کو برحق خلفاء تسلیم نہیں کرتا تو وہ اس آیت کا منکر ہے اور اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مذکورہ اعلان صحیح ثابت نہیں ہوا، العیاذ باللہ۔

اور اس آیت کا یہ مطلب بھی نہیں لیا جا سکتا کہ مذکورہ تمکین و اقتدار کا وعدہ مابعد کے خلفاء کے لئے ہے۔ کیوں کہ یہ اعلان اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِھِمۡ کے لئے ہے، جو مہاجرین صحابہؓ ہیں اور سوائے ان چار خلفاء کے صحابہؓ میں سے اور کسی مہاجر صحابی کو خلافت نہیں ملی۔ اسی بناء پر ان چاروں خلفاءؓ کی خلافت کو خصوصی طور پر خلافت راشدہ کہتے ہیں جو قرآن کی موعودہ خلافت ہے اور یہ خلافت ان چار یارؓ میں ہی منحصر ہے۔ (از روئیداد مولفہ مولانا قاضی مظہر حسین مطبوعہ ۱۴۰۸ھ)

۲۔ آیت استخلاف۔ مہاجرین صحابہؓ سے وعدہ خلافت

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، ع ۷، آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تم میں سے اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں کہ ضرور ان کو خلیفہ

بنائے گا زمین میں جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو خلیفہ بنایا ہے جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ اور ضرور ان کو ان کے لئے اس دِین کی طاقت (تمکین) دے گا جو اس نے ان کے لئے پسند کر لیا ہے۔ وہ خلفاء میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بنائیں گے۔ اور اس کے بعد جو شخص بھی انکار (یا ناشکری) کرے گا تو وہ لوگ فاسق (نافرمان) ہوں گے۔

اس آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ان ایمان و عمل صالح والے صحابہ کرامؓ کو خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا۔ جو اس آیت کے نازل ہونے کے وقت موجود تھے، جس پر لفظ مِنْکُمْ دلالت کرتا ہے۔ اور چونکہ نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد مہاجرین صحابہؓ میں سے بالترتیب صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہم کو ہی خلافت اور جانشینی کا عظیم شرف نصیب ہوا ہے۔ اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن خلفاء کے متعلق اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا وہ یہی چار ہیں۔ ان کی خلافت قرآن کی موعودہ خلافت ہے اور اگر ان چار خلفاءؓ کو اس آیت کا مصداق نہ قرار دیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور آیت میں مِنْکُمْ کی قید کی وجہ سے بعد کے خلفاء اس آیت کا مصداق نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ خواہ

حضرت امام حسنؓ ہوں یا حضرت امیر معاویہؓ اور خواہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہوں۔ یا قرب قیامت میں پیدا ہونے والے حضرت مہدی جو اُمت محمدیہ کے آخری ہادی اور مجدد ہوں گے۔ اور جن کی عادلانہ اسلامی حکومت کے بارے میں احادیث میں پیشگوئی موجود ہے۔ ان ما بعد کے خلفاء کو بعض حضرات نے جو خلفائے راشدین میں شمار کیا ہے تو وہ لغوی معنیٰ میں کہ ان کی حکومتیں بھی برحق خلافتیں ہیں اور وہ بھی رشد و ہدایت والے ہیں۔ لیکن اصل خلفائے راشدین یہی خلفائے رابعہ (چار یارؓ) ہیں جو قرآن کی موعودہ خلافت کا صحیح مصداق ہیں اور ان کے بعد آنے والے خلفاء اس آیت کے موعودہ خلفاء نہیں قرار دیئے جا سکتے، کیوں کہ حسب آیت تمکین اس آیت استخلاف سے مراد بھی وہی خلفاء ہیں جو مہاجرین صحابہؓ میں سے ہوں گے۔

(از روئیداد مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ مطبوعہ ۱۴۰۸ھ)

آیت استخلاف میں لفظ منکم سے مراد

آیت استخلاف میں خلفائے اربعہؓ کی خلافت موعودہ کا مبنی لفظ منکم ہے اور شیعہ بھی اسی منکم سے گھبراتے ہیں۔ ۱۳۳۹ھ میں بمقام مکیریاں ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) میں امام اہلسنّت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور شیعہ مناظر مرزا احمد علی امرتسری آنجہانی میں مناظرہ ہوا تھا۔ چونکہ شیعہ پہلے تین

خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ بلکہ ان کے ایمان کے بھی منکر ہیں، العیاذ باللہ۔

اس لئے امام اہل سنت نے خلفائے ثلٰثہ کے مومن کامل اور خلیفہ راشد ہونے پر دوسرے دلائل کے علاوہ آیت استخلاف بھی پیش کی تھی اور فرمایا تھا کہ جو لوگ حضرات ثلاثہ کو مومن نہیں مانتے وہ بتلائیں کہ یہ آیت کیوں کر سچی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ آیت میں وعدہ صرف مومنین حاضرین سے ہے، ورنہ لفظ منکم بے کار ہو جائے گا۔ اور اس وقت کے لوگوں میں صرف خلفائے ثلاثہؓ ہی کو آیت کی موعودہ تینوں نعمتیں ملیں۔ حضرت علیؓ کو بہ قول شیعہ تمکین دِین نہیں ملی۔ وہ اپنی خلافت میں بھی اپنا دِین رائج کرنے پر قادر نہ تھے۔ جیسا کہ روضہ کافی کی عبارت منقولہ سے معلوم ہوا ہے۔ پس اگر حضرات ثلاثہؓ معاذاللہ مومن صالح نہ ہوں تو ان کی خلافت اس آیت کی مصداق نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی دوسرا مصداق اس آیت کا نہیں پایا گیا۔

(مباحثہ بکیریاں ص۱۷)

شیعہ مناظر نے مِنکُمْ کا یہ جواب دیا کہ اگر "منکم" سے حاضرین ہی مراد ہوں تو پھر منکم سے قرآن میں جو خطابات ہیں، وہ سب حاضرین کے لئے مخصوص ہو جائیں گے اور بعد والوں کے لئے وہ احکام

ثابت نہ ہوں گے۔ تو اس کا جواب امام اہلسنّت نے یہ دیا کہ:

(۱) کہیں بھی لفظ مِنْکُمْ ہو اور حاضرین کی تخصیص نہ لینے سے یہ لفظ بے کار ہو جاتا ہو تو یقیناً وہاں بھی حاضرین کی تخصیص ہو گی۔ مگر آیات احکام میں ایسا نہیں۔

(۲) امام اہل سنت نے شیعہ مذہب کی کتب اصول سے یہ دکھایا کہ حاضر کا صیغہ حاضر کے لئے مخصوص ہوتا ہے اور غائبین کا شامل کرنا کسی دلیل خارجی کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ دلیل خارجی آیت استخلاف میں دکھادیجئے تو بے شک تخصیص باطل ہو جائے گی۔ شیعہ مناظر اس کا جواب نہ دے سکے۔ (از روئیداد سالانہ ۱۴۰۸ھ مدرسہ اظہار الاسلام مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ)

عثمانؓ بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت

(۱) جب ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے اور شہادت عثمانؓ کی صبح کو مدینے میں علیؓ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہؓ اور زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل، عمارؓ بن یاسر، اُسامہؓ بن زید، سہلؓ بن حنیف، ابو ایوبؓ انصاری، محمدؓ بن مسلمہ، زیدؓ بن ثابت، خزیمہؓ بن ثابت اور ان تمام اصحابؓ رسول اللہ ﷺ وغیرہم نے جو مدینے میں تھے، بیعت کر لی۔

مدینہ سے عراق روانگی: حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ دونوں عمرہ کے

لئے مکہ روانہ ہو گئے اور وہیں حضرت عائشہؓ تھیں جو حج کے لئے تشریف لے گئی تھیں۔ پھر وہ دونوں حضرت عائشہؓ کے ہمراہ خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے مکہ سے بصرہ روانہ ہوئے۔ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ ربیع الثانی ۳۶ھ کے آخر میں مدینہ سے بصرہ کے لئے نکلے۔ مدینہ پر حضرت سہل بن حنیفؓ انصاری کو خلیفہ بنا گئے۔

بصرہ روانگی: حضرت علیؓ نے بصرہ روانگی کے بعد حضرت سہیل بن حنیفؓ کو لکھا کہ اُن کے پاس آ جائیں اور مدینے پر حضرت ابو الحسنؓ المازنی انصاری کو والی بنا دیا۔ وہ ذا قاء میں اُترے۔ حضرت عمارؓ بن یاسر اور حضرت حسنؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر اُن سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی۔ وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آ گئے اور انہیں بصرہ لے گئے۔

واقعہ جمل سے قبل فریقین میں مصالحت کی گفتگو: بصرہ میں ایک بزرگ صحابی حضرت قعقاعؓ بن عمرو التیمی نے حضرت عائشہؓ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

فَقَالَ (القَعْقَاعُ) اَیْ اُمَّهْ مَا اَشْخَصَکِ وَ مَا اَقْدَمَکِ هٰذِهِ البُلْدَةِ؟ قَالَتْ اَیْ بَنِیْ! اِصْلَاحِ بَیْنَ النَّاسِ

(الفتنہ وواقعہ الجمل ص ۲۵، سیرت علیؓ المرتضیٰ مولفہ مولانا محمد نافع ص ۲۵۰)

(یعنی) حضرت قعقاعؓ کہنے لگے: اے اُمّ المومنین! اس شہر میں

آپ کا تشریف لانا اور اقدام کرنا کس مقصد کے لئے ہے؟ تو اُم المومنین نے فرمایا کہ اے بیٹے! لوگوں کے درمیان (جو فتنہ کھڑا ہو گیا ہے، اس میں) اصلاح کی کوئی صورت پیدا کرنے کے لئے۔

(۲) حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کا مقصد بھی اصلاح تھا: پھر حضرت قعقاعؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے ساتھ اسی مقصد پر کلام کی۔ تو انہوں نے بھی حضرت صدیقہؓ کے جواب کی تائید کی اور اپنا مقصد بھی اصلاح بین الناس بیان فرمایا۔

حضرت قعقاعؓ نے فرمایا کہ ان حالات میں آپ حضرات کا حضرت علیؓ سے بیعت کر لینا خیر کی علامت ہے اور رحمت کی بشارت ہے۔ اس طریقہ سے شہادت عثمانؓ کا بدلہ لینا آسان ہو سکے گا۔ اور اُمت کے لئے سلامتی اور عافیت اسی میں ہو گی۔

افہام و تفہیم کے اس بیان کے بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ صدیقہ نے ارشاد فرمایا:

اَصَبْتَ وَ اَحْسَنْتَ فَارْجِعْ

یعنی آپ نے درست فرمایا اور بہتر چیز بیان کی۔ (ہم لوگ اس پر آمادہ ہیں) پس میں واپس جاتی ہوں۔ (البدایہ والنہایہ، ابن کثیر ج ۷)

حضرت قعقاعؓ کی حضرت علیؓ المرتضیٰ سے ملاقات:

فَرَجَعَ اِلٰی عَلِیٍّ فَاَخْبَرَہٗ فَاَعَجَّہٗ ذٰلِکَ وَ اَشْرَفَ الْقَوْمُ عَلٰی

الصُّلحِ کُرِہَ ذٰلِکَ مَنۡ کُرِھَہٗ وَ رَضِیَہٗ مَنۡ رَضِیَہٗ وَ اَرۡسَلَتۡ عَائِشَۃُ اِلٰی عَلِیٍّ تُعۡلِمُہٗ اَنَّھَا اِنَّمَا جَائَتۡ لِلصُّلحِ فَفَرِحَ ھٰؤُلَآءِ وَ ھٰؤُلَآءِ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۷ تحت واقعہ ہذا)

یعنی (اس گفتگو کے بعد حضرت قعقاعؓ) حضرت علیؓ کی طرف واپس تشریف لائے اور اس مکالمہ کی اطلاع کی۔ تو حضرت علیؓ نے اس چیز کو بہت پسند فرمایا اور باقی لوگ بھی صلح پر متوجہ ہوئے۔ بعض لوگوں کو یہ چیز ناگوار گزری اور بعض کو یہ چیز پسند آئی۔

شہادت عثمانؓ کے سانحہ میں ملوث افراد: حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جماعت میں وہ لوگ از خود آکر شامل ہوئے جو شہادت حضرت عثمانؓ کے سانحہ میں ملوث تھے۔ اور بنیادی طور پر یہ فتنہ کھڑا کرنے والے تھے۔

جناب القعقاعؓ بن عمرو کی مصالحانہ گفتگو کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اس موقع پر ایک عظیم خطبہ دیا۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا:

اَلَا وَ اِنِّیۡ رَاحِلٌ غَدًا فَارۡتَحِلُوۡا اَلَا وَ لَا یَرۡتَحِلَنَّ غَدًا اَحَدٌ اَعَانَ عَلٰی عُثۡمَانَ بِشَیۡءٍ فِیۡ شَیۡءٍ مِنۡ اُمُوۡرِ النَّاسِ... الخ

ہم کل یہاں سے آگے پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ خبردار! جس شخص نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں اعانت بھی کی ہو، وہ بھی ہم سے جدا ہو جائے اور ہمارے ساتھ نہ رہے۔ الخ

(تاریخ طبری ج ۵ نزولی ذاقار، البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد تحت احوال الجمل)

مفسدین کی ایک مذموم کوشش: جس وقت امیر المومنین کی طرف سے یہ اعلان ہوا تو اس وقت فتنہ انگیز پارٹی کے سربر آوردہ لوگ شریح بن (اوفیٰ) علیاء بن الہیثم، مسلم بن ثعلبہ العبسی، عبداللہ بن سبا (ابن سوداء)، خالد بن ملجم وغیرہم، جن میں ایک بھی صحابیؓ نہ تھا، سخت پریشان ہوئے۔ اور انہیں اپنا انجام نظر آنے لگا۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وَلَيْسَ فِيهِمْ صِحَابِيٌّ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (البدایہ ابن کثیر ج ۷)

یعنی ان میں ایک صحابی بھی نہیں اور یہ اللہ کا شکر ہے۔

حضرت علیؓ کو قتل کرنے کی سازش:

فَإِنَّ بَعْضُهُمْ كَانَ عَزَمَ عَلَى الْخُرُوْجِ عَلَى الْإِمَامِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ عَلٰى قَتْلِهٖ لَمَّا نَادٰى يَوْمَ الْجَمَلِ بِأَنْ يَّخْرُجَ عَنْهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ الخ

(کتاب الیواقیت والجواہر ج ۲ تالیف ۹۴۲ھ)

یعنی حضرت علیؓ نے جب جمل کے موقع پر اعلان فرمایا کہ قاتلین عثمانؓ (ہماری جماعت سے) نکل جائیں تو ان بعض (مفسدین و اشرار) نے خود حضرت علیؓ کے خلاف خروج کر کے ان کے قتل کرنے پر عزم کر لیا تھا۔ الخ (کتاب الیواقیت الجواہر مولفہ امام شعرانی)

جانبین کی صلح پر آمادگی: حضرت قعقاعؓ اور فریقین کے درمیان

مذکورہ گفتگو کی روشنی میں دونوں جماعتوں کے درمیان صلح اور اصلاح میں کوئی شک نہ رہا۔ یعنی حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہم حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

دوسری جانب حضرت علیؓ المرتضیٰ قاتلین عثمانؓ کو شرعی سزا دینے پر رضامند ہو گئے۔ اس صورت حال کو مؤرخ طبری نے اپنے انداز میں تاریخ طبری جلد خامس آخر عنوان "نزول علی الزاویہ من البصرہ" میں درج کیا ہے:

سانحہ قتل عثمانؓ میں ملوث افراد کی سازش: مفسدین اور قاتلین عثمان کے شر اور فساد نے آخر کار تاریکی میں دفعتہً قتال کھڑا کر دینے پر اتفاق کر لیا۔ یہ ان اشرار کی طرف سے تیسرا "الفتنۃ الکبریٰ" تھا۔ ایک شہادت عثمانؓ کا سانحہ، دوسرا حضرت علیؓ المرتضیٰ کے قتل کی تدبیر اور تیسرا قتال بین المسلمین کر دینا۔

ان لوگوں کا طریق کار یہ طے پایا کہ ہم میں سے کچھ لوگ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے ہم نواؤں کی قیام گاہ پر اور دوسرا گروہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جماعت پر دفعتہً و ناگہاں رات کی تاریکی میں دوسرے فریق کی جانب حملہ کر دے۔ اور ہر ایک فریق بلند آواز میں پکارے کہ فریق مخالف نے بدعہدی کرتے ہوئے حملہ کر دیا ہے۔

چنانچہ اس تدبیر کے موافق صبح صادق سے قبل ان مفسدین کے دو

گروہوں نے تقسیم ہو کر جانبین کی قیام گاہوں پر حملہ کر دیا۔ اور اس طرح ہر ایک فریق نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم پر مخالف فریق نے بد عہدی کرتے ہوئے حملہ کر دیا ہے، پوری شدت سے جنگ کی۔ لیکن ہر ایک فریق کا مقصد اپنا اپنا دفاع کرنا تھا۔ قتال میں ابتدا کرنا ہر گز پیش نظر نہ تھا۔[1]

بصرہ میں جنگ جمل

حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کا اور اُن لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہم میں سے اُن کے ہمراہ تھے، یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں فریقین میں جنگ ہوئی۔ اُس روز حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ وغیرہما شہید کر دیئے گئے۔ مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) تک پہنچ گئی۔ علیؓ بصرہ میں پندرہ شب قیام کر کے کوفے واپس ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد ج ۴)

جنگ جمل کا اختتام: جنگ جمل میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جماعت سے پانچ ہزار (۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے اور وہ غالب آ گئے اور

---

[1] ماخوذ: تفسیر القرطبی ج ۱۶ تحت سورۃ الحجرات تحت مسئلۃ الرابعہ لابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۷۱ء (۲) المنتقیٰ للذہبی ص ۴۰۴ المتوفیٰ ۷۴۸ھ)، سیرت حضرت علیؓ المرتضیٰ مولفہ مولانا محمد نافع ص ۲۶۰

دوسرے فریق کے اکابر (حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ) اور تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) افراد شہید ہو گئے۔ (ماخوذ تاریخ مسعودی ج۲ ص ۲۸۹)

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہؓ صدیقہ کے حق میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جانب سے پورا اکرام کیا گیا۔ اور کامل اکرام کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف واپسی ہوئی۔ اس موقع پر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے دونوں طرف کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی۔

شہداء پر دُعائے مغفرت: (۱) حضرت علیؓ مقتولین پر گذرے تو فرمایا:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ مَرَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی قَتْلٰی مِنْ اَھْلِ الْبَصْرَۃِ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ (المصنف لابن ابی شیبہ ج۵ مطبوعہ کراچی)

اے اللہ! ان کی مغفرت فرما اور ان کو بخش دے۔

قاتلین عثمانؓ پر بددُعا: (۲) حضرت علیؓ المرتضیٰ کے فرزند محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ قاتلین عثمانؓ کے بارے میں بددُعا کرتے تھے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ الْحَنَفِیَّۃِ وَکَانَ صَاحِبَ لِوَاءِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ الْجَمَلِ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَللّٰھُمَّ اَکْبِبْ قَتَلَۃَ عُثْمَانَ لِمَنَاخِرِھِمُ الْغَدَاۃَ (التاریخ الکبیر لامام بخاری ج۴ ص ۳۴۳)

اے اللہ! قاتلین عثمانؓ کو قیامت کے روز چہرہ کے بل اوندھا کر

کے سزا دینا۔

(۳) فَقَالَ: اللھمَّ احلِلْ بِقَتْلَۃِ عُثْمَانَ خزِیًا

(المصنف لابن ابی شیبہ ج۵ روایت ۱۹۶۵۶)

اے اللہ! قاتلین عثمانؓ پر ذلت اتار اور رسوائی نازل کر دے۔

جناب علیؓ المرتضیٰ کا ان لوگوں کے حق میں بد دُعا کرنا بالکل بجا ہے۔ کیوں کہ انہوں نے ہی اہل اسلام کے درمیان شر انگیز اور ہلاکت خیر حالات پیدا کر دیئے اور ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔

کوفہ کی طرف روانگی: حضرت علیؓ المرتضیٰ واقعہ جمل کے بعد ۱۵ دن بصرہ میں رہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ بروز پیر ۱۲ رجب ۳۶ھ آپ کوفہ میں داخل ہوئے۔ (البدائیہ والنہایہ ج۷ تحت صفین)

کوفہ کو دارالخلافہ بنایا: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے کوفہ کو مدینہ منورہ کے بجائے دارالخلافہ قرار دیا اور مستقل اقامت اختیار فرمائی۔

صفین کی طرف اقدام: حضرت علیؓ المرتضیٰ شام کی طرف تشریف لے جانے کے لئے عزم کر کے کوفہ سے نکلے اور نخیلہ کے مقام پر قیام کیا۔ اور وہاں جیوش عساکر کے متعلقہ انتظامات درست کئے۔ کوفہ پر اپنا قائم مقام حضرت ابو مسعود (عقبہ بن عامرؓ) الانصاری کو متعین کیا۔ اور شام کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے فرات کے قریب ذوالحجہ ۳۶ھ میں قیام کیا۔

صفین کا محل وقوع: جب حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت علیؓ المرتضیٰ اور اُن کے عساکر کے متعلق خبر پہنچی تو وہ بھی اپنے جیوش کے ہمراہ ملک شام کی مشرقی سرحد کے قریب آ پہنچے۔ بلاد شام کی مشرقی جانب صفین کے ایک مقام پر فریقین کی جماعتوں کا اجتماع ہوا۔ یہ محرم ۳۷ھ کا موقعہ ہے۔

صفین میں فریقین کا موقف: (۱) حضرت علیؓ المرتضیٰ کی رائے یہ تھی کہ بیشتر مہاجرین و انصار نے میری بیعت کرلی ہے۔ فلہٰذا اہل شام کو بھی میری بیعت میں داخل ہونا چاہیے اور اطاعت قبول کرنی چاہیے۔ اور اگر وہ یہ صورت اختیار نہ کریں تو پھر قتال ہوگا۔[1]

(۲) حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کی رائے یہ تھی کہ حضرت عثمانؓ ظلماً شہید کئے گئے ہیں اور ان کے قاتلین علوی جیش میں موجود ہیں۔ فلہٰذا ان سے قصاص لیا جائے۔ اور ہمارا مطالبہ صرف قصاص دم عثمانؓ کے متعلق ہے، خلافت کے بارے میں ہمارا نزاع نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۱۳ تحت کتاب الاعتصام (۲) المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱۱)

جنگ صفین

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو کوفہ میں اُن کے ساتھ تھے، ان لوگوں

[1] تاریخ مسعودی ج ۲ ص ۲۸۹

کے ساتھ نکلے۔ حضرت معاویہؓ کو جب معلوم ہوا تو وہ اُن لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے اُن کے ساتھ تھے، روانہ ہوئے۔ صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین طرفین برابر ۱۱۰ روز تک قتال کرتے رہے۔

لشکر شام سے پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے اور لشکر عراق سے پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے۔[1] حضرت عمارؓ بن یاسر، حضرت خزیمہؓ بن ثابت اور حضرت ابو عمرہ المازنی جو علیؓ کے ہمراہ تھے، شہید ہوئے۔

(۱) تحکیم کی تجویز تاریخ علامہ ابن خلدون: علامہ ابن خلدون (المتوفیٰ ۸۰۸ھ) اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں:

اب لڑائی بند ہو چکی تھی، چاروں طرف سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا۔ اتنے میں اشعثؓ بن قیس نے بڑھ کر عرض کیا: "امیر المومنین! لوگ اس امر پر راضی ہو گئے ہیں جس کی طرف بلائے گئے تھے (یعنی قرآن کو انہوں نے حکم مان لیا)۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں (حضرت) معاویہؓ کے پاس جاؤں اور ان کے منشاء دلی کو دریافت کروں"۔

حضرت علیؓ نے اجازت دے دی۔ اشعث بن قیسؓ (حضرت) معاویہؓ کے پاس پہنچے۔ دریافت کیا: آپ نے کس غرض سے قرآن مجید

[1] البدائیہ والنہایہ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ ص ۱۲۷

کو اُٹھایا؟ (حضرت) معاویہؓ نے جواب دیا: تاکہ ہم اور آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرو اور ہم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرتے ہیں۔ اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کریں گے۔ بعد ازاں جو وہ فیصلہ کریں گے اس پر ہم اور تم راضی ہو جائیں۔

اشعثؓ بن قیس (حضرت) معاویہؓ کے پاس سے اُٹھے اور امیر المومنین (حضرت) علیؓ کی خدمت میں آئے اور (حضرت) معاویہؓ کا پیغام پہنچایا۔

حکم کے انتخاب میں حضرت علیؓ کی مشاورت: حاضرین نے کہا ہم بھی اس امر پر راضی ہیں اور فیصلے کو قبول کرتے ہیں اہل شام نے اپنی طرف سے (حضرت) عمرو بن العاصؓ کو منتخب کیا۔

اشعثؓ بن قیس، یزید بن الحصین، مسلمہ بن فدک متفق الکلمہ ہو کر بولے: ہم تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا انتخاب کرتے ہیں۔ دوسرے کو اپنی طرف سے حکم نہ بنائیں گے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا: میں عبداللہ بن عباسؓ کو اپنی طرف سے منتخب کر سکتا ہوں؟ اشعثؓ بن قیس اور اس کے ہمراہی کہنے لگے: ابن عباسؓ آپ کے عزیز ہیں، ان کو حکم نہ بنائیں۔ ایسے شخص کو حکم مقرر کرنا چاہیے جس کا تعلق آپ کے اور (حضرت) معاویہؓ کے ساتھ

یکساں ہو۔

حضرت اشعثؓ بن قیس اور ان کے ہمراہی کہنے لگے: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جانب سے حکم کا انتخاب: امیر المومنین حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا: اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔ الغرض حاضرین نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو بلوایا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا۔ لوگوں نے اُن کے پاس جا کر کہا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا: الحمد للہ! پھر کہا گیا کہ آپ حکم مقرر کئے گئے ہیں۔ اس پر حضرت ابو موسیٰؓ نے پڑھا: "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن" اور پھر لشکر کی طرف آئے۔

تحکیم کا عہد نامہ: علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے لشکر میں یہ قصہ پیش تھا کہ حضرت عمروؓ بن العاص امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اقرار نامہ لکھنے کو حاضر ہوئے۔

کاتب نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے بعد امیر المومنین علیؓ المرتضیٰ کے فرمانے پر لکھنا شروع کیا:

هٰذَا مَا تَقَاضِیْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبْ وَ مُعَاوِیَةَ بِنْ اَبِیْ سُفْیَان

قَاضی عَلِیّ عَلٰی اَهْلِ الْکُوْفَةِ وَ مَنْ مَّعَهُمْ وَ مُعَاوِیَةَ عَلٰی شَام وَ مَنْ مَّعَهُمْ اِنَّنَا تَنزل عِنْدَ حُکْم اللّٰهِ وَ کِتَابه وَ اِنْ لَا یَجْمع بَیْنَنَا غَیْرَه وَ اِنْ کِتَابُ اللّٰهِ بَیْنَنَا مِنْ فَاتِحه اِلٰی خَاتِمَة تَحی فَا اَحْیَاء وَ نَمِیْت مَا اَمَاتَ مَا فَمَا وَ احِد الْحُکْمَان فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَ هُمَا اَبُوْ مُوْسٰی عَبْدِ اللّٰه قَیْس وَ عَمْرو بِنْ اَلْعَاص عَمَلًا بِه وَ مَالَمْ یَجِدَاه فِیْ کِتَاب اللّٰه فَالسُّنَّة العَاد العَادلَة الْجَامِعَة غَیْر الْمَعْرفَة

ترجمہ: یہ وہ تحریر ہے جس کو علیؓ بن ابی طالب اور معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے باہم بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے۔ علیؓ نے اہل کوفہ اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ تھے، حکم مقرر کیا ہے اور معاویہؓ نے اہل شام اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ ہیں، حکم مقرر کیا۔ بے شک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کو منحصر علیہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ سوائے اس کے دوسرے کو کوئی دخل نہ ہو گا۔ اور قرآن مجید شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان میں ہے۔ ہم زندہ کریں گے، اس کو جس کو اُس نے زندہ کیا ہے اور ماریں گے اُس کو جس کو اُس نے مارا ہے۔ پس جو کچھ حکمتیں کتاب اللہ میں پائیں گے، اس پر عمل کریں گے اور حکم ابو موسیٰ، عبداللہ بن قیسؓ اور عمروؓ بن العاص ہیں اور جو کتاب اللہ میں نہ پائیں گے تو سنت عادلہ جامعہ غیر

مختلف فیہا پر عمل کریں گے۔[1]

ان شرائط کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے سربر آوردہ لوگوں نے دستخط کئے۔[2]

(۲) جنگ بندی ربیع الاول ۳۸ھ اور تحکیم کا فیصلہ رمضان ۳۸ھ

شیعہ مؤرخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح المتوفیٰ ۳۸۴ھ تاریخ یعقوبی میں اپنے نظریہ کے تحت یہ واقعہ اس طرح لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ سے حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ ایک تدبیر باقی رہ گئی ہے کہ مصاحف کو بلند کیا جائے اور ان میں جو کچھ ہے اس کی طرف انہیں دعوت دیں۔ اس طرح آپ ان کو روک دیں گے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے کہا: یہ آپ کا کام ہے۔ پس انہوں نے مصاحف بلند کیے اور انہیں اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت دی اور کہنے لگے: ''ہم آپ کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔''

[1] تلخیص ''تاریخ ابن خلدون'' ج ا رسول اور خلفائے رسول ص ۴۲۱ مولفہ رئیس المؤرخین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون (المتوفیٰ ۸۰۸ھ) مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

[2] ابن خلدون نے یہ روایت تاریخ طبری سے لی ہے اور تاریخ طبری کی روایت ابو مخنف راوی سے نقل کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ ابو مخنف راوی سبائی گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ صحابہؓ دشمنی میں بلوائی اور سبائی بعض مقامات پر ایک ہو جاتے ہیں۔ یہاں سبائی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مجبوراً حضرت علیؓ نے جنگ بندی کی اور بلوائی حضرت علیؓ کے اس جنگ بندی کے معاہدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت اشعثؓ بن قیس[1] نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو کہا: اللہ کی قسم! آپ کو ضرور انہیں اس بات کا جواب دینا ہو گا جس کی طرف انہوں نے دعوت دی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ”میری رائے ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھیجوں۔“ حضرت اشعثؓ بن قیس نے کہا: حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ کو بھیج رہے ہیں۔ آپ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ[2] کو بھیجیں۔ انہوں نے جنگ میں کچھ حصہ نہیں لیا۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو بھیج دیا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو بھیجا۔ اور انہوں نے قضیہ کی دو تحریریں لکھیں۔ ایک تحریر حضرت علیؓ کی جانب سے جو آپ کے کاتب عبداللہ بن ابی رافع کے خط میں تھی۔ دوسری تحریر حضرت معاویہؓ کی جانب سے جو آپ کے کاتب عمیر بن عباد الکنبانی کے خط میں تھی۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے کاتب کو لکھنے کا حکم دیا اور انہوں نے لکھا:

”علیؓ بن ابی طالب کی طرف سے“۔

---

[1] جب حضرت عثمانؓ ذوالنورین شہید ہوئے تو اس وقت حضرت اشعثؓ بن قیس جو کہ صحابی رسول ﷺ ہیں، آذربائیجان میں اُن کی طرف سے عامل (گورنر) تھے۔ بعد میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی بیعت کرلی۔ (تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۴۸۰)

[2] حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عمرؓ فاروق کے دورِ خلافت میں گورنر رہے۔ حضرت عثمانؓ کے آخری اور حضرت علیؓ کے ابتدائی دور میں کوفہ کے گورنر رہے۔

آپ نے قضیہ کی تحریر فریقین پر واجب کی کہ وہ اس بات پر راضی ہیں جو کتاب اللہ نے واجب کی ہے۔ اور دونوں حکمین پر دونوں تحریروں میں شرط لگائی گئی کہ وہ فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک جو کچھ بھی کتاب اللہ میں ہے، اس کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اس سے تجاوز نہ کریں گے اور نہ اس سے ہٹ کر خواہش کی طرف آئیں گے اور نہ مداہنت کریں گے۔ اور آپ نے ان دونوں سے سخت عہد لئے اور اگر وہ فیصلے میں کتاب اللہ سے فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک تجاوز کریں گے تو ان دونوں کا کوئی فیصلہ نہ ہو گا۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو اپنے چار سو (۴۰۰) اصحاب کے ساتھ بھیجا اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنے چار سو اصحاب کو بھیجا اور وہ ماہ ربیع الاول ۳۸ھ میں دومۃ الجندل میں جمع ہوئے۔ (ماخوذ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۰۹)

حکمین کا فیصلہ: مؤرخ یعقوبی لکھتے ہیں:

حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کی بابت حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ذکر کیا اور کہا: وہ حضرت عثمانؓ کے بدلے کے ذمہ دار ہیں اور انہیں قریش میں خاندانی شرافت حاصل ہے اور وہ اپنے پاس اپنی پسند کی بات نہیں پاتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا: میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو معزول کرتا ہوں اور مسلمان

(اپنے خلیفہ کا) انتخاب کرلیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو منبر کے آگے کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ منبر پر چڑھے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو معزول کر دیا۔ پھر حضرت عمرو بن العاصؓ منبر پر چڑھے اور کہا: میں نے حضرت معاویہؓ کو ایسے ہی قائم کیا ہے جیسے یہ میری انگوٹھی میرے ہاتھ میں قائم ہے۔

...... حکمین کے فیصلہ کے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور خوارج نے آواز دی: دونوں حکمین نے کفر کیا ہے۔ فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے دونوں حکمین کے اکٹھے ہونے سے قبل یہ نعرہ عروۃ بن ادیہ تمیمی نے لگایا اور فیصلہ ماہِ رمضان ۳۸ھ میں ہوا۔ (تلخیص تاریخ الیعقوبی ج ۲ ص ۳۱۰)

حکمین کی مشاورت: ماہِ ربیع الاوّل ۳۸ھ میں دونوں طرف سے چار چار سو افراد دومتہ الجندل میں جمع ہوئے۔

علامہ ابن کثیرؒ (المولود ۷۰۱ھ المتوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

جب حکمین نے ملاقات کی تو انہوں نے مسلمانوں کی مصلحت پر آپس میں مناظرہ کیا اور امور کا اندازہ لگانے میں غور و فکر کیا۔

پھر ان دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ امارت کا فیصلہ لوگوں کے

مشورے سے ہو، تاکہ وہ ان دونوں میں سے بہتر آدمی یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور آدمی پر متفق ہو جائیں۔ تاکہ وہ متفقہ طور پر اپنے لئے امیر کو منتخب کر لیں۔

پھر وہ دونوں لوگوں کے مجمع کے پاس آئے۔ اور حضرت عمروؓ بن العاص حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے سامنے کسی بات میں سبقت نہ کرتے تھے۔ بلکہ تمام امور میں ادب و تعظیم کی وجہ سے انہیں مقدم کرتے تھے۔ آپ نے انہیں کہا: اے ابو موسیٰ! کھڑے ہو کر لوگوں کو وہ بات بتایئے جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے۔

پس حضرت ابو موسیٰؓ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا:

"اے لوگو! ہم نے اس اُمّت کے معاملے میں غور و فکر کیا ہے اور جس امر پر میں نے اور عمروؓ بن عاص نے اتفاق کیا ہے ہم نے اس امت کی بہتری کے لئے اور اس کی پراگندگی کو دور کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی امر نہیں دیکھا اور وہ یہ ہے کہ ہم حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو معزول کرتے ہیں اور امارت کا معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دیتے ہیں اور اس امر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ جسے چاہیں اپنا امیر مقرر کر لیں۔ اور میں نے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کو معزول کر دیا ہے"۔

پھر وہ ایک طرف ہٹ گئے۔

حضرت عمروؓ بن العاص آئے اور ان کی جگہ کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا:

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جو بات کہی ہے تم نے سُن لی ہے۔
انہوں نے اپنے آقا کو معزول کر دیا ہے اور میں نے بھی انہیں اُن کی طرح معزول کر دیا ہے۔

(۲) اور میں حضرت معاویہؓ کو قائم کرتا ہوں۔ بلا شبہ وہ حضرت عثمانؓ کے مددگار اور اُن کے خون کے بدلہ کے طالب ہیں۔ اور وہ سب لوگوں سے بڑھ کر ان کی جگہ کھڑے ہونے کے حق دار ہیں۔

حضرت عمروؓ بن العاص[1] نے دیکھا کہ اگر لوگوں کو اس حالت میں

[1] حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں اور دونوں نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا۔ قرآن میں ہمیں مہاجرین صحابہؓ کی پیروی میں رضامندی کی سند دی گئی ہے۔ اس لئے دونوں نے اپنے اجتہاد سے ایک مشترکہ فیصلہ کیا اور حضرت عمروؓ بن العاص نے ساتھ ہی دوسری اضافی رائے کے تحت اجتہادی فیصلہ حضرت امیر معاویہؓ کی تقرری کا بھی سنا دیا تاکہ اُمت ایک لحہ بھی بغیر امام کے نہ رہے۔ اس طرح پوری اُمت کو اب دو اماموں تک اپنے فیصلہ سے محدود کر دیا تاکہ جب تک اُمت کی شوریٰ مشترکہ فیصلہ نہیں کرتی، اُمت میں انتشار نہ ہو۔ چنانچہ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے بھی اس فیصلہ کی روشنی میں بعد میں حضرت امیر معاویہؓ سے آئندہ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ اور پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ کے جانشین حضرت امام حسنؓ نے مکمل صلح کر کے پوری اُمت کو ایک امیر کے تحت کر دیا۔ اور حضرت امام حسنؓ و حسینؓ سمیت سب اہل سنت نے حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی۔

بلا امام چھوڑ دیا گیا تو وہ اس سے بھی زیادہ طویل و عریض اختلافات میں پڑ جائیں گے۔ پس انہوں نے اس مصلحت کو دیکھ کر حضرت معاویہؓ کو قائم کر دیا۔ اور اجتہاد صحیح اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۵۵۷)

دومۃ الجندل سے لوگوں کی اپنے شہروں کو روانگی: حکمین کے فیصلہ کے بعد لوگ اپنے اپنے شہروں کو جانے کے لئے ہر طرف بکھر گئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے ساتھی حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور انہیں سلام کہا اور فیصلہ کی اطلاع دی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فیصلہ سنانے کے بعد مکہ کی طرف چلے گئے۔ اور حضرت ابن عباسؓ اور شریح بن ہانی نے واپس آکر حضرت علیؓ کو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کے فیصلہ کی اطلاع دی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۵۵۷)

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

(۱) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی معزولی پر اتفاق کرنے کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا تو حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ ان کی حکومت موقع کے مطابق واقع ہوئی ہے اور ان کے خیال کے مطابق ان کی اطاعت واجب ہو گئی ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۶۲۵، ۳۹ھ کے واقعات)

(۲) امیر المومنین حضرت علیؓ کے حالات ناخوش گوار ہو گئے اور

آپ کی فوج آپ کے خلاف متحرک ہو گئی اور اہل عراق نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کے ساتھ قیام کرنے سے رُک گئے اور اہل شام کا معاملہ سنگین ہو گیا۔ اور انہوں نے اس خیال کے پیش نظر دائیں بائیں گشت کی اور حملے کیے کہ حکمین کے فیصلے کے مطابق امارت حضرت معاویہؓ کے لئے ہے۔ کیوں کہ ان دونوں نے حضرت علیؓ کو معزول کیا ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے ایک سے امارت چھٹنے پر حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا ہے۔ اور اہل شام، تحکیم کے بعد حضرت معاویہؓ کو امیر کہتے تھے۔

اہل عراق کے امیر حضرت علیؓ بن ابی طالب اس زمانہ میں اہل ارض کے بہترین آدمی تھے اور ان سے بڑے عبادت گزار، بڑے زاہد، بڑے عالم اور اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے زندگی کو ناپسند کیا اور موت کی تمنا کی۔ اور یہ خواہش آپ نے کثرت فتن اور آزمائشوں کے ظہور کے باعث کی۔ (البدایہ والنہایہ ج۷ ص۶۳۴)

حکمین کا فیصلہ: (پہلا اجلاس ربیع الاول ۳۸ھ، دوسرا اجلاس رمضان ۳۸ھ) شہرہ آفاق عربی کتاب تاریخ المسعودی کے شیعہ مصنف ابوالحسن بن حسین بن علی المسعودی (المتوفیٰ ۳۴۶ھ) لکھتے ہیں:

جنگ صفین کے موقع پر جنگ بندی کے بعد حکمین حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص نے جو فیصلہ قلم بند کرایا،

اُس کے الفاظ یہ تھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد ﷺ اس کے نبی ہیں اور اللہ نے اُنہیں دُنیا میں اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔

(۲) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق (رضی اللہ عنہ) خلیفہ رُسول ﷺ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اپنے آخری وقت تک عمل کرتے رہے۔ اور انہوں نے اس ذمہ داری کا حق جو ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عائد تھا، بحسن و خوبی ادا کیا۔

(۳) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فاروق (رضی اللہ عنہ) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اپنے آخری وقت تک عمل کرتے رہے اور انہوں نے اس ذمہ داری کا حق جو ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عائد تھا، بحسن وخوبی ادا کیا۔

(۴) حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی مجلس شوریٰ اور اُمت مسلمہ کی متفقہ رائے سے امور خلافت سر انجام دینے کے لئے منتخب ہوئے اور تمام مسلمانوں نے فرداً فرداً ان کی بیعت کی۔ وہ بھی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ (رضی اللہ عنہما) کی

طرح مومن تھے۔

حکمین کی مشاورت: حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: اے بھائی! صرف اتنا بتایئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گئے تھے یا نہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جواب دیا: ہاں! وہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گے تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: اچھا! اب بتایئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کے لئے ان کا کوئی ولی تقاضا کرے تو وہ حق پر ہو گا یا نہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً حق پر ہو گا۔

یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے فرمایا: تو آپ کاتب سے کہیے کہ وہ لکھے جو آپ تسلیم کرتے ہیں۔ پھر خود ہی کاتب سے یہ لکھنے کے لئے کہا:

(۵) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گئے اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے ولی کو ان کے حقوق کا قصاص طلب کرنے کا حق ہے۔

جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا اشارہ پا کر کاتب یہ لکھ چکا تو حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: میرے نزدیک حضرت عثمانؓ کے ولی ہیں اور ان کے خون کے قصاص کا طالب (حضرت) معاویہؓ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے؟ یہ کہہ کر حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے

پوچھا: یہ بتائیں کہ کوئی شخص کسی کو قتل کر دے اور کوئی شخص اسے قتل کرنے کی کوشش کرے لیکن قتل نہ کر پائے تو دونوں کو قاتل سمجھا جائے گا یا نہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً سمجھا جائے گا۔

یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے کاتب سے یہ لکھنے کے لئے کہا:

(۶) ہم دونوں کے خیال میں مبینہ طور پر جس نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے حضرت معاویہؓ ان کے خون کا قصاص لینے میں حق بجانب ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کاتب کو روک کر حضرت عمروؓ بن العاص سے فرمایا: اسلام میں مبینہ باتوں پر فیصلہ کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ مسلمانوں میں امن و سلامتی قائم کرنے کا باعث بنیں۔ اور امر خلافت کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کریں۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ اہل عراق حضرت معاویہؓ کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ بحیثیت امیر المؤمنین انہیں قبول نہیں کریں گے۔ اسی طرح اہل شام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ بھی انہیں بحیثیت خلیفہ قبول نہیں کریں گے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: پھر اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کے حق خلافت کے دعویٰ کو

ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے امور خلافت کی ذمہ داری کسی اور کے سپرد کی جائے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: آپ کے خیال میں ایسا کون شخص ہو سکتا ہے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ وہ اور اس کا باپ دونوں صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میرے نزدیک ان سے بہتر کوئی دوسرا شخص خلافت کے لئے موزوں نہیں ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے دریافت کیا: حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے اس کے بعد کئی اور نام لیے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ہر نام پر "نہیں" کہتے رہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے یہ دیکھ کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے فرمایا: اب آپ کی جو رائے ہے، اس کے بارے میں حاضرین مجلس کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کر دیجیے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: بہتر ہے کہ آپ ہی اعلان کر دیں۔

یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے حاضرین کو یوں مخاطب کیا:

مسلمانو! اہل اسلام میں امن و سکون کی خاطر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو خلافت کے لئے نا قابل قبول قرار دیا ہے۔ وہ (حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں لیکن اہل

شام انہیں بھی قبول نہیں کریں گے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے کسی قدر ٹھہر کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے پوچھا: کیا آپ اہل شام سے لڑیں گے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: نہیں۔ یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص حاضرین سے دوبارہ یوں مخاطب ہوئے:

میرے خیال میں حضرت معاویہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بہتر ہیں۔ لہٰذا انہیں کیوں نہ خلیفہ بنایا جائے؟ جب کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ پہلے ہی حضرت علیؓ کو خلافت کے لئے نا قابلِ قبول قرار دے چکے ہیں۔

مجمع کے ایک گوشہ سے بار بار آوازیں آئیں: حضرت معاویہؓ بہتر ہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر فرمایا: میں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو نا قابل قبول قرار دیا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں ۔ ابھی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اپنی بات پوری نہیں کرنے پائے تھے کہ مجلس درہم برہم ہوگئی۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ دونوں کو اہل اسلام میں امن و سکون کی خاطر اور انہیں آئندہ جنگ و جدل سے بچانے کے لئے نا قابل قبول قرار دے کر فیصلہ مجلس شوریٰ پر چھوڑ دیا تھا۔

ہم نے تحکیم کے بارے میں یہاں مصدقہ باتیں لکھ دیں ہیں۔[1]

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ایثار: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے تحکیم کی تجویز قبول کر کے یہ ثابت کیا کہ آپ تفریق نہیں چاہتے تھے۔ آپ خلوص و للّٰہیت کا پیکر تھے۔ اور خلیفہ موعود کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ لیکن جہاں تک آپ لچک قبول کر سکتے تھے، آپ نے کی۔ مگر جب ثالث حضرات نے ان کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کو بھی اپنے دائرہ میں منصب خلافت پر فائز کر دیا تو آپ نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۲)

قرآنی فیصلہ کیا ہے؟ مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

(قرآن میں) خلافت کا وعدہ صرف مہاجرین صحابہؓ سے تھا اور حضرت معاویہؓ مہاجر صحابی نہ تھے۔ اور وعدہ خداوندی کا مصداق اپنے اپنے دور میں خلفائے اربعہؓ میں سے ایک ہی خلیفہ تھا۔

(خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۹)

(۲) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام حسنؓ کی صلح کے بعد حضرت امیر معاویہؓ امام برحق ہیں۔ اور یہ صلح رسول پاک ﷺ کی اس عظیم پیش گوئی کے نتیجہ میں نصیب ہوئی ہے:

اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ

---

[1] ماخوذ از تاریخ المسعودی اردو ترجمہ شہرہ آفاق عربی کتاب فروج الذہب و معاون الجواہر مؤلفہ شیعہ مؤرخ ابو الحسن بن حسین بن علی المسعودی (المتوفی ۳۴۵ھ) ج ۲ ص ۳۳۷ ناشر نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی سال اشاعت ۱۹۸۵ء

مِنَ الْمُسْلِمِیْن (صحیح بخاری)

ترجمہ: یہ میرا بیٹا (حضرت حسنؓ) سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

اس سے حضرت حسنؓ کی بھی خصوصی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور امام حسنؓ کا یہ بڑا ایثار ہے۔ ورنہ اگر حضرت حسنؓ صلح کر کے اپنی خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد نہ کرتے اور مقابلے میں قائم رہتے تو حضرت امیر معاویہؓ کو وہ کامیابیاں نصیب نہ ہو سکتی تھیں جو صلح کے بعد حاصل ہوئیں۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۹)

حضرت امیر معاویہؓ کا مقام: حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ چونکہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک مجتہد ہیں۔ انہوں نے یہ اختلاف کسی نفسانی خواہش کی بنا پر نہیں کیا تھا۔ البتہ اس بارے میں ان سے اجتہادی غلطی ہو گئی ہے۔ جس میں وہ معذور تھے اور اس پر بھی ان کو ایک اجر ملے گا۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۹۰)

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا مقام: (۲) چونکہ حضرت علیؓ کا انتخاب آیت استخلاف کے وعدہ کے مطابق بالکل صحیح تھا۔ (اسی بنا پر دورِ صحابہؓ کے بعد ہر سُنّی حضرت علیؓ کے انتخاب کو بالکل صحیح مانتا ہے۔) اس لئے حضرت علیؓ

نے حضرت معاویہؓ کی تجویز قبول نہ فرمائی۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۴۶۴)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد: حضرت مجدد الف ثانیؒ امام ابن حزمؒ (المتوفیٰ ۴۵۶ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

اَلصَّحَابَہ کُلّھُمْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃ قَطْعًا (رسالہ رد الروافض ص ۱۴)

ترجمہ: تمام صحابہ قطعاً جنتی ہیں۔ (بحوالہ الفصل فی الملل والنحل ج ۴ ص ۱۴۸)

آیت: یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ (سورۃ التحریم آیت ۸)

ترجمہ: قیامت کے دن نہیں رسوا کرے گا اللہ نبی ﷺ اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے، ان کے ساتھ ان کا نور ہو گا کہ دوڑے گا سامنے اُن کے اور داہنے اُن کے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ اس آیت کے ترجمہ و تشریح میں لکھتے ہیں:

یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ ان کو آخرت میں کچھ عذاب نہ ہو گا۔ اور بعد وفات پیغمبر ﷺ کے نور ان کا نہ مٹے گا، نہ زائل ہو گا۔ اور اگر نور حبط (ضائع) ہو جائے اور جاتا رہے تو قیامت میں کیوں کر ان کے کام آئے۔ (تحفہ اثنا عشریہ مترجم ج ۲ ص ۲۰۳)

بہر حال جو شخص حضرت امیر معاویہؓ کو صحابی مانتا ہے۔ اس آیت کے تحت اس کا یہی عقیدہ ہونا چاہیے کہ حضرت امیر معاویہؓ بھی سیدھے

جنت میں جائیں گے۔ اور دوزخ کی آگ ان کو چھو بھی نہیں سکتی۔

(دفاع حضرت معاویہؓ ص ۱۵۱ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں گروہ مومن تھے: حضرت علیؓ المرتضیٰ سے جنگ کرنے والا گروہ بھی مومن ہے، نہ کہ کافر۔ اور خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کو مومنین قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

ترجمہ: اور اگر دو فریق مومنوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح (ملاپ) کرادو۔ (پ۲۶ سورۃ الحجرات رکوع اوّل)

اصل اختلاف مطالبہ قصاص عثمانؓ تھا: حضرت معاویہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ ان حالات میں معذور تھے۔ اور یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ حضرت معاویہؓ کی طرف سے اصل اختلاف حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا قصاص لینے یا نہ لینے پر مبنی تھا۔ چنانچہ امام غزالیؒ اور دوسرے محققین نے یہی فرمایا ہے۔ (خارجی فتنہ حصہ اول ص ۵۸۳ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے خلافت میں نزاع نہیں کیا:

مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ کی استنباطی خلافت کا تعلق بھی حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت کے بعد کے دور سے ہے۔ کیوں کہ حضرت علیؓ

المرتضیٰ کے دور خلافت میں اور کوئی خلافت کا مستحق نہیں تھا۔ اور خود حضرت معاویہؓ نے بھی حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت سے کوئی نزاع نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ کا اور دوسرے صحابہ کرامؓ کا مطالبہ صرف حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے قاتلین سے قصاص لینے کا تھا۔

البتہ حکمین کے فیصلہ کے بعد آپ نے اپنی خلافت کا اعلان کیا۔ لیکن اس میں حکمین سے بھی اجتہادی خطا کا صدور ہوا تھا۔ جیسا کہ اس کی مفصل بحث (کتاب) خارجی فتنہ حصہ اوّل میں کر دی گئی ہے۔

(دفاع حضرت معاویہؓ ص ۱۱۵ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

حضرت مجدد الفؒ ثانیؒ کا ارشاد: صحابہ کرامؓ کے درمیان جو جنگیں واقع ہوئی ہیں، ان کو نیک نیتی پر محمول کرنا اور خواہش نفسانی اور تعصب سے دور رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ وہ مخالفتیں اجتہاد اور (شرعی) تاویل پر مبنی تھیں، نہ کہ خواہش و ہوس نفسانی پر۔ یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ (مکتوبات ج ا مکتوب ۲۵۱ مجدد الف ثانیؒ)

حضرت علیؓ المرتضیٰ اور حضرت معاویہؓ میں محبت تھی

(۱) امام بن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے:

وہ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور ان کے پاس ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور معاویہؓ بھی تھے۔ اچانک حضرت علیؓ تشریف لائے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا: کیا تم علیؓ سے محبت کرتے ہو؟

حضرت معاویہؓ نے عرض کیا: جی ہاں!

فرمایا: تمہارے درمیان تھوڑا عرصہ رنجش ہو گی۔

حضرت معاویہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! اس کے بعد کیا ہو گا؟

فرمایا: اللہ کا عفو اور اس کی رضا۔

حضرت معاویہؓ نے کہا: ہم اللہ کی قضا پر راضی ہیں۔

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (البقرہ آیت ۲۵۳)

اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل و قتال نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں، وہی کرتے ہیں۔

(تفسیر درِ منثور جلال الدین سیوطی ج ۱ ص ۸۳۰)

حضرت امیر معاویہؓ کی اجتہادی خطا اور بخشش

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو پایا۔ میں سلام کر کے ان دونوں کے بیچ میں بیٹھ گیا۔ میں ہنوز بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ ان دونوں کو میرے سامنے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔

تھوڑی دیر نہ ہوئی تھی کہ حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے: قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ میرے لیے حکم ہوا ہے۔

ان کے بعد ہی بہت جلد امیر معاویہؓ یہ کہتے ہوئے نکلے: قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ میری خطا بخش دی گئی۔

(احیاء العلوم مولفہ امام غزالیؒ (المتوفیٰ ۵۰۵)، ج ۴ باب ۱۰ فصل ۸، مردوں کے حالات، ص ۷۱۴)

وہ اختلاف اجتہاد اور اعلاء حق پر مبنی تھا: (۲) اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا ہے، وہ خواہش نفسانی کی وجہ سے نہ تھا۔ کیوں کہ ان کے شریف نفسوں کا تزکیہ ہو چکا تھا اور وہ امارہ سے مطمئنہ ہو گئے تھے۔

ان کی خواہش شریعت کے تابع ہو چکی تھی۔ بلکہ وہ اختلاف اجتہاد اور اعلائے حق پر مبنی تھا۔ ان میں سے جس سے اجتہادی خطا صادر ہوئی ہے، وہ بھی ایک درجہ ثواب رکھتا ہے۔ اور جس کا اجتہاد صحیح ہو گا، اس کے لئے دو درجہ ثواب ہے۔

پس زبان کو ان کے گلہ سے روکنا چاہیے اور سب کا ذکر نیکی سے کرنا چاہیے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۱ مکتوب ۸۰)

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان مصالحت: جنگ صفین

کے بعد تحکیم میں ناکامی کی صورت میں اہل شام نے حضرت امیر معاویہؓ کو اپنا امیر بنالیا۔

اس چیز کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ کے ماتحت بعض علاقوں میں شورشیں ہوتی رہیں۔

دونوں حضرات، حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں باہم صلح کے لئے مراسلت اور مکاتبت کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار ۴۰ھ میں ان دونوں حضرات کے درمیان درج ذیل نکات پر صلح ہوگئی، جس کو معاہدہ جنگ بندی کہا جاسکتا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو تحریر کیا: اگر آپ چاہیں تو ایسا کرلیں کہ عراق کی حکومت آپ کے حصہ میں ہو اور شام کی میرے حصہ میں تاکہ اس اُمت سے تلوار رُک جائے اور مسلمانوں کے خون نہ بہیں۔ اس پر حضرت علیؓ راضی ہوگئے۔ حضرت معاویہؓ کے لشکر شام اور اس کے گرد و نواح کی دیکھ بھال کرتے اور حضرت علیؓ ملک عراق اور اس کے گرد و نواح کا انتظام کرتے۔ (تاریخ طبری ج ۳ باب ۲۳ ص ۳۴۶)

اسلامی حکومت کی دو حصوں میں تقسیم فریقین کا باہمی معاہدہ

(۱) ملک عراق اور اس کے ملحقات حضرت علیؓ المرتضیٰ کے تحت الحکم ہوں گے۔

(۲) ملک شام اور اس کے ملحقات حضرت امیر معاویہؓ کے ماتحت ہو گے۔

(۳) کوئی فریق دوسرے فریق کے علاقہ پر فوج کشی اور غارت گری نہیں کرے گا۔

(۴) ہر دو فریق ایک دوسرے کے خلاف قتال کرنے سے گریز کریں گے۔

فریقین کے درمیان اس معاملہ پر پختہ عہد ہو گیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس مصالحت کے شاہد تھے۔ جیسا کہ ابنِ جریر الطبری نے مصالحت ہذا کو نقل کیا ہے۔ (تاریخ ابن جریر طبری ج ۳ تحت ۴۰ھ والبدائیہ لابن کثیر)

جنگ نہروان خوارج کی ابتداء

(۴) حضرت علیؓ پر اُن کے لشکر میں سے خارجیوں نے خروج کیا۔ انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حَکَم نہیں اور حرورا میں لشکر جمع کیا۔ اسی وجہ سے وہ "الحروریہ" کہلائے۔

بعض مورخین نے کہا یہ جماعت بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کے قریب تھی۔ حضرت علیؓ نے اُن کے پاس حضرت عبداللہؓ بن عباس وغیرہ کو بھیجا۔ انہوں نے اُن لوگوں سے بحث و حجت کی تو خارجیوں میں سے ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا، مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قائم رہی۔

وہ خارجی لوگ نہروان چلے گئے۔ انہوں نے راستہ روک دیا۔ اور حضرت عبداللہؓ بن خباب بن اَرت کو قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ اُن کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے اور نہروان میں خوارج سے جنگ کی۔

خوارج کی علیحدگی اور حضرت علیؓ المرتضیٰ سے جنگ: اور خوارج حروراء بستی کی جانب چلے گئے۔ اس کے اور کوفہ کے درمیان نصف فرسخ کا فاصلہ ہے اور اس کی وجہ سے انہیں حروریہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کے سردار (۱) عبداللہ بن وہب راسبی، (۲) ابن الکواء اور (۳) شبث بن ربعی تھے۔

وہ کہنے لگے: "فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔" جب حضرت علیؓ المرتضیٰ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: "بات تو سچ ہے مگر اس سے باطل مراد لیا گیا ہے۔"

خوارج آٹھ ہزار (۸۰۰۰) اور بعض کا قول ہے کہ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) آدمیوں کے ساتھ نکلے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا اور آپ نے ان سے گفتگو کی۔

انہوں نے آپ کے خلاف دلیل پکڑی تو حضرت علیؓ ان کے پاس گئے اور فرمایا: کیا تم مجھ پر جہل کی شہادت دیتے ہو؟ خارجی کہنے لگے: نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا تم میرے احکام کو نافذ کرتے ہو؟ خارجی

نے کہا: جی ہاں۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا: اپنے کوفہ کی طرف واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ ہم بحث کرلیں تو وہ سب کے سب واپس آ گئے۔ پھر وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔ اور حضرت علیؓ کہنے لگے: میں تمہارے بارے میں الٰہی فیصلے کا منتظر ہوں اور وہ کوفہ چلے گئے۔

خوارج سے جنگ: معرکہ نہروان ۳۹ھ میں ہوا۔ خوارج چار ہزار (۴۰۰۰) ٹھہرے رہے اور زوال کے ساتھ ان کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی۔ دن کے دو گھنٹہ جنگ جاری رہی اور سب کے سب مارے گئے۔ ان لوگوں میں سے دس سے بھی کم آدمی بچے اور حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے دس سے بھی کم آدمی مارے گئے۔

(ماخوذ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۱۵)

خارجیوں سے قتال کے متعلق پیش گوئی

حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الضَّحَّابِ الْمَشْرِقِيِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ حَدِيْثٍ ذَكَرَهُ قَوْمٌ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ اَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ اِلَى الْحَقِّ [1]

[1] مسند احمد بن حنبل ج ۵ حدیث ۱۱۸۰۱، صحیح مسلم ۱۰۶۴، حدیث ۱۱۲۱۴، حدیث ۱۱۲۹۵،

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت دو فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان دونوں کے درمیان سے ایک گروہ نکلے گا جسے ان دو فرقوں میں سے حق کے زیادہ قریب فرقہ قتل کرے گا۔

خارجی کون ہیں؟ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

عدم محبت اہل بیت خروج است و تبریٰ از اصحاب رفض و محبت اہل بیت با تعظیم و توقیر جمیع اصحاب کرام تسنن۔

ترجمہ: اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا خارجیت ہے۔ اور اصحاب سے بیزاری اور مخالفت رفض و شیعیت ہے۔ اور محبت اہل بیت باوجود تمام اصحاب کی تعظیم و توقیر سنیت ہے۔

(۲) نیز مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

پس محبت حضرت امیر شرط تسنن آورد آنکہ ایں محبت ندارد اہل سنت خارج گشت و خارجی نام یافت

ترجمہ: اہل سنت ہونے کے لئے حضرت امیر یعنی علی المرتضیٰ کی محبت شرط ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہل سنت سے خارج ہو گیا اور "خارجی" نام پایا۔ (مکتوب باب مجدد الف ثانی جلد دوم)

حدیث ۱۱۴۳۶، حدیث ۱۱۴۶۸، حدیث ۱۱۶۳۵، حدیث ۱۱۷۷۴، حدیث ۱۱۹۴۳

نہروان سے کوفہ واپسی: (۵) جنگ میں کامیابی کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ کوفہ واپس ہوئے۔ اُس روز سے اُن کی شہادت تک (رضی اللہ عنہ) لوگوں کو اُن پر خوارج کا خوف رہا۔

بدبخت ترین قاتل: (۱) عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

اے علیؓ! اگلوں اور پچھلوں میں بدبخت ترین کون ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا: اگلوں کا سب سے بدبخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا۔ اور پچھلوں کا بدبخت ترین وہ ہوگا جو تمہیں نیزہ مارے گا۔ اور آپ نے اس مقام پر اشارہ کیا، جہاں وہ نیزہ مارے گا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور علیؓ کی بیعت: ابو طفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ تو عبدالرحمن بن ملجم المرادی آیا۔ اُس کو انہوں نے دو مرتبہ رد کیا۔ وہ اُن کے پاس پھر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس امت کے بدبخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا۔ یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی۔

محمد بن سعد (مؤلف طبقات ابن سعد) نے کہا کہ ابو نعیم کے علاوہ دوسرے راویوں میں اسی حدیث میں اور اسی سند سے علیؓ بن ابی طالب

سے اتنا اور اضافہ کیا کہ "واللہ یہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے وصیت ہے"۔

حضرت علیؓ کو قتل کی سازش کی اطلاع: (۱) ابی مجلز سے مروی ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی علیؓ کے پاس آیا، جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا کہ دربان مقرر کیجیے۔ کیوں کہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں، جو اس کی اُن چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں، جو مقدر نہیں ہیں۔ جب شے مقدر آتی ہے تو وہ اس شے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

تین خارجیوں میں عہد و پیمان: لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیئے گئے۔ عبدالرحمن بن ملجم المرادی جو قبیلہ جمیر میں سے تھا۔ اس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا۔ جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا۔ البرک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکیر التمیمی۔

یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے۔ انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا ان تینوں آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے۔ علیؓ بن ابی طالب، معاویہؓ بن ابی سفیان اور عمروؓ بن العاص۔

عبدالرحمن بن ملجم نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب کے لئے تیار ہوں۔ البرک نے کہا کہ میں معاویہؓ کے لئے تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمروؓ بن العاص سے کفایت کروں گا۔

انہوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کار خیر (قتل) سے باز نہ رہے گا۔ اور اس کے پاس روانہ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دے گا۔ یا اس کے لئے اپنی جان دے دے گا۔

انہوں نے باہم ۱۷ رمضان ۴۰ھ میعاد مقرر کر لی۔ اور ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس میں اس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

ابن ملجم کی کوفہ آمد: عبد الرحمن بن ملجم کوفے آیا۔ وہ اپنے خارجی دوستوں سے ملا۔ مگر ان سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا۔ وہ انہیں دیکھنے جاتا تھا اور وہ لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

عبد الرحمن بن ملجم اس شب کو جس کی صبح کو اس نے علیؓ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا۔ رات بھر مسجد میں رہا۔ جب طلوعِ فجر کے قریب وقت ہوا تو عبد الرحمن بن ملجم اور شبیب بن بجرہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آ کے اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے، جس سے حضرت علیؓ نکلتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت علیؓ کی خواب میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات:

حضرت حسنؓ بن علیؓ نے کہا کہ میں صبح سویرے حضرت علیؓ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا، پھر میری

آنکھوں کی (نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ (خواب میں) میرے سامنے آئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ کی امت سے کس قدر تعب و فساد حاصل ہوا۔ فرمایا: اللہ سے ان کے لئے دعا کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ! مجھے ان کے بدلے وہ دے جو ان سے بہتر ہو۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت علیؓ پر حملہ: اتنے میں ابن النباح موذّن آئے۔ انہوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے)۔ میں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا، تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح ان کے آگے تھے اور میں پیچھے۔ جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انہوں نے ندا دی کہ اے لوگو! نماز نماز۔ اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے۔ جب نکلتے تو ہمراہ ان کا درّہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے انہیں روکا۔ کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا، کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی۔ اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: "اے علیؓ! حکم اللہ ہی کے لئے ہے، نہ کہ تمہارے لئے۔" میں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے مل کر مارا۔ عبدالرحمن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر اُن کے بھیجے تک پہنچ گئی۔ لیکن شیب کی تلوار، وہ محراب میں پڑی۔

قاتل کی گرفتاری کا حکم: میں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی

ہر گز تم سے چھوٹنے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے اُن دونوں پر ٹوٹ پڑے، مگر شیب بچ کر نکل گیا۔ عبد الرحمن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا۔ اور اسے علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

ابن ملجم کے لئے حضرت علیؓ کی ہدایت: حضرت علیؓ نے کہا کہ اُسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کے خون کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا۔ اور اگر میں مر گیا تو اسے بھی میرے ساتھ کر دو۔ میں ربّ العالمین کے پاس اس سے جھگڑ لوں گا۔

قاتل حضرت علیؓ کے متعلق ابن الحنفیہ کی روایت: محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے، اس لئے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اسے اچھا ٹھکانا دو۔ اگر میں بچ گیا تو قتل کروں گا یا معاف کروں گا۔ اگر میں مر گیا تو اسے میرے قصاص میں قتل کر دو۔ اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ کیوں کہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

خلیفہ کو نامزد کرنے کی رائے: ان لوگوں نے کہا کہ ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجیے۔ تو انہوں نے کہا: نہیں، میں تمہیں اس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا، جس کی طرف تمہیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا ہے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے ربّ سے کیا کہیں گے؟ جب اس

کے پاس حاضر ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں کہوں گا: اے اللہ! میں نے تجھی کو ان لوگوں میں چھوڑ دیا۔ اگر تو چاہے تو انہیں درست کر دے اور چاہے تو انہیں تباہ کر دے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آخری کلام

صبغ الحنظلی لما کانت اللیلة التی أصیب فیها علی کرم اللہ وجهه، أتاه ابن التیاح حین طلع الفجر یؤذنه و هو مضطجع متشاقل، فعاد الثانیة و هو کذلک، ثم عاد الثالثة فقام علی یمشی و هو یقول:

اشدد حیازیمک للموت فان الموت لا قیکا
ولا تجزع من الموت اذا حل بوادیکا

فلما بلغ الباب الصغیر شدّ علیه ابن ملجم فضربه۔ فخرجت أم کلثوم ابنة علی رضی اللہ عنه فجعلت تقول مالی و لصلاة الغداة! قتل زوجی أمیر المؤمنین صلاة الغداة، و قتل أبی صلاة الغداة۔ وعن شیخ من قریش أنّ علیا کرم اللہ وجهه لما ضربه ابن ملجم قال: فزت و رب الکعبة۔ و عن محمد بن علی أنه لما ضرب أوصی بنیه ثم لم ینطق الا بلا اله الا اللہ، حتی قبض۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اصبنع حنظلی کہتے ہیں کہ جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ زخمی ہوئے ہیں، تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ ابن تیاح فجر کے وقت آپ کے پاس آئے اور نماز فجر کے لئے عرض کیا۔ آپ نے تاخیر کی اور لیٹے رہے۔ دوبارہ وہ پھر آئے۔ پھر آپ نے دیر کی۔ جب تیسری بار آئے تو آپ اُٹھ کر چلے اور ایک قطعہ پڑھتے تھے، جس کا مضمون یہ ہے:

موت کی تیاری کر آئے گی وہ بیگمان
موت سے گھبرائے مت جب ہو تیری مہمان

جب آپ چھوٹے دروازے کے پاس پہنچے تو ابن ملجم خبیث نے آپ پر حملہ کر کے مار ڈالا۔ حضرت ام کلثوم آپ کی بیٹی باہر نکلیں اور کہنے لگیں کہ صبح کی نماز کو کیا ہوا ہے کہ میرے شوہر حضرت عمرؓ بھی اسی نماز میں شہید ہوئے اور میرے باپ بھی اسی نماز میں۔ اور قریش کا ایک بوڑھا راوی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابن ملجم ملعون نے زخمی کیا تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ میرا مطلب حاصل ہوا۔ اور حضرت محمد بن علیؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ زخمی ہوئے تو اپنے لڑکوں کو وصیت کی اور پھر مرتے دم تک بجز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اور کچھ نہ بولے۔ (احیاء العلوم از امام غزالیؒ)

حضرت علیؓ کی شہادت: حضرت علیؓ جمعہ کے دن اور ہفتہ کی شب کو زندہ رہے۔ شب یک شنبہ ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو اُن کی شہادت ہو گئی (رضی اللہ عنہ)۔ حسنؓ، حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ جن میں کرتا نہ تھا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

حضرت علیؓ کی نماز جنازہ: شعبیؒ سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہوں نے اُن پر چار تکبیریں کہیں۔ علیؓ کوفہ میں مسجد جامع کے نزدیک اس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے، لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔ حسنؓ بن علیؓ اُن کے دفن سے واپس ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

حضرت علیؓ کی عمر: ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ جس روز حضرت علیؓ کی وفات ہوئی، وہ تریسٹھ (۶۳) برس کے تھے۔

(حوالہ طبقات ابن سعد جلد سوم حصہ خلفائے راشدینؓ ص ۱۷۹ تا ۱۹۴)

حضرت امام حسنؓ کی ایک غلط عقیدہ کی تردید

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ سے کہا گیا کہ ابوالحسن

علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ دابۃ الارض تھے۔ اور وہ قیامت سے قبل پھر بھیجے جائیں گے۔ تو انہوں نے کہا:

عن عمرو بن الاصم قال دخلت علی الحسن بن علی و هو فی دار عمرو بن حریث له ان ناسا یزعمون ان علیًا یرجع قبل یوم القیامة فضحک و قال سبحان اللہ! لو علما ذالک ما زوّجنا نسائهٗ و لا ساهنا میراثهٗ (طبقات ابن سعد ج ۳)

ترجمہ: عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ میں حسنؓ بن علیؓ کے پاس گیا جو عمرو بن حریث کے مکان میں تھے۔ اُن سے میں نے کہا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ قیامت سے پہلے واپس آئیں گے۔ وہ ہنسے اور کہا کہ سبحان اللہ! اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی عورتوں کا نکاح کرتے اور نہ باہم ان کی میراث تقسیم کرتے۔

(حوالہ طبقات ابن سعد جلد سوم حصہ خلفائے راشدینؓ ص ۱۷۹ تا ۱۹۴)

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا دورِ خلافت سُنّی موقف

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت علی المرتضیٰؓ کے دورِ خلافت میں باہمی جو نزاعات ہوئے ہیں، وہ بھی فروعی اور اجتہادی ہیں۔ اصحابِؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دینی اصولی اختلاف بالکل نہیں ہوا اور سیاسی اجتہادی اختلافات میں جمہور اہل

سنت والجماعت کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا موقف حق اور صواب تھا اور فریق ثانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے۔ لیکن یہ خطا چونکہ اجتہادی تھی، اس لئے آپ پر طعن و تشنیع جائز نہیں ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ صحابی اور کاتب وحی ہیں۔ آپ کی نیت پر شبہہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے بھی آپ سے خلافت کی بیعت کر لی تھی۔ اور پھر ساری عمر (یعنی امام حسنؓ دس سال اور امام حسینؓ تقریباً بیس سال تک) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ بیت المال سے لاکھوں کی تعداد میں وظیفہ وصول کرتے رہے۔ حالانکہ حسب ارشاد رسالت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

ان کی عظمت شان اہل السنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہے۔ اگر وہ حضرت امیر معاویہؓ کو کتاب و سنت کا مخالف پاتے تو حضرت حسنؓ اپنی اس خلافت حقہ سے کبھی بھی دستبردار نہ ہوتے جو ان کو خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰؓ کے بعد ملی تھی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی یہ تاریخی صلح دراصل حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل پیش گوئی پر مبنی تھی کہ:

اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ

مِنَ الْمُسْلِمِیْن (صحیح بخاری باب ۴۵۶ حدیث ۹۳۳)

ترجمہ: تحقیق میرا یہ بیٹا (یعنی حضرت حسنؓ) سردار ہے۔ اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو باعظمت گروہوں میں صلح کرادے گا۔

اور صلح کی بعد میں جو صورت ظہور پذیر ہوئی ہے، اس کی بنا پر حضرت امیر معاویہؓ کی دینی عظمت دوبالا ہو جاتی ہے۔ اور کوئی باشعور اور مخلص مسلمان آپ پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (دفاع حضرت امیر معاویہؓ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

کتاب اللہ میں جماعتِ صحابہؓ کی آپس میں دوستی کا بیان

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ ھَاجَرُوْا وَ جٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (پ ۱۰ سورہ انفال آیت ۷۲)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے رہنے کی جگہ دی اور مدد کی، یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔

حاصل: کتاب اللہ میں جماعت صحابہؓ مہاجرین و انصار کی شان تو یہ

بیان کی گئی ہے کہ ایمان لا کر جو صحابہؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور اہل مدینہ نے اُن کی نصرت اور مدد کی، یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

اب اس کے برعکس جو تاریخی روایات کی بنا پر صحابہ کرامؓ مہاجرین اور انصار پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ وہ حضرت علیؓ کے دشمن تھے، سراسر کتاب اللہ کے اعلان کے خلاف ہے۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کی تاریخی روایات صحابہؓ کرام مہاجرین اور انصار اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کے مخالفین نے گھڑی ہیں۔ جن میں بعض کو بعض کا دشمن ظاہر کیا ہے۔ جب کہ کتاب اللہ میں صاف اعلان ہے کہ جماعت صحابہؓ مہاجرین اور انصار سب کے سب ایمان لانے والے، بعض صحابہؓ بعض کے دشمن نہیں بلکہ دوست ہیں۔ اس لیے اہل سنت کا یہی عقیدہ کتاب اللہ کے مطابق ہے کہ سب مہاجرین و انصار مومنین ایک دوسرے کے دوست تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فارسی ترجمہ

”ہر آئینہ آنانکہ ایمان آوردند و ہجرت کردند و جہاد نمودند بمال خود و جانِ خود در راہ خدا و آنکہ جائے دادند و نصرت کردند ایں جماعت بعض ایشاں کارسازانِ بعض اند“۔

حضرت شاہ رفیع الدین کا اردو ترجمہ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے کہ جگہ دی اور مدد کی بعضے اُن کے دوست بعض کے ہیں اور ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اپنے اپنے جان و مال سے خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور (ہر طرح) ان کی خبر گیری کی، یہی لوگ ایک دوسرے کے (باہم) سرپرست و دوست ہیں۔

اس کی تفسیر میں سید فرمان علی لکھتے ہیں:

جب آپ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مہاجرین و انصار میں باہم ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور باہم ایک دوسرے کے وارث بھی ہوئے۔۔۔۔ (ترجمہ و تفسیر فرمان علی)

کتاب اللہ میں مہاجرین وانصار کے خالص مومن ہونے کا بیان

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ

کَرِیْمٌ﴿۷۴﴾ (پ۱۰ سورۃ انفال آیت ۷۴)

ترجمہ: اور جو لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے اپنے یہاں ٹھہرایا اور اُن کی مدد کی، یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔ ان کے لیے بڑی مغفرت اور بڑی معزز روزی ہے۔

حاصل: اس آیت میں صاف بتا دیا گیا ہے کہ مہاجرین و انصار صحابہؓ کرام سچے مومن ہیں اور ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔

اب حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین، حضرت علیؓ المرتضیٰ، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جو مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں، جن کے سچے مومن ہونے کی شہادت اللہ نے کتاب اللہ میں دے دی ہے۔ اب ربّ العالمین کی شہادت کے بعد، مؤرخین کی من گھڑت روایات جن میں ان صحابہؓ کو اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو مومنین سے خارج کیا ہے۔

یہ سب کی سب روایات من گھڑت ہیں اور بُغضِ صحابہؓ و اہل بیتؓ پر مبنی ہیں۔ خارجیوں نے حضرت علیؓ المرتضیٰ اور حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو جو کہ مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں، واقعہ تحکیم میں کافر بتلایا ہے اور رافضیوں نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کو مومن ماننے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ لیکن اہل السنت والجماعت کتاب

اللہ کی روشنی میں سب کو سچا مومن قرار دیتے ہیں۔

ترجمہ سید فرمان علی شیعہ مترجم

اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں لڑے بھڑے اور جن لوگوں نے (ایسے نازک وقت میں مہاجرین کو) جگہ دی اور (ان کی) ہر طرح خبر گیری کی، یہی لوگ سچے ایمان دار ہیں۔ انہی کے واسطے مغفرت اور عزت و آبرو والی روزی ہے۔

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ

ترجمہ: اور جن لوگوں نے (صلح حدیبیہ کے) بعد ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا، وہ لوگ بھی تمہی میں سے ہیں۔

اس کی تفسیر میں سید فرمان علی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ:

یہ آیت اور اس سے قبل آیت بھی مہاجرین و انصار کی تعریف میں نازل ہوئی۔

فائدہ: مہاجرین میں حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین، حضرت علیؓ المرتضیٰ، حضرت عمروؓ بن العاص،

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ وغیرہ اصحابِؓ رسول ﷺ شامل ہیں۔
صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لانے والوں اور ہجرت کرنے والوں کو بھی کتاب اللہ میں ان (اوّلین) کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اب خواہ مخواہ خود ساختہ تاویلیں کر کے ان کو غیر مومن باور کرانا عقل و نقل کے خلاف ہے اور اپنا ایمان ضائع کرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو گا۔

قرآن وسنت کے موافق روایت کو قبول کرو (امام محمد باقرؒ کا ارشاد)

امام محمد باقرؒ، نبی کریم ﷺ کا حجۃ الوداع والا خطبہ نقل فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام کا ارشاد ذکر کرتے ہیں:

فَاِذَا اَتَاکُمُ الْحَدِیْث فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّتِیْ فَمَا وَافَقَ کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّتِیْ فَخُذُوْا بِہٖ وَمَا خَالَفَ کِتَابِ اللّٰہِ وَ سُنَّتِیْ فَلَا تَأْخُذُوْا بِہٖ

(احتجاج طبرسی ص ۲۲۹ احتجاج ابی جعفر محمد بن علی الثانی علیہما السلام فی انواع شتّٰی)

حاصل: یہ ہے کہ امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی حدیث (بات) پہنچے تو اس کو کتاب اللہ اور میری سنت پر پیش کرو۔ جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہو، اس کو قبول کرو اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے بر خلاف ہو، اس کو مت تسلیم کرو۔

امام جعفرؓ صادق کا ارشاد

مغیرہ بن سعید بڑا مکار آدمی تھا۔ وہ امام باقرؒ کے نام سے بے شمار جعلی روایات چلایا کرتا تھا۔ امام جعفرؒ صادق، مغیرہ بن سعید کی اس تدلیس اور جعل سازی کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں:

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ لَا تَقْبَلُوْا عَلَیْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا تَعَالٰی وَ سُنَّةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّم

(رجال کشی تذکرہ مغیرہ بن سعید ص۱۹۵ طبع جدید تہران)

حاصل: یعنی امام جعفرؒ صادق فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔ جو چیز کتاب اللہ اور سنّتِ نبی محمد ﷺ کے برخلاف ہو، اس کو ہماری طرف منسوب کر کے مت قبول کرو۔"

مہاجرین اور انصار اور ان کی اتباع کرنے سے اللہ راضی ہے

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (پ۱۱ ع۲ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

حاصل: ربّ العالمین نے کتاب اللہ میں صاف صاف اپنا فیصلہ سنا دیا ہے کہ جو صحابہؓ پہلے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں اور جن صحابہؓ نے مہاجرین کی نصرت کی اور پھر جن لوگوں نے ان کی پیروی کی، اللہ اُن سب سے راضی ہوا اور وہ سب کے سب اللہ سے راضی ہوئے۔ ان سب کو جنت کی بشارت سُنادی۔

اب یہ کون لوگ ہیں؟ ہجرت کرنے والوں میں حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ شامل ہیں۔ یہ سب اور اُن کے پیرو اللہ سے راضی اور اللہ اُن سب سے راضی ہے اور ان کے لیے جنتیں تیار ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

الحمد للہ! اہل السنت والجماعت کا کتاب اللہ کی روشنی میں یہی عقیدہ اور نظریہ ہے۔

سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ

اور مہاجرین و انصار میں سے (ایمان کی طرف) سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیک نیتی سے (قبول ایمان میں) ان کا ساتھ دیا، خدا اُن سے راضی اور وہ خدا سے خوش اور ان کے واسطے خدا نے وہ (ہرے بھرے) باغ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، تیار کر رکھے ہیں۔ وہ ہمیشہ ابد الاباد تک ان میں رہیں گے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

تفسیر سید فرمان علی: جب حضرت رسول ﷺ کو کفار مکہ نے بہت ستایا تو آپؐ اپنا اصلی وطن چھوڑ، مدینہ میں جا بسے۔ اسی کا نام ہجرت ہے۔ اور اسی سے ہجری سنہ کی ابتدا ہوتی ہے اور جو پردیسی مسلمان گھر بار چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا بسے، مہاجر کہلائے اور ان پردیسیوں کی مدینہ کے جن تازہ مسلمانوں نے خبر لی، وہ انصار کہلائے۔ ان آیات میں دونوں قسم کے لوگوں کی مدح ہے۔

فائدہ: کتاب اللہ نے صاف صاف مہاجرین اور انصار کی تعریف کی ہے۔ اب اگر کوئی کتاب اللہ پر ایمان رکھتا ہے تو مہاجرین و انصار کی قیامت تک تعریف اور مدح ہی بیان کرے گا۔ اور جن لوگوں نے مہاجرین انصار کے مخالفین کی من گھڑت روایات کو دیکھا اور کتاب اللہ

کو نہ دیکھا، وہ خود بھی گمراہ ہو گئے اور ان کی من گھڑت روایات کو جن لوگوں نے سچا مانا، وہ بھی گمراہ ہو گئے۔

الحمد للہ! کہ اہل السنت و الجماعت نے کتاب اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے سب مہاجرین و انصار صحابہؓ کو مومن اور جنتی مانا۔ جن میں حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ جو کہ مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں، شامل ہیں۔ اور چاروں بر حق خلفاء اور جنتی ہیں۔

☆☆☆☆

خلافتِ حسن بن علی رضی اللہ عنہما

حضرت حسنؓ کی ولادت: شب سہ شنبہ (منگل) ۱۵ رمضان ۳ھ مطابق یکم مارچ ۶۲۵ء (اکمال اسماء لرجال مشکوٰۃ ج۳ ص۳۳۶ و جلاء العیون ج اوّل ص ۳۷۰)

حضرت حسنؓ کی وفات: حضرت حسنؓ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر ۴۵ سال تھی۔ (مروج الذہب ج دوم حصہ دوم ۳۶۲)

حضرت حسن بن علیؓ نے ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں وفات پائی۔

(تاریخ یعقوبی ج دوم ص ۳۷۱)

حضرت حسنؓ کی خلافت

کوفے میں حضرت علیؓ کی وفات کے دو روز بعد ماہ رمضان ۴۰ ہجری میں ان کے فرزند اکبر حضرت حسنؓ کی بیعت کی گئی۔

(مروج الذہب مسعودی حصہ دوم ص ۳۶۳)

شیعہ مؤرخ مسعودی لکھتے ہیں:

خلافت جناب حسنؓ اور صلح حسنؓ و معاویہؓ کے سلسلے میں جو مصدقہ روایات میری نظر سے گزری ہیں، ان سے دورِ خلافتِ راشدہؓ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا: "میرے بعد خلافت ۳۰ سال رہے گی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد گرامی کی روشنی میں حساب لگایا جائے تو خلافت ابو بکرؓ کے آغاز خلافت سے لے کر جناب حسنؓ کے اختتام خلافت تک تیس سال بنتے ہیں۔ جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

(۱)	خلافت ابو بکرؓ	دو سال	تین مہینے	دس دن
(۲)	خلافت عمرؓ	دس سال	چھ مہینے	آٹھ دِن
(۳)	خلافت عثمانؓ	گیارہ سال	گیارہ مہینے	اٹھارہ دِن
(۴)	خلافت علیؓ	چار سال	نو مہینے	تین دِن
(۵)	خلافت حسنؓ		پانچ مہینے	اکیس دِن
	کل میزان:	تیس سال		

(مروج الذہب تاریخ مسعودی حصہ دوم ص ۳۶۵)

حضرت امام حسنؓ کی فضلیت

(۱) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ اَبَابَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ الْحَسَنُ اِلٰى جَنْبِهٖ يَنْظُرُ اِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّ اِلَيْهِ مَرَّةً وَ يَقُوْلُ النَّبِيُّ هٰذَا سَيِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری شریف کتاب الانبیاء۔ باب ۴۵۶ حدیث ۹۳۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں منبر پر دیکھا کہ حضرت حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی

حضرت حسنؓ کی جانب۔ اور فرماتے جاتے تھے میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے۔ (بخاری شریف جلد دوم)

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اَلْحَسَنُ مِنِّیْ وَ الْحُسَیْنُ مِنْ عَلِیّ

ترجمہ: حسنؓ مجھ سے (مشابہ) ہے اور حسینؓ علیؓ سے (مشابہ) ہے۔[1]

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۳) **عَنْ اِبْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَبُوْھُمَا خَیْرٌ مِنْھُمَا**

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ اور حسینؓ سردار ہیں جنت کے جوانوں کے اور باپ ان دونوں کا ان دونوں سے بہتر ہے۔[2]

---

[1] حسن جامع الصغیر السیوطی، البانی جلد اول حدیث ۳۱۷۹ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) ابن عساکر: عن المقوام (۴) الصیحہ البانی حدیث ۸۱۱۱

[2] سنن ابن ماجہ حدیث ۱۱۸ (صحیح) جامعہ الصغیر السیوطی۔ البانی جلد اول حدیث ۳۱۸۲ (۲) ابن

حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ کی شان

(۴) وَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَاِذَا الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: هٰذَانِ ابْنَايَ وَ ابْنَا بْنَتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُمَا، فَاَحِبَّهُمَا، وَ اَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا[1]

ترجمہ: حضرت اسامہؓ بن زید کہتے ہیں کہ میں ایک ضرورت سے رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ گھر کے اندر سے اس حال میں آئے کہ آپ ایک چیز کے اندر لپٹے ہوئے تھے۔ جس سے میں ناواقف تھا کہ وہ چیز کیا ہے؟ جب آپ سے میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا اور اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو میں نے پوچھا: حضور ﷺ! یہ کیا چیز لپٹے ہوئے ہیں؟ آپ ﷺ نے اس چیز کو کھولا تو وہ حسنؓ اور حسینؓ تھے، جو آپ ﷺ کے دونوں کولہوں پر بغلوں میں تھے۔ اور آپ ان پر چادر

ماجہ حدیث ۱۱۸ (۳) مستدرک حاکم عن ابن عمر (۴) طبرانی۔ عن قرۃ و عن مالک بن الحوارث
(۵) مستدرک حاکم۔ عن ابن مسعود

[1] رواہ الترمذی، مشکوۃ شریف حدیث ۵۹۰۳

ڈالے تھے اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔ اور جو شخص ان سے محبت کرے، تو اس سے محبت کر۔[1]

فضائل امام حسنؓ و حسینؓ

(۵) حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْن اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا، حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاط (صحیح)

ترجمہ: حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے اللہ دوست رکھے اس کو جس نے حسینؓ کو دوست رکھا۔ حسینؓ میری اولاد بنات میں سے ایک ہے۔[2]

حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان

(٦) اَتَانِیْ مَلَکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ، نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ یَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِیْ أَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَنَّ

---

[1] حسن جامع الصغیر البانی، جلد دوم حدیث ۷۰۰۳ (۲) ترمذی۔ صحیح ابن حبان عن اسامہ بن زید (۳) المشکوٰۃ جلد سوم (حدیث ۵۹۰۳

[2] حوالہ: الاحادیث الصحیحہ البانی جلد نمبر ۳ حدیث ۱۲۲۷ بہ حوالہ۔ اخرجہ البخاری فی التاریخ (۴/۲/۴۱۵) (۲) والترمذی (۳۷۷۷) (۳) ابن ماجہ حدیث ۱۲۲ (۴) ابن حبان (۲۲۴۰) (۵) مستدرک حاکم (۳/۱۷۷) (٦) مسند احمد بن حنبل (۴/۱۸۲) وقال الحاکم صحیح الاسناد

فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّة

ترجمہ: آیا میرے پاس فرشتہ۔ پھر سلام کیا مجھ پر۔ اُترا آسمان سے۔ نہیں اترا پہلے اس سے۔ پھر خوش خبری سنائی مجھ کو کہ بے شک حسنؓ و حسینؓ نوجوانان اہل جنت کے سردار ہوں گے اور یہ کہ حضرت فاطمہؓ اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں۔[1]

حضرت امام حسنؓ کی فضیلت

(۷) اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (حدیث صحیح)

ترجمہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔[2]

حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان

(۸) اَمَا رَأَيْتَ الْعَارِضَ الَّذِیْ عُرِضَ لِیْ قَبْلُ؟ هُوَ مَلِكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَمْ يَهْبِطْ اِلَى الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، اِسْتَاذَنَ رَبَّهٗ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَیَّ، وَ يُبَشِّرُنِیْ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ

---

1 صحیح الجامع الصغیر البانی حدیث ۷۹، احادیث الصیحہ البانی ۷۹۶، مسند احمد بن حنبل، ترمذی، نسائی، صحیح ابن حبان، عن حذیفة

2 حوالہ: (مسند احمد بن حنبل۔ بخاری شریف۔ عن ابی بکرہ۔ اروض ۹۲۳ الاروا ۱۵۹۷ صحیح جامع الصغیر البانی جلد اول حدیث ۱۵۲۸

سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

(ترمذی حدیث ۱۶۷۱ حدیث صحیح)

وہ ایک فرشتہ ہے، فرشتوں سے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اس فرشتے نے اپنے رب سے میرے پاس حاضر ہونے اور سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی، چنانچہ اس کو اجازت مل گئی۔ اس فرشتہ نے مجھ کو یہ بشارت دی ہے۔ کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور یہ کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔[1]

اہل السنت کی تعریف حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے

"احتجاج طبرسی" شیعہ مذہب کی مستند کتاب میں ہے کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؓ بصرہ میں خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص نے آپؓ سے دریافت کیا کہ اَهْلُ الْجَمَاعَةِ، اَهْلُ الْفُرْقَةِ، اَهْلُ الْبِدْعَةِ اور اَهْلُ السُّنَّةِ کون لوگ ہیں؟

اس کے جواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا:

اَمَّا اَهْلُ الْجَمَاعَةِ فَاَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ قَلُّوْا وَ ذٰلِکَ الْحَقُّ عَنْ اَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِهٖ وَ اَهْلُ الْفِرْقَةِ الْمُخَالِفُوْنَ لِیْ وَلِمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ کَثُرُوْا اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّکُوْنَ بِمَا

---

[1] صحیح الجامع الصغیر البانی جلد اول حدیث ۱۱۳۲۸ الصحیحہ البانی ۷۹۶ مسند احمد بن حنبل۔ ترمذی۔ ج ۲ حدیث ۱۶۷۱ باب ۵۹۹۔ نسائی۔ صحیح ابن حبان عن حذیفہ

سَنَّهُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ وَاِنْ قَلُّوْا۔ وَاَمَّا اَهْلُ الْبِدْعَةِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَ لِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهِ الْعَامِلُوْنَ بِرَاْيِهِمْ وَ اَهْوَاءِهِمْ وَ اِنْ كَثُرُوْا (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

ترجمہ: اہل الجماعت میں ہوں یعنی وہ لوگ جو میری اتباع کریں اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور یہ حق ہے اللہ تعالیٰ کے امر سے اور اس کے رسول ﷺ کے امر سے اور الفرقہ وہ ہیں جو میرے مخالف ہیں۔ اور اہل السنت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں اگرچہ وہ کہیں تھوڑے ہوں۔ اور اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہیں، جو اپنی آراء اور خواہشات پر عمل کرنے والے ہیں اگرچہ وہ کہیں زیادہ ہوں۔(احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

امام حسنؓ و حسینؓ اہل السنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا:

اَوَلَمْ يُبَلِّغْكُمْ قَوْلٌ مُسْتَفِيْضٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لِيْ وَ لِاَخِيْ اَنْتُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَقُرَّةُ عَيْنِ اَهْلِ السُّنَّةِ فَاِنْ صَدَّقْتُمُوْنِيْ بِمَا اَقُوْلُ وَ هُوَ الْحَقُّ وَاللّٰهِ مَا

تَعَمَّدْتُ كِذْبًا[1]

ترجمہ: کیا تم کو یہ خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی (حضرت حسنؓ) کے حق میں یہ فرمایا تھا کہ تم دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہو۔ اور تم دونوں اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو؟ پس جو میں نے تم سے کہا ہے اس کی تصدیق کرو اور یہی سچ ہے۔ بخدا میں نے جھوٹ نہیں بولا۔

حضرت حسنؓ و معاویہؓ کی صلح کی خبر

مسعودی لکھتے ہیں:

روایت یہ ہے کہ جب حضرت حسنؓ کی طرف سے صلح نامے کی منظوری کی خبر معاویہؓ کو پہنچی تو انہوں نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ ان کو دیکھ کر اہل خضراء نے بھی وہی نعرہ لگایا تو اس وقت مسجد میں موجود نمازیوں نے بھی نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ ان نعروں کی آواز سُن کر فاختہ بنت قرظہ حیران ہوتی ہوئی گھر سے نکلی اور حضرت معاویہؓ سے کہا:

یا امیر المؤمنین! اللہ آپ کو خوش رکھے، ایسی کیا خبر آئی ہے جس سے آپ اس قدر مسرت کا اظہار فرما رہے ہیں؟ فاختہ کے سوال کا جواب حضرت معاویہؓ نے یہ دیا: حضرت حسنؓ نے ہم سے صلح کر

[1] تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص ۵۳۳ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم ص ۲۶ طبع بیروت

لی ہے اور ہماری اطاعت پر راضی ہو گئے ہیں۔ یہ بہت بڑی خوش خبری ہے۔

یہ سُن کر فاختہ بنت قرظہ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پڑھی:

"میرا یہ بیٹا جو اہل جنت کا سردار ہے، اللہ کے حکم سے دو حریفوں میں صلح کرائے گا۔"

پھر بولی: الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے دو حریفوں میں سے ایک حریف کے ذریعے دو مخالف گروہوں میں صلح کرادی ہے۔

(مروج الذہب مسعودی حصہ دوم ص ۳۶۷)

(۲) ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب جناب حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی تو حضرت معاویہؓ خود بھی کوفہ میں موجود تھے۔ حضرت عمروؓ بن عاص نے ان سے کہا: آپ حضرت حسنؓ سے فرمائیں کہ وہ لوگوں کو خطبہ دیں اور وہ آپ سے پہلے لوگوں کو مخاطب کر کے صلح کی وضاحت کریں اور انہیں بتائیں کہ انہوں نے (یعنی حضرت حسنؓ نے) آپ کی بیعت کر کے آپ کی اطاعت پر آمادگی کا اظہار کر دیا ہے۔ حضرت معاویہؓ یہ سُن کر لوگوں سے مخاطب ہوئے، جس کے بعد حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے لوگوں کو خطاب کرنے کی درخواست کی۔

جناب حسن رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے، جو صلح کی وجہ سے آپ سے

کشیدہ تھے، حمد و ثنا کے بعد یوں فی البدیہہ خطاب فرمایا:

"لوگو! ہم میں سے پہلے فرد نے تمہارے لیے سامان ہدایت فراہم کیا اور آخری شخص نے تمہارے لیے خون کا تحفظ کیا۔ حکومت عارضی ہوتی ہے اور دُنیا آنی جانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا:

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ۝

(پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۹ تا ۱۱۱)

ترجمہ: پھر اگر وہ لوگ سر تابی کریں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو صاف اطلاع کر چکا ہوں اور میں یہ جانتا نہیں کہ جس کا تم سے وعدہ ہوا ہے، آیا وہ قریب ہے یا دور دراز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو تم دِل میں رکھتے ہو، اس کی بھی خبر ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ تمہارے لیے امتحان ہو اور ایک وقت تک فائدہ پہنچانا ہو۔

قرآن کی یہ آیت تلاوت کر کے آپ نے اہل کوفہ سے فرمایا:

"اے اہل کوفہ! میں نے معاویہؓ کی بیعت کر لی ہے۔ اب تم انہیں کی بات سنو اور انہیں کی اطاعت کرو۔"

جب اہل کوفہ کو جناب حسنؓ کی طرف سے حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کا یقین ہو گیا تو کچھ لوگوں نے آپ کے خیمے میں شگاف کیا۔ اس میں سے گزر کر آپ کے بستر تک پہنچے اور ان میں سے ایک شخص نے آپ کے شکم میں خنجر گھونپ دیا۔ (مروج الذہب حصہ دوم مولفہ ابوالحسن المسعودی ص ۳۶۸)

شیعہ مؤرخ یعقوبی لکھتے ہیں:

آپ نے صلح قبول کر لی۔ پس فوج مضطرب ہو گئی اور لوگوں نے ان کے صدق میں شک نہ کیا۔ پس انہوں نے حضرت حسنؓ پر حملہ کر دیا اور ان کے خیموں کو سامان سمیت لوٹ لیا۔ اور حضرت حسنؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مظلم ساباط میں چلے گئے۔ اور جراح بن سنان اسدی نے کمین لگائی اور کدال سے آپ کی ران میں زخم کر دیا۔ آپ نے جراح بن سنان کو پکڑ لیا۔ پھر اُسے مروڑا اور اس کی گردن توڑ دی۔ اور حضرت حسنؓ کو مدائن کی طرف لایا گیا۔ اور آپ کا بہت خون بہہ گیا اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

حضرت امیر معاویہؓ عراق آئے اور امر خلافت پر غالب آ گئے اور حضرت حسنؓ شدید بیمار تھے۔ آپ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی۔

اور حضرت حسنؓ نے منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا:

"اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے آدمی کے ذریعے

تمہیں ہدایت دی ہے اور ہمارے آخری آدمی کے ذریعے تمہارے خون کو گرنے سے بچایا ہے اور میں نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی ہے۔" (تاریخ الیعقوبی ج ۲ ص ۲۵۵ مولفہ احمد بن یعقوب)

حاصل یہ ہوا کہ حضرت امام حسنؓ نے حضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کر کے اُن کی بیعت کر لی۔ اہل السنت والجماعت نے بھی آپ کی اتباع میں حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی۔ لیکن بلوائی، سبائی اُن سے الگ ہو گئے اور صلح کے مخالف ہو گئے۔

کوفہ میں حضرت امیر معاویہؓ کا داخلہ

کوفہ میں حضرت امیر معاویہؓ کا داخلہ ۲۵ ربیع الاول یا جمادی الاول ۴۱ھ کو ہوا۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۷)

قریش کے پانچ مدبرین

اس فتنہ آشوب زمانہ میں پانچ شخص بڑے مدبر مشہور تھے۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ عرب کے بڑے مدبر (۱) حضرت معاویہؓ بن ابوسفیان (۲) حضرت عمرو بن عاصؓ (۳) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (۴) حضرت قیس بن سعدؓ (۵) حضرت عبداللہؓ بن بدیل خزاعی ہیں۔ ان مدبرین میں سے حضرت قیسؓ بن سعد اور حضرت عبداللہؓ بن بدیل حضرت علیؓ

المرتضیٰ کے لشکر میں تھے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت عمروؓ بن عاص حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر میں تھے۔(تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۷)

قیس بن سعد کی حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت

۴۰ھ میں حضرت حسنؓ بن علیؓ سے خلافت کی جب بیعت ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت قیسؓ بن سعد نے یہ کہہ کر بیعت کی کہ اپنا ہاتھ بڑھائیں میں آپ سے اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور مخالفین سے جنگ کرنے پر بیعت کرتا ہوں۔

حضرت حسنؓ نے کہا کہ "کتاب اور نبی کی سنت" پر کہ یہی سب شرطوں پر شامل ہے۔ قیسؓ بن سعد نے بیعت کرلی اور کچھ نہ کہا پھر اور لوگوں نے بیعت کی۔(تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۳)

(۲) حضرت علی المرتضیٰؓ کے لشکر عراق پر جو آذر بائیجان اور اصفیان سے تعلق رکھتا تھا اور اس خاص لشکر پر جو اہل عرب نے ترتیب دیا تھا اور چالیس ہزار افراد جس میں شامل تھے۔ جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے موت پر بیعت کی تھی۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس لشکر پر امیر حضرت قیسؓ بن سعد کو مقرر کیا ہوا تھا۔

جب اہل عراق نے حضرت حسنؓ بن علیؓ کو خلیفہ مقرر کیا اور

حضرت حسن بن علیؓ جنگ کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جو کچھ ممکن ہو سکے حضرت معاویہؓ سے منوا کر ان کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اُن کے خیال میں یہ تھا کہ شاید حضرت قیسؓ بن سعد ان کی رائے سے اتفاق نہ کریں گے۔ اس لیے ان کو معزول کر کے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر لشکر مقرر کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت حسن بن علیؓ مصالحت چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے خط لکھ کر حضرت امیر معاویہؓ سے امان طلب کر لی حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی شرائط کو منظور کر لیا۔

(۳) حضرت امام حسن بن علیؓ کی حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت ہو گئی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی امان طلب کر کے اپنی شرائط حضرت امیر معاویہؓ کو لکھیں تو حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی شرائط کو بھی منظور کر لیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت کر لی۔

اس خاص لشکر کے لوگوں نے حضرت قیسؓ بن سعد کو اپنا امیر بنا لیا اس لشکر میں اس وقت بارہ ہزار افراد تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت قیسؓ بن سعد کے پاس ایلچی روانہ کیا اور لکھا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے مجھ سے مصالحت کر کے بیعت کر لی ہے حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی طرف ایک کاغذ پر مہر کر کے بھیجا اور

کہا کہ جو کچھ تمہارا دل چاہے اس کاغذ پر لکھ لو۔ مجھے سب منظور ہے۔

حضرت قیسؓ نے اپنے لیے اور اپنے لشکر کے لیے جو حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ تھے سب کے لیے، جو کچھ ان کے ہاتھوں سے قتل کا وقوع ہوا یا جو مال ان کے ہاتھ لگا، ان میں امان طلب کی اور اس عہد نامہ میں حضرت امیر معاویہؓ سے مال کی مطلق خواہش نہ کی اور حضرت امیر معاویہؓ نے جو کچھ اُن کی خواہش تھی سب کو منظور کر لیا۔ اور حضرت قیسؓ بن سعد کے لشکر کے سب افراد حضرت امیر معاویہؓ کے حلقہ اطاعت میں شامل ہو گئے۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۷)

حضرت امام حسنؓ کی کوفہ سے مدینہ روانگی

صلح کے بعد مقام مسکن سے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر اپنے حشم و خدام و ساز و سامان کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت حسنؓ وہاں پہنچے اور اب زخم بھی ان کا اچھا ہو گیا تھا اور آپ نے فرمایا:

> اہل کوفہ اپنے ہمسایہ، اپنے مہمان، اپنے نبیؐ کے اہل بیت کے بارے میں، جن سے اللہ نے نجاست کو دور کر دیا اور طیب و طاہر کیا، خوف خدا کرنا چاہیے۔

یہ سن کر لوگوں کے آنسو جاری ہو گئے۔ اس کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (تاریخ طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۲۸)

مدینہ میں حضرت حسنؓ کا قیام

حضرت امام حسنؓ تاحیات مدینہ ہی مقیم رہے۔ حتیٰ کہ ۴۹ھ میں اور بروایت ابو الفرح اصفہانی ۵۱ھ میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بن الاشعث بن قیس نے بہ سازش حضرت امیر معاویہؓ زہر دے دیا، یہ شیعوں کی روایت ہے۔ جس کی کوئی اصلیت کہیں بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ امیر معاویہؓ ان افتراؤں سے بالکل بری ہیں۔

(تاریخ ابن خلدون ج اول حصہ اول ص ۴۴۲)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

7 ذی قعدہ 1433ھ 24 ستمبر 2012ء بروز پیر

یا اللہ مدد
صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
حق چار یار
سیرت خلفاءِ راشدین رض
تاریخِ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ سیزدہم)
حدیثِ غدیرِ خُمّ
کی حقیقت
مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال
سلسلہ اشاعت نمبر
41
شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو
سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ
چکوال

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخ اسلام (حصہ سیز دہم) حدیث خم غدیر کی حقیقت

سلسلہ اشاعت: 41 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھر وال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 96

قیمت: 60 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 7 ذی قعدہ 1433ھ 24 ستمبر 2012ء بروز پیر

ناشر: کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

ملنے کے پتے:

اعوان بک ڈپو — بھون روڈ چکوال 0543-553546

مکتبہ رشیدیہ — بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

کتب خانہ مجیدیہ — بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ عثمانیہ — بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14

اسلامی کتب خانہ — بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5

مکتبہ انوار القرآن — نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال

مکتبہ حنفیہ — اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

☆☆☆☆

حدیث ثقلین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

حدیث ثقلین

☆کتاب اللہ ☆سنت رسول اللہ ﷺ

اصلی کلمہ اسلام: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

(۱) اصلی کلمہ اسلام کے پہلے جزو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)" میں ہمارے دین کا بیان ہے۔

(۲) اور دوسرے جزو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)" میں ہماری شریعت کا عنوان ہے۔

(۳) کلمہ اسلام کی یہی ذمہ داری ہم پر "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْل (اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرو)"[1] کے قرآنی حکم

---

[1] سورہ مائدہ ع ۱۲، الانفال ع ۱، آلِ عمران ع ۴، النور ع ۷، الاحزاب ع ۴، محمد ع ۴، مجادلہ ع ۲،

میں عائد ہوئی ہے۔

اب اسلام سے مراد اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہی ہیں۔

روایت اول: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

(۴) آنحضرت ﷺ نے سفر آخرت سے پہلے اسی اصول کی توثیق فرمائی:

قَالَ مَالِک انَّهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ نَبِیِّهٖ[1]

ترجمہ: امام مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان کا سہارا لیتے رہو گے، ہر گز گمراہ نہ ہو گے:

(۱) کتاب اللہ اور (۲) اس کے نبی ﷺ کی سنت۔

فائدہ: یہاں یہ ذکر کرنا منفعت سے خالی نہیں ہے کہ روایت مذکورہ مرسل ہے۔ اور "مرسلات وبلاغیات" مالک مقبول ہیں۔[2]

تغابن ع ۲، النسآء ع ۸ وغیرہ

[1] موطا امام مالک ص ۳۶۳ باب النبی عن القول فی القدر، طبع مجتبائی دہلی

[2] حدیث ثقلین ص ۲۲۹ مؤلفہ مولانا محمد نافع، الاحکام فی اصول الاحکام ابن حزم جز ثامن فصل اوّل ص ۱۰۷۵

روایت دوم: کتاب اللہ و سنتی

(۵) عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنِّیْ قَدْ خَلَفْتُ فِیْکُم اثْنَتَیْنِ لَمْ تضلُّوْا بَعْدَھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِیْ[1]

ترجمہ: ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دو چیزیں چھوڑی ہیں، ان کے (تمسک کے) بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت۔

روایت سوم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

(٦) عَنْ کَثِیْرِ بْنِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّةِ نَبِیِّهٖ[2]

ترجمہ: عمرو بن عوف صحابی کہتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم میں دو (چیزیں) چھوڑیں ہیں، جب تک تم ان کے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور

---

[1] حدیث ثقلین ص ۲۳۱ مولفہ مولانا محمد نافع بحوالہ کتاب التمہید لما فی الموطا من المعانی و الاسانید ص ۳۵۱ ج ٦، موجودہ قلمی نسخہ کتب خانہ پیر جھنڈا لابنِ عبد البر تحت البلاغیات

[2] حدیث ثقلین ص ۲۳۱ بحوالہ کتاب التمہید لما فی الموطا من المعانی و الاسانید ص ۳۵۱ ج ٦

نبی ﷺ کی سنت ہے۔

روایت چہارم: کتاب اللہ و سنت نبیہ

(۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاعْقِلُوْا اَیُّهَا النَّاسُ قَوْلِیْ فَاِنِّیْ قَدْ بَلَغْتُ وَ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا اَمْرًا بَیِّنًا کِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّتَ نَبِیِّهٖ[1]

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

اے لوگو! میری بات کو سمجھو! تحقیق میں نے دین کی تبلیغ کی اور میں نے تم لوگوں میں وہ واضح روشن چیز چھوڑی ہے، اگر تم اس کو اخذ کروگے تو ہر گز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

روایت پنجم: کتاب اللہ و سنتی

اَخْرَجَ اِبْنِ اَبِی الدُّنْیَا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ وَ نَحْنُ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَقَالَ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ کِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّتِیْ فَاسْتَنْطِقُوا الْقُرْاٰنَ بِسُنَّتِیْ فَاِنَّهٗ لَنْ تَعْمٰی اَبْصَارُکُمْ وَ لَنْ

---

[1] سیرت ابن ہشام، خطبہ حجۃ الوداع مؤلفہ ابن ہشام متوفیٰ ۲۱۸ھ

تَزِلَ اَقْدَامَکُمْ وَ لَنْ تَقْصُرُ اَیْدِیْکُمْ مَا اَخَذْتُمْ بِھِمَا[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جس مرض میں وصال فرما گئے، اس میں ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم صبح کی نماز میں تھے۔ فرمایا کہ میں نے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اپنی سنت چھوڑی ہے۔ پس قرآن کی تشریح میری سنت کے ذریعے کرو۔ تمہاری آنکھیں اندھی نہ ہوں گی اور تمہارے قدم نہ پھیلیں گے اور تمہارے ہاتھ کوتاہی نہ کریں گے جب تک تم لوگ کتاب اللہ کو اخذ کیے رکھو گے۔[2]

روایت ششم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

علامہ ابن جریر طبری نے ابن ابی النجیح سے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ:

اَیُّھَا النَّاسُ اَسْمَعُوْا قَوْلِیْ فَاِنِّیْ قَدْ بَلَغْتُ وَ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اَنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّۃَ نَبِیِّہٖ[3]

ترجمہ: اے لوگو! میری بات سنو! تحقیق میں نے تبلیغ کی اور میں

---

[1] الصواعق المحرقہ لابن حجر، فضائل علیؓ المرتضیٰ، الفصل الثانی تحت حدیث اربعین ص ۷۵ بحوالہ ابن ابی الدنیا متوفیٰ ۲۸۱ھ

[2] روایت خطیب بغدادی نے اپنے اسناد کے ساتھ کتاب الفقہ والمتفقہ ص ۹۴ ج ۱ طبع سعودی عرب میں تحت ذکر الخبر بان السنۃ لاتفارق الکتاب، بہ تفصیل درج کیا ہے۔

[3] تاریخ الامم والملوک لابن جریر طبری (المتوفیٰ ۳۱۰ھ) خطبہ حجۃ الوداع ص ۱۶۹ ج ۳

نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے، اگر تم اس کے ساتھ تمسک کرو گے، ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

روایت ہفتم: کتاب اللہ و سنتی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَلَفْتُ فِیْکُمْ شَیْئَیْنِ لَنْ تُضَلُّوْا الدھما کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِیْ وَ لَنْ یفترفا حَتّٰی یُرْدَا عَلَی الْحَوْضِ [1]

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تم میں دو چیزیں اپنے بعد چھوڑی ہیں۔ ان کو اخذ کرنے کے بعد تم ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں۔

روایت ہشتم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَطَبَ النَّاسَ فِیْ حجَّۃ الْوَدَاعِ فَقَالَ یَئِسَ الشَّیْطَان بِاَن بِاَرْضِکُمْ وَ لٰکِنَّهٗ رضٰی اَنْ یُطَاعَ فِیْ مَاسِوَا ذٰلِکَ مِمَّا تُحَاقِرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِکُمْ فَاحْذَرُوْا اَیُّهَا النَّاس اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اَنِ اعْتَصَمُوْ بِهٖ فَلَنْ تُضَلُّوْا

[1] السنن دار قطنی (المتوفی ۳۸۵ھ) ص ۵۲۹ مطبع انصاری، خطیب بغدادی کتاب الفقیہ و المتفقیہ ص ۹۴ ج ۱ تحت ذکر الخبر بان السنۃ الا تفارق

اَبَدًا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّۃِ نَبِیِّہٖ[1]

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیا۔ فرمایا کہ اس بات سے تو شیطان نا اُمید ہو چکا ہے کہ تمہاری زمین میں اس کی پرستش کی جائے۔ لیکن وہ پسند کرتا ہے کہ اس کی عبادت کے بغیر تمہارے اعمال کو حقیر جاننے کی صورت میں اس کی اطاعت کی جائے۔ لوگو! خوف کرنا۔ میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑتا ہوں، اگر اس کے ساتھ اخذ اور تمسک کروگے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

روایت نہم: کتاب اللہ و سنتی

کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِی لَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَی الْحَوْضِ[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے تم میں دو چیزیں اپنے بعد چھوڑی ہیں۔ ان کو اخذ کرنے کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ

---

[1] مستدرک الحاکم (المتوفیٰ ۴۰۵ھ) ج۱، باب کتاب العلم ص ۹۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن، کتاب السنۃ محمد بن نصر المرزوی ص ۲۱ مطبوعہ الریاض سعودی عرب، احکام الاحکام لابن حزم ج ۶ باب ۳۶ ص ۸۰۹

[2] کنز العمال ج ۱ ص ۴۸ بحوالہ ابی النصر السجزی (متوفیٰ ۴۴۴ھ) فی الابانۃ ابی ہریرۃؓ

دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض

پر وارد ہوں۔

حاصل: مولانا محمد نافع صاحب لکھتے ہیں:

ان روایات سے معلوم ہوا کہ صرف کتاب و سنت کی تابعداری بالاستقلال واجب ہے۔ مستقلاً اور کسی کی اطاعت واجب نہیں۔

(۲) ان روایات مندرجہ نے اس مطلب کو صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ کوئی خفا باقی نہیں رکھا۔ اگر بالفرض اہل بیتؓ عزت کے ساتھ اسی درجہ تمسک کرنا واجب ہے تو ان دونوں مذکورہ چیزوں کے ساتھ تیسرا اہل بیتؓ کا تذکرہ ایک ضروری امر تھا۔ جو یہاں بالکل مفقود ہے۔ معلوم ہوا کہ اصل دو بھاری (ثقیل) چیزیں یہی کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ ہیں۔ جن کی اطاعت کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا۔

(۳) نیز جن روایات میں صرف کتاب اللہ کا ذکر ہے، اس وجہ سے بھی ہے کہ کتاب کا مفہوم عمل با سنت پر مشتمل ہے۔ جیسے "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" اور "مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا" سے یہ چیز واضح ہے۔ پس عمل بالکتاب سے عمل بالسنۃ لازماً حاصل ہو گا۔[1]

[1] بحث تحقیق حدیث ثقلین مؤلفہ مولانا محمد نافع ص ۲۳۷، مطبوعہ تخلیقات لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۰ء

کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کے بارے میں اہل تشیع کا عقیدہ

علماء شیعہ و مجتہدین کے اقوال سے بھی ائمہ کے فرامین میں تاکید کی گئی ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کیا جائے۔

روایت اول: فرمانِ رسول ﷺ

امام محمد باقر نے نبی کریم ﷺ کا جو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد ہوا ہے، وہ نقل فرمایا۔ اس میں ذیل کا فرمان بھی موجود ہے:

فَإِذَا اَتَاكُمُ الْحَدِيْث فَاعْرِضُوْاه عَلٰى كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّتِيْ فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللهِ وَ سُنَّتِيْ فَخُذُوْا بِهِ وَ مَا كِتَابُ اللهِ وَ سُنَّتِيْ فَلَاتَأْخُذُوْا بِهِ (احتجاج طبرسی، خطبہ حجۃ الوداع ص ۲۲۹)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی حدیث تمہارے پاس پہنچے تو اس کو اللہ کی کتاب اور میری سنت پر پیش کرو۔ جو کتاب اللہ اور میری کے موافق ہو، اس کو قبول کرو اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے بر خلاف ہو، اس کو مت تسلیم کرو۔

روایت دوم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ

وَ لَكُمْ عَلَيْنَا الْعَمَلَ بِكِتَابِ اللهِ تَعَالىٰ وَ سِيْرَتِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِحَقِّهِ وَ النَّعْشَ لِسُنَّتِهِ[1]

---

[1] نہج البلاغۃ من خطبہ لہ علیہ السلام عند میبر اصحاب الجمل والبصرہ ص ۳۱۷

ترجمہ: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا: تمہاری رہنمائی کے لیے ہمارے ذمہ ہے کتاب اللہ اور سیرتِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمل کرنا۔ اس کی کتاب کے حق کو قائم رکھنا اور ان کی سُنّت کو بلند کرنا۔

روایت سوم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ

وَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام مَنْ اَخَذَ دِیْنِہٖ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ وَ سُنَّتِ نَبِیِّہٖ ذَالَتِ الْجِبَال قَبْلَ اَنْ یَزُوْل وَ مَنْ اَخَذَ دِیْنِہٖ مِنْ اَفْوَاہِ الرِّجَالِ رَدَّتْہُ الرِّجَال (اصول کافی، خطبہ کتاب ص ۵ طبع لکھنؤ)

ترجمہ: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے دین کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے حاصل کیا، پہاڑ اپنی جگہ سے دور ہو سکتے ہیں، مگر یہ اپنے دین سے دور نہیں ہو گا۔ اور جس شخص نے افواہ رجال (یعنی لوگوں کے اقوال) سے اپنا دین حاصل کیا ہے، اس کو دوسرے لوگ اپنے دین سے پھیر سکتے ہیں۔[1]

روایت چہارم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ

فَالرَّدَّ اِلَی اللّٰہِ الْاَخَذَ بِمُحْکَمِ کِتَابِہٖ وَ الرَّدَّ اِلَی الرَّسُوْلِ الْاَخَذَ بِسُنَّتِہِ الْجَامِعَۃَ غَیْرَ الْمُفَرِّقَہ

---

1 الصافی شرح اصول کافی از خلیل قزوینی

ترجمہ: یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ شیء کو اللہ کی طرف رد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے محکمات کے ساتھ تمسک کرنا اور چیز کو رسول کی جانب رد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی سُنّت کو اخذ کرنا۔[1]

حاصل: اس سے صاف معلوم ہوا کہ نصّ قرآنی اور ائمہ کرام کے فرمان کے مطابق ضرورت کے وقت صرف کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا اور تمسک کرنا ہے۔ کسی تیسری شخصیت کی جانب توجہ کرنے کی حاجت ہی نہیں۔[2]

روایت پنجم: حضرت علیؓ المرتضیٰ کی آخری وصیت

وَصِیَّتِیۡ لَکُمۡ اَنۡ لَا تُشۡرِکُوۡا بِاللّٰہِ شَیۡئًا وَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ فَلَا تُضِیۡعُوا سُنَّتَہٗ وَ خَلَاکُمۡ ذَمٌّ[3]

ترجمہ: مطلب یہ ہے کہ سیدنا علیؓ المرتضیٰ کی آخری وصیت یہی ہے کہ لوگو! اللہ کے ساتھ کسی چیز کو مت شریک کرنا۔ یعنی اس کی کتاب کو ضائع نہ ہونے دینا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مت

---

[1] نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۴، اشتر نخعی کو لکھا گیا مکتوب

[2] حدیث ثقلین ص ۲۴۸ مؤلفہ مولانا محمد نافع صاحب

[3] نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۱ من کلامہ علیہ السلام قبل موتہ علی سبیل الوصیۃ بہ ابن ملجم

کھو دینا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھنا۔ ہر برائی تم سے دور رہے گی۔

روایت ششم: امام جعفر صادقؒ

عَنِ ابْنِ اَبِیْ عُمَیْر عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَام یَقُوْلُ مَنْ خَالَفَ کِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ مُحَمَّد فَقَدْ کَفَر

ترجمہ: امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جس نے کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کی مخالفت کی، وہ کافر ہو گیا۔

حاصل: ان چھ روایات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ کسی خبر اور کسی روایت کی صداقت و بطلان معلوم کرنے کا معیار صرف کتاب و سنت ہے۔ اور ردّ و قبول کا فیصلہ کرنے کے لیے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی کافی ہے۔ اگر وہ ان دونوں کے موافق ہے تو قابلِ اعتماد و لائق اعتبار ہے اور اخذ کرنے و تمسک کرنے کے مناسب ہے۔ اگر وہ روایت یا خبر ان دونوں (کتاب و سنت) کے مخالف ہے تو قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ ان میں اہل بیت و عترت کو ان دو کے ساتھ ساتھ حق و باطل کا معیار قرار نہیں دیا گیا۔[1]

---

[1] حدیث ثقلین ص ۲۵۰، مولفہ مولانا محمد نافع، مطبوعہ تخلیقات، علی پلازہ، ۵ مزنگ روڈ لاہور

حدیث ثقلین کے بارے شیعہ کیا کہتے ہیں؟

جب اہل السنت و الجماعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا کہتے ہیں تو شیعہ علماء سنت رسول اللہ ﷺ کو نظر انداز کر کے ایک روایت صحیفہ علی رضا کی پیش کرتے ہیں۔ جس کو وہ حدیث ثقلین کہتے ہیں۔

اسناد صحیفہ علی رضا

(۱) عَنِ الْحَافِظِ ابْنِ عَسَاکر عَنْ زَاهر اسْحَانِي عَنِ (الْحَافِظِ الْبَيْهَقِيْ) عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ المفسر عن ابراهيم بن جعده عن ابی القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر الطائی بالبصرة قال حدثنی ابی سنة مائتین و ستین (۲۶۰ھ) قال حدثنی علی بن موسی الرضا علیه السلام سنة مائة و اربع و تسعین (۱۹۴ھ) قال حدثنی ابی موسی بن جعفر قال حدثنی ابی جعفر بن محمد قال حدثنی ابی محمد بن علی قال حدثنی ابی علی بن الحسین قال حدثنی ابی الحسین بن علی قال حدثنی علی بن ابی طالب سلام اللہ علیهم اجمعین الی یوم الدین:

قال رسول اللہ ﷺ کانی قد دعیت فاجبت و انی تارک

فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ عز و جل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی فانظروا اکیف تخلفونی فیھما[1]

ترجمہ: روایت کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اپنی طرف دعوت دی گئی ہے اور میں نے قبول کرلی ہے اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں، ایک اُن میں سے دوسری چیز سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب جس کی مثال اس طرح ہے جیسے آسمان کی جانب سے زمین کی طرف رسی دراز کی گئی ہو اور میری عترتِ اہل بیت۔ دیکھنا! تم اُن کے حق میں کس طرح میری جانشینی کرتے ہو یعنی اُن سے کیسے معاملہ کرتے ہو؟

تحقیق: صحیفہ علی رضا میں جتنی روایات درج ہیں، اُن سب کی ایک سند ہے جو ابتدائے صحیفہ ہذا درج ہے۔ اسی سند پر صحیفہ کی صحت کا دارومدار ہے۔

اب اس صحیفہ علی رضا کے بارے میں اکابر علماء رجال و محدثین کی آراجو اس صحیفہ سے منسوب بعلی رضا کے بارے میں ہیں، وہ یہ ہیں:

[1] صحیفہ علی رضا ابن موسیٰ کاظم ص ۱۴ مطبوعہ مصر طبع شامی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۰ء

صحیفہ علی رضا کی روایت جعلی اور من گھڑت ہے

(۱) میزان الاعتدال للذہبی میں ہے:

عن عبداللہ بن احمد بن عامر عن ابیہ عن علی الرضا عن أبائہٖ بتلک النسخۃ الموضوعۃ الباطلۃ ما ینفک عن وضعہ او وضع ابیہ۔ قال الحسن بن علی الزھری کاُمِّیًا لم یکن بالمضی۔[1]

ترجمہ: عبد اللہ بن احمد نے ایک نسخہ روایت جعلی اور وضعی امام علی رضا اور ان کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ یا تو خود اس نے اس صحیفہ کو وضع کیا ہے یا اس کے باپ نے یہ خدمت انجام دی ہے۔ اور حسن بن علی زہری نے کہا ہے کہ یہ شخص اُمّی تھا اور پسندیدہ آدمی نہیں تھا۔۔۔۔الخ

(۲) لسان المیزان ج۳ ص۱۳۷ وص ۲۵۲ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے بعینہٖ مذکورہ الفاظ سے اُس کو ذکر کیا ہے۔

(۳) حضرت علامہ علی قاری حنفی نے بھی اپنی کتاب المصنوع فی احادیث الموضوع ص۳۶ میں اس مروی نسخہ کے متعلق تصریح فرمادی ہے کہ:

---

[1] میزان الاعتدال للذہبی ج۲ ص۲۲

و عبداللہ بن احمد عن ابیہ عن علی الرضا عن أبائہٖ یراوی نسُخَۃً بَاطِلَۃً مَوْضُوْعَۃً ماینفک عن وضعہٖ وعن وضع ابیہ

حاصل یہ ہے کہ عبد اللہ بن احمد نے امام علی رضا کے باپ دادا کے نام منسوب کر کے ایک جعلی اور وضعی نسخہ لوگوں میں پھیلایا ہوا ہے۔ روایت ثقلین بھی اس صحیفہ میں موجود ہے اور اسی زمرہ میں شمار ہو گی۔ (حدیث ثقلین ص ۴۳)

(۲) حدیث ثقلین اسناد از طبقات ابن سعد

طبقات ابن سعد کی روایت میں عطیہ عوفی ہے، جس کے بارے میں کتب رجال میں ہے کہ:

عطية بن سعد بن العوفى الجدلىِّ الكوفى ابو الحسن يخطى كثيرًا كان شِيْعِيًّا مُدِلِسًا[1]

ترجمہ: یہ شخص روایت میں کثیر الخطاء تھا، شیعی مسلک کا تھا۔ جس سے روایت لیتا تھا، اُس کا نام ذکر نہیں کرتا تھا۔

(ب) مسلم بن الحجاج ذکر عطیۃ العوفی فقال ھو ضعیف الحدیث ثم قال بلغنی ان عطیۃ کان یاتی الکلبی و یسالہ عن

[1] تقریب التہذیب ص ۳۶۳ طبع لکھنؤ، قانون الموضوعات و الضعفا للطاہر الفتنی الہندی

التفسیر و کان یکنه بابی سعید فیقول قال ابو سعید

ترجمہ: امام مسلم بن الحجاج کہتے ہیں کہ یہ شخص حدیث کے باب میں ضعیف ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عطیہ عوفی، محمد بن السائب کلبی کے پاس آیا کرتا تھا اور اس کے مغلقات تفسیر قرآنی دریافت کرتا اور کلبی کی کنیت اس نے اپنی طرف سے تجویز کر رکھی تھی اور کہتا کہ ابو سعید یوں کہتا ہے۔

(ج) قَالَ الْجَرْجَانِیْ مَائِلٌ

ترجمہ: جرجانی کہتے ہیں کہ یہ شخص شیعہ کی طرف رغبت رکھتا تھا۔

(د) قَالَ النِّسَائِیْ ضَعِیْفٌ

اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ شخص ضعیف ہے۔

(ہ) وَ کَانَ یَعُدُّهٗ ابْنِ عَدِیٍّ مَعَ شِیْعه اهْل الْکُوْفَه

ترجمہ: ابن عدی اس کو کوفہ کے شیعوں میں شمار کرتے تھے۔

(و) قَالَ اَبُوْ بَکْر الْبَزَّار کَانَ یَعُدُّهٗ فِی التَّشِیْع

ابو بکر بزار اس کو شیعوں میں شمار کرتے تھے۔[1]

حاصل یہ ہے کہ عطیہ کوفی ضعیف ہے اور عطیہ عوفی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے شخص کی روایت کسی قیمت پر بھی قبول کے

---

[1] تہذیب والتہذیب ص ۲۲۱، طبع دکن ج ۷، کتاب الجرو حین ج ۲ تحت عطیہ

لائق نہیں۔ اس کا شیخ محمد بن السّائب الکلبی مشہور کذاب ہے اور سبائی کمیٹی کا صرف ممبر ہی نہیں بلکہ اس گروپ کا لیڈر بھی ہے۔[1]

عطیہ عوفی شیعہ کتب رجال میں

شیعہ کتب رجال میں ہے کہ:

(۱) عطیه العوفی من اصحاب باقرٍ علیه السلام

(۲) رجال ما مقالی عطیه الکوفی العوفی من اصحاب باقر علیه السلام[2]

یعنی عطیہ العوفی فریقین کے ہاں مسلم و پختہ شیعہ ہیں۔ اس طرح اُن کی روایت متنازع فیہ مسائل میں قابل اعتناء اور حجت نہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حدیث ثقلین

(۳) حدیث ثقلین اسناد از مصنف ابی بکر ابی شیبہ

اسناد از مصنف ابی بکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفیٰ ۲۳۵ھ میں منقول روایت کے راوی شریک بن عبداللہ الکوفی ہیں۔

---

1 تقریب التہذیب ص ۴۴۶، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۶۱، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۷۸

2 جامع الرواۃ ص ۵۳۱ ج ۱ طبع ایران، رجال ما مقالی ص ۲۵۳ ج ۲

ان کے بارے میں امام عبد اللہ بن ادریس کا قول ہے کہ:

ان شریکا کان لشیعتی

کہ شریک تو شیعی بزرگ ہیں۔

(ب) حافظ ابن حجر تہذیب میں لکھتے ہیں:

قَالَ السَّاجِیُّ کَانَ یُنسبُ اِلَی التَّشِیُّعُ الْمُفْرِطِ

ساجی کہتے ہیں کہ یہ بزرگ تیز قسم کے شیعہ تھے۔

شریک بن عبد اللہ شیعہ رجال میں

رجال مامقانی "تنقیح المقال" میں لکھتے ہیں کہ:

عَنْ کَشْفِ الْغُمَّۃ مَا ھُوَ نصٌّ فِیْ کَوْنِہٖ اَمَامِیًّا وَ ذٰلِکَ یُثْبِتُ نَجَابَتَہٗ

یعنی کتاب کشف الغمہ میں شریک کا امامی ہونا منصوص ہے۔

(۴) حدیث ثقلین، اسناد مسند اسحٰق بن راہویہ متوفیٰ ۲۳۷ھ

اس میں یہ روایت کثیر بن زید رومی سے مروی ہے۔

قَالَ ابْنِ اَبِیْ حَاتم فِیْ کِتَاب الْجرح وَ التَّعْدِیْل ـــ سُئلَ یَحْیٰی بِنْ مِعِیْن عَنْ کَثِیْرِ بْنِ زَیْد فَقَالَ لَیْسَ بِذٰلِکَ الْقَوِیّ

یحییٰ بن معین نے اس شخص کثیر بن زید کے بارے میں کہا ہے کہ

محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

(ب) فَقَالَ اَبُوْ ذرُعَةهُوَ صُدّوق فِيْهِ لِيْن

ابوذرعہ کہتے ہیں کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے، پختہ نہیں ہے۔

(ج) قَالَ النِّسَائیُ ضَعِيْفُ

نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

(د) قَالَ ابْنِ الْمَدِيْنِیّ وَلَيْسَ بِقَوِیٍّ

ابن مدینی نے لکھا ہے کہ محدثین کے ہاں یہ قوی نہیں ہے۔

(۵) اسانید مسند احمد بن حنبلؒ الشیبانی متوفی ۲۴۱ھ

مسند احمد بن حنبلؒ کی روایات میں یہ روایت چار جگہ آئی ہے، جس کا راوی عطیہ عوفی ہے۔ جن کے بارے میں وضاحت ہو چکی ہے کہ وہ شیعہ اور ضعیف تھے۔

عبد الملک نے عطیہ عوفی سے، عطیہ عوفی نے ابی سعید سے جو روایات نقل کی ہیں، اُن کے بارے میں امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں امام احمد بن حنبلؒ سے ایک تبصرہ اور تنقیدی تبصرہ کیا ہے:

قال احمد فی حدیث عبد الملک عن عطیه عن ابی سعید

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترکت فیکم الثقلین ۔۔۔ احادیث الکوفین

هذه مناكير[1]

ترجمہ: عطیہ کی ابوسعید سے یہ کوفیوں کی روایات ہیں۔ اُن کو منکر روایات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ثقہ لوگوں کے خلاف مروی ہیں۔

(۲) مسند احمد کی دو روایتوں میں شریک بن عبد اللہ صاحب، جس کی مکمل پوزیشن مصنف ابن ابی شیبہ نے جو لکھی ہے، اس کے مطابق یہ شخص ضعیف ہے، مضطرب الحدیث ہے، کثیر الغلط ہے، ردّی حفظ ہے، مدلّس ہے، شیعہ بزرگ ہے اور تیز قسم کا شیعہ ہے۔ ان توضیحات کے بعد اُس کی اس باب میں روایت قبول کر لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔[2]

(۳) مسند احمد کی ایک روایت میں زید بن ارقم خود فرماتے ہیں کہ:

میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور بعض چیزیں جو رسول اللہ ﷺ کی مجھے یاد تھیں، وہ اب بھول گیا ہوں۔ یہ روایت چونکہ مسلم شریف میں بھی ہے، اس کی تحقیق وہاں درج ہے۔[3]

[1] تاریخ صغیر امام بخاری ص ۱۲۶ طبع انوار احمدی الٰہ آباد
[2] حدیث ثقلین ص ۵۴ مولفہ مولانا محمد نافع مطبوعہ ادارہ تخلیقات علی پلازہ، ۳ مزنگ روڈ لاہور
[3] مسند احمد بن حنبل ص ۳۶۶ تحت مسندات زید بن ارقم

(٦) اسناد مسند عبد بن حمید متوفی ۲۴۳/۲۴۹ھ

اس کی روایت میں بھی دو بزرگ ایسے ہیں جن کی پوزیشن مشکوک ہے۔ایک یحییٰ بن عبد الحمید، دوسرے اس کے شیخ شریک بن عبد اللہ۔ شریک بن عبد اللہ کے بارے میں آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ تیز قسم کے شیعہ تھے۔

یحییٰ بن عبد الحمید اہل سنت رجال میں

یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی الکوفی رُدِیَ عن شریک ۔۔۔اَمَّا اَحْمَدُ فَقَالَ کَانَ یُکذب جِهَارًا

یحییٰ بن حمانی مذکور کے متعلق امام احمد کہتے ہیں کہ یہ شخص علی الاعلان جھوٹ کہتا تھا۔

(ب) وَقَالَ نِسَائِیُ۔۔۔ضَعِیْفُ

نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(ج) قَالَ مُحَمَّدبن عَبْدالله ابْن حَمَانِی کَذَّابُ۔۔۔

محمد بن عبد اللہ نے اس کو بڑا کذاب کہا ہے۔

(د) قَالَ ابْن عَدی اَحَادِیْثُهٗ اَحَادِیْثُ مَنَا کِیْرُ اَنَّهٗ شِیْعِیٌّ بَغَیْضٌ

ابن عدی اس شخص کی روایات کو منکر روایات میں شمار کرتا ہے اور یہ شخص سخت بغض رکھنے والا شیعہ ہے۔

(ہ) قَالَ زِیَادِ بْنِ اَیُّوْب سَمِعْتُ یَحْیٰی بِنْ اَلْحَمَانِی یَقُوْلُ کَانَ مُعَاوِیَۃ عَلٰی غَیْرِ مِلَّتِ الْاِسْلَام قَالَ زِیَاد کَذَبَ عَدُوّ اللہ

زیاد بن ایوب کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰی بن الحمانی کو کہتے ہوئے سنا کہ معاویہ ملت اسلام پر قائم نہیں تھا۔ مگر اُس خدا کے دُشمن نے جھوٹ کہا۔[1]

یحیٰی بن عبد الحمید شیعہ رجال میں

یَحْیٰی بِنْ عَبْدُ الْحَمِیْد الْحمَانِی۔۔۔ لَہٗ کِتَاب عَنْہ مُحَمَّد بن اَیُّوْب بن یَحْیی (تہذیب ص ۲۲۵ ج ۱۱)

(۲) قَالَ اَبُوْ عَمْرو کشی۔۔۔ قَالَ یَحْیٰی بِنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ الْحمَانِی فِیْ کِتَابِہٖ اِلُوف فِیْ اثْبَاتِ اِمَامہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَام الخ (جامع الرواۃ ج ۲ ص ۳۳۰)

یعنی حمانی مذکور نے علی علیہ السلام کی امامت کے اثبات میں ایک کتاب تالیف کی ہے۔ ابو عمرو کشی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔

اسی طرح مخلص المقال فی تحقیق الاحوال الرجال قسم خامس باب الیاء میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ غیر مذموم رواۃ میں شامل ہیں۔[2]

---

[1] میزان الاعتدال ذہبی ص ۲۹۵ ج ۳ طبوعہ مصر

[2] رجال مامقانی ج ۳ ص ۳۱۸، حدیث ثقلین ص ۵۷ مولانا محمد نافع

اسناد از نوادر الاصول حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵/ ۳۲۰ھ

روایت ثقلین کی حدیث ینابیع المودہ میں نوادر الاصول حکیم ترمذی کے حوالہ سے لکھی گئی ہے۔ اس روایت میں زید بن الحسن انماطی شیعہ رجال میں سے ہے۔

(۱) زَیْد بن الْحَسَن الْاَنْمَاط ۔۔۔ قَالَ اَبُوْ حَاتِم مُنْکَرُ الْحَدِیْث۔۔۔

(۲) زَیْد بن الْحَسَن الْقَرْشِیُّ اَبُو الْحَسَنِ الْکُوْفِیّ صَاحِب الْاَنْمَاط ضَعِیْف مِنَ الثَّامِنَة

(۳) قَالَ اَبُوْ حَاتِم کُوْفِیّ قَدِمَ بَغْدَاد مُنْکَرُ الْحَدِیْث روٰی لَهُ الْترمِذِیّ حَدِیْثًا وَاحِدًا ۔۔۔ روٰی عَنْ جَعْفَر بْنِ مُحَمَّد بْنِ عَلِیّ بْنِ الْحُسَیْن وَمَعْرُوْف بن خرْبُوْذ الْمَکی

ترجمہ: زید بن الحسن صاحب الانماط کے لقب سے مشہور ہے اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ شخص کوفی ہے اور بغداد میں بھی آیا ہے۔ ثقہ اور معتبر لوگوں کے خلاف روایتیں چلاتا ہے۔ امام ترمذی نے اس کی صرف ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ شخص امام جعفر صادق سے اور معروف بن خربوذ مکی سے روایت کرتا ہے۔[1]

[1] تقریب التہذیب ص ۱۷۲، میزان الاعتدال ذہبی ج ۱ ص ۳۶۲، تہذیب التہذیب ص ۴۰۶ ج ۳

زید بن الحسن انماطی شیعہ رجال میں

رجال تفرشی میں ہے:

زید بن الحسن الانماطی (تفرشی ص ۱۴۳)

زید بن الحسن السند عنہ (منتہی المقال ابو علی ص ۲۰۸ باب الزاد)

ماماقانی میں ہے:

و ظاهر کوفه اماميا (تنقیح المقال ماماقانی)

حاصل یہ ہے کہ زید بن الحسن الانماطی مسند عنہ ہے یعنی اس سے شیعی روایات لی جاتی ہیں۔ اور امام جعفر صادق کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے۔ اور ماماقانی مزید اضافہ کرتے ہیں کہ اس کا مذہب "امامی" ہونا ظاہر ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ ایسے لوگوں کی روایت چشم پوشی کرتے ہوئے کیسے قبول کر لی جائے جو ضعیف ہو، منکر الحدیث، امامی المذہب ہوں، شیعہ رجال میں مروی ہوں۔ (حدیث ثقلین مؤلفہ مولانا محمد نافع ص ۶۰)

اسناد حدیث ثقلین از ترمذی شریف

ابو عیسیٰ ترمذی المتوفیٰ ۲۷۹ھ نے جامع ترمذی میں روایت ثقلین دو طریقوں سے روایت کی ہے۔ طریق اول میں زید بن الحسن راوی ہے۔ جس کے بارے میں محدثین نے لکھا ہے کہ راوی منکر روایات لاتا ہے

اور معروف مکی جو مشہور شیعہ راوی ہے، اس کا سب اندوختہ زید بن الحسن راوی نے قوم میں پھیلا۔ یہ راوی مقبول الروایت امامی المذہب ہے۔ اور چھٹے امام جعفر صادق کے خصوصی اصحاب میں اس کا شمار ہے۔

ان تفصیلات کے منقح ہونے کے بعد روایت ترمذی اہل سنت کے قواعد کی رو سے قبول نہیں کی جاسکتی۔

اور ترمذی شریف کی دوسری روایت میں تین راوی ایسے ہیں کہ جو مخلص شیعہ تھے:

(۱) علی بن المنذر کوفی (۲) محمد بن فضیل (۳) عطیہ عوفی۔

ان کے اخلاص فی التشیع معلوم کر لینے کے بعد رد و قبول کا مسئلہ خود بخود ہی حل ہو جاتا ہے۔ اور خود امام ترمذی نے بھی اس روایت کو غریب لکھا ہے۔ (تقریب التہذیب ص۳۷۶)

علی بن المنذر سُنّی رجال میں

(۱) عَلِی بن الْمَنْذر الْطَرِیْق الْکُوْفِیّ یتشیّع مِنَ الْعَاشِرَۃ[1]

ترجمہ: علی بن المنذر طریقی کوفی صاحب خالص شیعہ مسلک رکھتے تھے۔

(۲) قَالَ النِّسَائیْ شِیْعِیٌّ مَحْض مَاتَ سَنَۃ ۲۵۶۔[2]

---

[1] تقریب التہذیب ص۳۷۶

[2] میزان الاعتدال

امام نسائی فرماتے ہیں کہ یہ خالص شیعہ مسلک رکھتے تھے۔ ۲۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۳) عَلِیّ بُن الْمنْذَر بُن زَیْده الْاودِیّ اَبُو الْحَسَن الْکُوْفِیّ الْطَرِیْقِ قَالَ النِّسَائِیْ شَیِعِیٌّ مَحْضٌ ۔۔۔ قَالَ مسلمةُ بن قَاسِم لَا بَأْسَ بِہٖ دکایَتَشَیُّعُ (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۸۶)

ترجمہ: نسائی اور مسلمہ بن قاسم فرماتے ہیں کہ علی بن المنذر شیعہ تھے۔

محمد بن فضیل سُنّی رجال میں

(۱) مُحَمَّد بن فُضَیْل بن غَزْوَان الضِّبِیّ الْکُوْفِیّ رُمی بِالتَّشِیُّع (تہذیب ص ۴۶۷)

ترجمہ: محمد بن فضیل ضبی کوفی شیعیت کی طرف منسوب ہے۔

(۲) قَالَ اَحْمَد حَسَنَ الْحَدِیْث شِیْعِیٌّ وَ قَالَ اَبُوْ دَاوٗد کَانَ شِیْعِیًّا مخترقًا

ترجمہ: احمد کہتے ہیں حسن الحدیث ہے لیکن شیعہ ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ یہ جلنے والا شیعہ تھا (یعنی خلفائے ثلاثہ کے اسماء سے جلتا تھا)۔

(۳) قَالَ بَعْضُھُمْ لَا یُحْتبعُّ بِہٖ

ترجمہ: بعض نے کہا ہے: اس شخص کے ساتھ دلیل پکڑنا درست

نہیں ہے۔

(۴) قَالَ ابْنِ حَبَّان کَانَ یَغْلُوْ اِفِی التَّشِیْعُ۔۔۔

ترجمہ: ابن حبان کہتے ہیں کہ تشیع میں غالی تھا۔

(۵) قَالَ الدَّار قُطْنِی کَانَ مُنْحَرِفًا عَنْ عُثْمَانَ[1]

ترجمہ: دار قطنی کہتے ہیں کہ خلافتِ عثمانؓ و صداقتِ عثمانؓ سے منحرف تھا۔

محمد بن فضیل شیعہ رجال میں

مُحَمَّد بن الفُضَیْل ابن غَزْوَان الضِّبِیّ۔۔۔ مِنْ اَصْحَاب الصَّادِق عَلَیْہِ السَّلَام ثقتہ (تہذیب ج۹)

ترجمہ: محمد بن فضیل ضبی اصحاب صادق عیہ السلام میں سے ہے اور معتمد علیہ ہے۔

قُلْتُ وَعَنْ اسمعانِی اَنَّہٗ کَانَ یَغْلُوْ اِفِی التَّشِیْع[2]

ترجمہ: سمعانی کہتے ہیں کہ یہ تشیع میں غالی تھے۔

حاصل: مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ترمذی شریف کی یہ ہر دو روایات بھی شیعہ راویوں کی ہی مرہون منت ہیں۔

---

[1] میزان الاعتدال ذہبی ص ۱۲۲ ج ۳

[2] مہنتی المقال ابو علی ص ۳۵۷

اسناد حدیث ثقلین صحیح مسلم شریف

امام مسلم بن الحجاج القشیری (متوفیٰ ۲۶۱ھ) نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے:

حَدَّثَنِیْ زُهَیر بن حَرَب وَ شُجَاع بن مخلد لر حمیعًا عَنِ ابْنِ علیه (اِسْمٰعِیْل بن اِبْرَاهِیْم) قَالَ زهیر حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْل بن اِبْرَاهِیْم۔ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حیان حَدَّثَنِیْ یَزِیْد بن حیان۔ قَالَ انطلقت اَنَا وَ حصین بن بسرة و عمر بن مسلم اِنّیْ زَیْد بن اَرْقَم فَلَمَّا جَلَسنَا اِلَیْهِ قَالَ لَهٗ حصین لَقَدْ لَقِیْت یَا زَیْد خَیْرًا کَثِیْرًا رَأَیْتُ رَسُوْل اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ سَمِعْتُ حَدِیْثَهٗ وَ عزَوْتَ مَعَهٗ وَ صَلَّیْتَ خَلْفَهٗ لَقَدْ لَقِیْت یَا زَیْد خَیْرًا کَثِیْرًا حَدَّثَنَا یَا زَیْد مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْل اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ یَا اِبْنِ اَخِیْ وَ اللّٰهِ لَقَدْ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَ قَدَمَ عَهْدِیْ وَ نَسِیْتُ بَعْضَ الَّذِیْ کُنْت اعی مِنْ رَسُوْل اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَمَا حدثتکم فاقبلوه و مالا فلاتکلفونیه ثم قال قام رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما فینا خطیبا بما یدعی خما بین مکة و المدینة فحمد اللّٰه و اثنی علیه و وعظ و ذکر ثم قال اما بعد الا ایها الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب و انا تارک فیکم الثقلین اولها کتاب اللّٰه

و السمتمسکو ابه فحث علی کتاب اللہ و رغب فیه ثم قال و اهل بیتی اذ کر کم اللہ فی اهل بیتی فقال له الحصین و من اهل بیته یا زید الیس نسائه من اهل بیته؟ قال نسائه من اهل بیته و لکن اهل بیته من حرما الصدقة بعده قال من هم؟ قال هم ال علی و ال عقیل و ال جعفر و ال عباس قال کل هو لاء حرم الصدقة قال نعم[1]

ترجمہ: امام مسلم نے (۱) زہیر بن حرب و شجاع بن مخلد سے سُنا۔ انہوں نے (۲) اسمٰعیل بن ابراہیم سے سنا (۳) انہوں نے ابو حبان سے سنا(۴) انہوں نے یزید بن حبان سے سنا(۵) وہ کہتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ و عمران بن مسلم تینوں زید بن ارقمؓ کے پاس گئے۔ جب ہم لوگ اُن کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے اُن سے کہا کہ اے زید! آپ نے خیر کثیر حاصل کی ہے، حضور علیہ السلام کا آپ نے دیدار کیا ہے، آپ کی احادیث سنی ہیں اور اُن کے ساتھ ہو کر جہاد کیا، آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اے زید! آپ نے خیر کثیر پائی، حضور علیہ السلام سے جو آپ نے سُنا ہے، وہ ہم کو بیان کیجیے۔ زید جواب میں کہنے لگے: اللہ کی قسم! اے بھتیجے! میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور بعض چیزیں جو رسول اللہ ﷺ کی

[1] مسلم شریف ج۲ باب فضائل علی ص۲۷۹ طبع نور محمدی دہلی، اردو عربی ج۶ ص ۱۰۲

مجھے یاد تھیں، وہ اب بھول گیا ہوں۔ لہٰذا جو کچھ میں تم کو بیان کروں، اس کو قبول کر لو اور جو جو بیان نہ کر سکوں، اس کی مجھے تکلیف مت دو۔ پھر اس کے بعد زید کہنے لگے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان غدیر خم میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے، کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔

پھر اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں۔ عن قریب اللہ کی جانب سے قاصد موت میرے ہاں پہنچے گا۔ میں قبول کر لوں گا اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ان دو میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اس کے ساتھ تمسک کرو۔ پس حضرتؐ نے کتاب اللہ کے عمل پر برانگیختہ کیا اور اس کی رغبت دلائی۔

پھر اس کے بعد فرمایا: اور میرے اہل بیت ہیں۔ تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کی طرف اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

حصین نے کہا: اہل بیت آپ کے کون ہیں؟

اے زید! کیا آپ ﷺ کی ازواج اہل بیت نہیں ہیں؟

زید نے کہا: آپ ﷺ کی ازواج بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔

لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ حصین نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ زید نے کہا: وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آل جعفر اور آل عباسؓ ہیں۔ اور حصین نے کہا: ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا: جی ہاں!

حدیث پر تحقیق

(۱) یہ حدیث حضرتؐ نے ہجرت کے نویں سال جب حجۃ الوداع کر کے لوٹے تو راستہ میں غدیر خم کے مقام پر جہاں سے اہل یمن کا راستہ جدا ہوتا تھا، فرمائی۔ آپ نے اس موقع پر تاکید کی کہ قرآن پر جمے رہنا، اس سے ہدایت لینا، اس پر عمل کرنا۔ اور اسی خطبہ میں فرمایا کہ میرے اہل بیت کا خیال رکھنا، اُن سے محبت رکھنا، ان کو ایذا نہ دینا۔ اس نصیحت پر سوائے اہل السنت والجماعت کے کوئی فرقہ قائم نہیں ہے۔ سبائیوں اور بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے خلاف من گھڑت الزامات کا طوفان کھڑا کر کے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہل بیت، ازواج مطہرات اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو پریشان کیا۔

پھر خارجیوں نے اہل بیت کو چھوڑ کر نیا راستہ اختیار کر کے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو شہید کیا۔ روافض نے اہل بیت کے عنوان سے صحابہؓ اور ازواج مطہراتؓ کے خلاف کیا کیا بہتان لگائے اور امت کو ان سے جدا

کرنے کے لیے کیا کیا سازش کی۔ ایک اہل سنت محفوظ رہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے خلفائے راشدینؓ کی بھی پیروی کی اور ازواج مطہراتؓ اور اہل بیتؓ کی محبت و عقیدت بھی رکھی اور اس کے برعکس روافض نے قرآن سے منہ موڑ کر اور سنت کو پسِ پشت ڈال کر من مانے عقیدے گھڑے اور اُمت کو ایک انتشار اور خلفشار میں مبتلا کر دیا۔

(۲) اس روایت میں زید نے ازواج مطہراتؓ کو اہل بیت میں داخل کیا ہے اور دوسری میں خارج۔ ان دونوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ اہل بیت سے ایک معنٰی میں یہ مقصود ہیں۔ اور ایک وہ اہل بیت جو گھر میں رہتے ہیں۔ یعنی عیال جن کے احترام اور اکرام کا حکم ہے۔ اُن میں ازواج مطہراتؓ بھی داخل ہیں۔ اور قرآن کی آیت تطہیر جو وارد ہے اس میں ازواج مطہرات اسی معنٰی میں اہل بیت ہیں۔ قرینہ اس کا یہ ہے اس آیت کے اول اور آخر میں حضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کا ذکر ہے۔ اور انہی کی طرف خطاب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی کی نسبت قرآن میں اہل بیت کا لفظ موجود ہے۔

اور ایک معنٰی اہل بیت کا یہ ہے کہ جن پر آنحضرت ﷺ نے حدیث میں صدقہ حرام کر دیا ہے۔ اس میں آلِ علیؓ، آلِ ہاشم، آلِ جعفرؓ، آلِ عباسؓ کو بھی اہل بیت میں شامل کیا گیا ہے۔

(۳) مولانا محمد نافع حدیث ثقلین کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

زید بن ارقمؓ کی یہ روایت اُس زمانہ کی بیان کردہ ہے کہ عمر بڑی ہو گئی تھی۔ واقعات کو دیکھے سنے مدت دراز ہو گئی تھی۔ حضور ﷺ سے سُنی ہوئی چیزیں اب پوری طرح محفوظ نہیں رہی تھیں۔

زید بن ارقمؓ نے جیسے یہاں بیان روایت سے قبل معذرت ذکر کی ہے، اسی طرح اُن سے مسند احمد بن حنبل ص۳۶۶ ج۴ کی روایت ہشتم میں بھی یہی الفاظ معذرت مروی ہیں۔

اور سنن ابن ماجہ باب التوقی فی الحدیث ص۴ میں بھی یہی اظہار معذرت حضرت زیدؓ بن ارقم سے منقول ہے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ جب اُن کو ذکر کرتے ہیں کہ:

حدثنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال (زید) کبرنا و نسینا و الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشدید

یعنی رسول اللہ ﷺ سے ہمیں حدیث سنائیے۔ تو زید بن ارقم نے جواب میں کہا کہ ہماری عمر بڑی ہو چکی ہے۔ نسیان آگیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے حدیث نقل کرنا مشکل کام ہے۔

(۴) روایت ہذا کے متصلاً بعد اس مضمون کی ایک دوسری روایت زیدؓ بن ارقم سے مسلم کے اسی مقام پر مروی ہے۔ اس میں اہل بیت میں سے ازواج مطہراتؓ کا خارج ہونا ذکر کیا ہے۔ اور اس روایت میں اقرار ہے کہ ازواج مطہراتؓ نبی کریم ﷺ کے اہل

بیت میں داخل ہیں۔

ایک ہی راوی سے ایک ہی روایت میں اس طرح کے دو متضاد قول کا پایا جانا ضبط کے خلاف ہوا کرتا ہے۔

(۵) اس روایت میں ثقلین (دو بھاری چیزیں) کے بعد "اولھما کتاب اللہ" کا ذکر صریحاً کر دیا گیا اور "ثانیھا" کا تذکرہ تصریحاً نہیں کیا گیا کہ دوسری چیز کیا ہے؟ نیز کتاب اللہ کے ذکر کے ساتھ ضروری تشریحات فرما دی گئی ہیں کہ اس میں ہدایت و نور ہے۔ اس کو اخذ کیا جائے، اس کے ساتھ تمسک کیا جائے۔

اہل بیت کے ساتھ یہ الفاظ جن سے ان کا مدار دین ہونا ثابت ہو سکے اور ان کا واجب الاطاعت ہونا معلوم ہو سکے، نہیں ذکر کیے گئے۔ بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور محبت کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ جس میں کسی کو کلام نہیں ہے اور یہ امر بین الفریقین مسلّم ہے۔

(٦) اس روایت میں "ثم قال" کے الفاظ اس بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ ثقلین میں دوسری چیز اہل بیت نہیں ہے۔

عربی زبان میں "ثم" کا لفظ تراخیٔ مضمون کے لیے آیا کرتا ہے۔ یہ بتلا رہا ہے کہ اہل بیت کا تذکرہ سابقہ مضمون سے جُدا ہے۔ اس سے قبل کچھ اور مفہوم بیان کیا جا رہا تھا جس کو روایت کرنے والے نے حذف کر کے "ثم قال" کے الفاظ کہہ کر اب اہل بیت کا نیا مضمون

شروع کر دیا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ لفظ "ثم (پھر)" کے بعد اہل بیت کا ذکر کیا جانا بالکل جدا چیز ہے۔ اس کا دو ثقل کے ساتھ کوئی ربط و تعلق نہیں ہے۔

اس وجہ سے کہ کسی مسلسل اور متصل کلام کے درمیان "ثم قال" کا لفظ موزوں نہیں ٹھہرتا۔

چنانچہ خود اس روایت میں اس "ثم" سے پہلے دو بار لفظ "ثم (پھر)" کا استعمال موجود ہے۔ ان تمام مقامات پر غور فرمالیا جائے تو مسئلہ واضح ہو جائے گا۔ اختصار کے پیش نظر روایت ہذا میں روات کی طرف سے ثقلین میں سے ثانی چیز ذکر نہیں کی گئی۔

ثقلین میں سے ثانی چیز یہاں اہل بیت نہیں ہے بلکہ جمہور علماء کے نزدیک وہ ثانی چیز سنت نبوی ہے۔ اختصار مضمون کی بنا پر اس کا ذکر نہیں ہو سکا۔ (حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۶۸ تا ۷۳ تلخیص)

(۷) فریق ثانی اس روایت سے اہل بیت سے تمسک کرنا بیان کرتا ہے جو ہر گز ثابت نہیں ہوتا۔ کتاب اللہ کے ساتھ تمسک (مضبوط پکڑنا) فرمان ہو رہا ہے۔ اہل بیت کے واسطے یہ فرمان نہیں ہے بلکہ اس سے اہل بیت کے حقوق کی رعایت ثابت ہے۔ اس روایت میں صاف صاف بتا دیا گیا ہے۔ جب زید رضی اللہ عنہ بن ارقم سے سوال ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ازواج مطہراتؓ تو خود اہل بیت ہیں۔ مزید یہ چار خاندان بھی اہل بیت ہیں: آلِ علیؓ بن ابی طالب، آلِ عقیل بن ابی طالب، آلِ جعفرؓ بن ابی طالب اور آلِ عباسؓ بن عبد المطلب۔

یہ سب حضرات اس روایت کی رو سے خاندانِ اہل بیت میں شامل ہیں۔

(۸) فریق ثانی اگر اس روایت مسلم سے وجوب اطاعت کا مسئلہ ثابت کرتا ہے تو حدیث ثقلین میں ثقلِ ثانی اُن کے گمان میں اہل بیت ہوئے۔ اور اس روایت کے مطابق یہ سب چاروں خاندان بشمول ازواج مطہراتؓ ہیں۔ لہٰذا اس روایت کی رو سے اور فریقِ ثانی کے استدلال کی بنا پر ان سب کی اطاعت واجب اور لازم ٹھہری۔

اس لیے اہل سنت نے جو اس روایت کا مطلب بیان کیا ہے، وہ درست ہے۔

(۹) حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس میں حدیثِ ثقلین کے الفاظ میں ہے کہ:

و انا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ۔۔۔ثم قال و اھل بیتی اذکر اللہ فی اھل بیتی (مسلم شریف متوفی ۲۶۱ھ)

میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ان میں پہلی چیز کتاب اللہ ہے۔۔۔ پھر فرمایا: میرے اہل بیت۔ اللہ سے ڈرو میرے اہل

بیت کے بارے میں۔

جب کہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ نے فرمایا:

ایھا الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ و سنۃ نبیہ (مستدرک حاکم متوفیٰ ۴۰۵ھ)

ترجمہ: (فرمایا:) لوگو! خوف کرنا میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑتا ہوں، اگر اس کے ساتھ اخذ اور تمسک کروگے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

صحابہؓ کرام کے ہزاروں کے مجمع میں آپ نے اپنا آخری پیغام پہنچا دیا۔ الحمد للہ! سب صحابہؓ کرام اور اہل بیتؓ عظام اس پر قائم رہے اور اہل السنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ سب صحابہؓ نجات پاگئے، کوئی بھی گمراہ نہیں ہوا۔

اہل بیتؓ کی محبت جزو ایمان ہے

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں:

یہ کیوں کر گمان کیا جاسکتا ہے کہ اہل السنت کو اہل بیت سے محبت نہیں ہے۔ جب کہ اہل السنت کے بزرگوں کے نزدیک اہل بیت کی محبت جزو ایمان ہے اور وہ سلامتی خاتمہ کو ان کی محبت کی پختگی کے ساتھ وابستہ مانتے ہیں۔ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۲ ص ۵۲)

حدیث غدیر خم

اسناد حدیث ثقلین از نسائی شریف کی تحقیق

محدث ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفیٰ ۳۰۳ھ) سے یہ روایت ثقلین دو طریقوں سے مروی ہے۔

(۱) ایک طریقہ وہ جو اُن کی کتاب خصائص سیدنا علیؓ میں مذکور ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ وہ جو اُن کی مشہور تصنیف السنن الکبریٰ میں مرقوم ہے۔ اور موجودہ سنن نسائی میں جو اس سنن کبریٰ کا خلاصہ ہے، نہیں ہے۔

اسناد روایت اول خصائص علیؓ

اخبرنا احمد بن المثنی قال حدثنا یحییٰ بن معاد قال اخبرنا ابو عوانه عن سلیمان قال حدثنی حبیب ابن ثابت عن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن حجة الوداع و نزل غدیر خم امر بدوحات فقممن

ثم قال کانی دعیت فاجبت و انی تارک فیکم الثقلین

احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فنھما من یتفرقا حتی یرد علی الحوض

ثم قال ان اللہ مولائی و انا ولی کل مومن

ثم انہ اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ

فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انہ ما کان فی الدرجات احد الا راہ بعینہ و سمعہ باذنیہ[1]

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع سے واپسی پر جب تالاب خم کے پاس فروکش ہوئے تو درختہائے کلاں کی صفائی کا حکم صادر فرمایا۔

(ثم) پھر فرمایا: مجھے دعوت اجل پہنچے گی، میں اس کو قبول کر لوں گا۔ تحقیق میں تمہارے پاس دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک چیز دوسری چیز سے بڑی ہے، وہ اللہ کی کتاب ہے اور میری اولاد میری اہل بیت ہیں۔ اس بات کا خیال کرنا کہ میرے بعد اُن کے ساتھ کیا معاملہ کرو گے؟ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتی کہ میرے پاس حوض پر پہنچیں۔

[1] الخصائص نسائی ص ۲۱ طبع مصر

(ثم) پھر فرمایا: اللہ میرے سردار اور مہربان ہیں اور میں ہر مومن کا دوست ہوں۔

(ثم) پھر فرمایا: آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس شخص کا میں دوست ہوں، یہ (علیؓ المرتضیٰ) بھی اس کے دوست ہیں۔ اے اللہ! جو اس کے ساتھ دوستی رکھے، اس کو تو بھی دوست رکھ۔ جو اس کے ساتھ عداوت رکھے، تو بھی اس کے ساتھ عداوت رکھ۔

اسناد روایت نسائی ثانی

قدروی النسائی فی سننه عن محمد بن المثنی عن یحیی بن حماد عن ابی معاویه عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول الله ﷺ من حجة الوداع منزل بغدیر خم امر بدوحات نعقمن

ثم قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما ـــ من یتفر فاحتی یرد علی الحوض ـــ

ثم قال مولائی و انا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی فقال من

كنت مولاه فهذ وليه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه فقلت لزيد سمعته من رسول الله ﷺ فقال ما كان في الدوحات احدالا رابعينه وسمعه اذانيه تفرد به النسائی من هذاالوحيه(البدایہ والنہایہ ج۵ ص۲۰۹ للحافظ ابن کثیر دمشقی)

ترجمہ:۔۔۔ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم کو کہا کہ کیا تم نے یہ بات حضور ﷺ سے سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جو شخص بھی ان درختوں میں حاضر تھا، اُس نے یہ چیز اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھی اور اپنے دونوں کانوں سے سنی۔

تحقیق: روایات مندرجہ بالا کا حاصل ترجمہ ذکر کرنے کے بعد ان کی متعلقہ تحقیق پیش خدمت ہے۔

(ا) پہلی روایت علامہ نسائی کے رسالہ خصائص سیدنا علیؓ میں مذکور ہے۔ اس روایت کے راویوں میں دو نام احمد بن مثنیٰ اور اس کا شیخ یحییٰ بن معاذ درج ہیں۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کا کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ یہ کون تھے؟ یا پھر کاتب کی غلطی سے غلط طبع ہوئے۔

خصائص سیدنا علیؓ کے دیگر نسخوں کی طرف رجوع سے معلوم ہوا کہ ان راویوں کے نام احمد بن المثنیٰ کے بجائے محمد المثنیٰ صحیح نام ہے۔ اور یحییٰ بن معاذ کے بجائے یحییٰ بن حماد درست نام ہے۔ علامہ نسائی نے خصائص علیؓ میں روایات کی صحت کا بالکل التزال نہیں کیا۔ بہت سی

ضعیف روایات بھی اس میں آگئی ہیں اور مہتم باوضع اور متہم بالتشیع اور کئی قسم کے مجروح رواۃ سے اس کی روایات مدوّن ہیں۔

(۲) حدیث ثقلین کی یہ ہر دو روایات دراصل ایک ہی روایت ہے۔ اسناد میں صرف ایک راوی کا فرق ہے۔ اس طرح کہ خصائص علیؓ میں راوی یحییٰ بن حماد کا شیخ ابو عوانہ ہے اور سنن نسائی میں راوی یحییٰ بن حماد کا شیخ ابو معاویہ۔ باقی اسناد ایک جیسی ہیں۔

ذہبی نے میزان الاعتدال ص ۳۸۲ ج ۳ میں ابو معاویہ راوی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

وَ قَدِّاشْتَهَرَعَنْهُ الْغُلوّا التَّشِيْع[1]

یعنی یہ غالی شیعہ تھے۔ اُن کا غلوّ فی التشیع مشہور تھا۔

(۳) اور دوسری روایت حافظ ابن کثیر عماد الدین نے "البدایہ و النہایہ" ج ۵ ص ۲۰۹ میں نسائی کی السنن کبریٰ سے نقل کر کے فرمایا ہے:

تفردّ بِهِ النَّسَائیُ مِنْ هٰذَاالْوَجه

مطلب یہ ہے کہ روایت ہذا کو اس طریقہ سے ذکر کرنے میں فاضل نسائی متفرد ہیں۔

اس طریقہ سے روایت کرنے میں اور محدثین اس کے شریک نہیں ہیں۔

---

[1] حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۸۸

(۴) امام ترمذی نے روایت ثقلین کو غریب کے لقب سے یاد کیا ہے۔

(۵) اور ابو موسیٰ مدینی نے اس کو غریب جداً سے تعبیر کیا ہے۔

(۶) حافظ ابن تیمیہ نے بھی "عترتی اھل بیتی" والی روایت کو ضعیف اور غیر صحیح کہا ہے۔ (بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۸۷)

روایت نسائی کے دو حصے

فریق ثانی روایت کے پہلے حصہ کو عترت و اہل بیتؓ کے وجوب اطاعت اور وجوب تمسک کے لیے پیش کرتے ہیں۔

یہ حصہ "ترکت فیکم الثقلین" سے شروع ہو کر "حتی یرد اعلی الحوض" تک ختم ہو جاتا ہے۔

پھر فریق ثانی دوسرے حصہ "اللہ مولائی و انا ولی کل مومن۔۔۔ الخ" کو علیؓ المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کی خاطر تجویز کرتا ہے۔ یہ آخر روایت تک چلا گیا ہے۔

تحقیق: (۱) روایات مندرجہ کے پہلے حصہ میں کہیں ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں، جن سے مسئلہ کا وجوب اطاعت ثابت ہوتا ہو۔ مثلاً یہاں عترت و اہل بیتؓ کے اقوال و اعمال کو عمل در آمد کے لیے اخذ کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔

(۲) یا اُن کے ساتھ تمسک کا فرمان جاری کیا گیا ہو۔

(۳) یا روایت کے کسی لفظ سے اُن کی اطاعت کا لزوم معلوم ہو تا ہو۔ یا یوں ارشاد فرمایا گیا ہو کہ اگر ان کا فرمان مانو گے تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے، وغیرہ۔ اس قسم کا کوئی حکم یہاں موجود نہیں ہے۔(ایضاً ص ۸۸)

(۴) اس حصہ میں کتاب اللہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور اہل بیت کے ساتھ حُسن سلوک کے متعلق توجہ دلائی گئی ہے۔ اور یہ واضح کیا ہے کہ قرآن مجید سے اہل بیتؓ ہمیشہ ہمیشہ جدا نہ ہوں گے۔ اور اہل بیتؓ کا یہ مستقل نشان بیان کیا کہ قرآن مجید کا ساتھ یہ لوگ دائماً نہ چھوڑیں گے۔ اور اہل بیتؓ ضرور قرآن سے وابستہ رہیں گے۔

روایت کا دوسرا حصہ

اس روایت کے دوسرے حصہ میں جو فرمایا:

اللہ مولائی و انا ولی کل مومن۔۔۔الخ

تمام بحث کا دار و مدار یہاں لفظ ولی اور مولیٰ پر ہے۔

فریق ثانی کے نزدیک یہ الفاظ علیؓ المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کے معنیٰ میں مستعمل ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ یا ولی ہوں، اُس کے علیؓ بھی مولیٰ اور ولی ہیں۔

الجواب: (۱) اہل السنۃ میں سے بہت سے اکابر محدثین جیسے (۱) امام بخاریؒ (۲) ابن ابی حاتمؒ (۳) ابراہیم الحربی (۴) ابن ابی داؤد (۵) ابن حزم وغیرہم کو غدیر خم کے واقعہ کی صحت میں کلام ہے۔ (مثلاً حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑنا اور فرمانا کہ جس کا میں مولا ہوں، علیؓ بھی اس کے مولا ہیں، وغیرہ۔)

اس بنا پر کہ جن صحیح اسانید کے ساتھ یہ واقعہ منقول ہے، مثلاً (صحیح مسلم وغیرہ میں) وہاں یہ تفاصیل روایت میں بالکل مذکور نہیں ہیں بلکہ مفقود ہیں۔ اور جہاں اس نوعیت کی تفصیلات دستیاب ہیں، وہاں کے بیشتر راوی صحت روایت کے معیار پر نہیں اُتر سکتے۔

یہ روایت ولایت خم غدیر عند العلماء قابل بحث بن گئی ہے۔ بہت سے علماء اس کی عدم صحت کی طرف ہیں۔ جس طرح اوپر اُن میں سے بعض کا ذکر کیا گیا ہے، مثلاً امام بخاریؒ وغیرہ۔ اور جو اکابر اس روایت کو درست تسلیم کرتے ہیں، اُن کے نزدیک بھی روایت کا معنیٰ اور مفہوم وہی معتبر ہے کہ اس موقعہ پر دوستی و محبت بیان کرنا مقصود تھا۔ خلافت بلا فصل ہرگز مراد نہیں تھی۔ اور خلافت کے متعلق کوئی تذکرہ وہاں جاری نہیں تھا۔ (تلخیص بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۹۰)

(۲) روایت نسائی کے متن پر غور کیا جائے تو یہاں لفظ مولیٰ اور ولی کا کون سا معنیٰ درست ہے؟

(ا) اہل علم جانتے ہیں کہ مولیٰ کے متعدد معانی لغَّتِ عربی میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابن اثیر جزری نے اپنی کتاب النہایہ جو لغت حدیث میں مشہور ہے، میں لفظ مولیٰ کے سولہ عدد معانی درج کیے ہیں۔ اور المنجد میں بیس اکیس معانی لکھے ہیں۔ مگر ان تمام معانی میں لفظ مولیٰ کا معنیٰ خلیفہ بلا فصل کہیں بھی دستیاب نہیں۔

اب یہ تحقیق کہ روایت ہذا میں کون سا معنیٰ یہاں درست ہو گا، تو اس اشکال کا حل خود اس روایت نے کر دیا ہے۔ اس طرح کہ "من کنت مولاہ فعلي مولاناہ" کے متصلاً بعد اس میں یہ الفاظ موجود ہیں: "اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ" (یعنی اے اللہ! جو علیؓ کے ساتھ دوستی رکھے تو اُس کے ساتھ دوستی رکھ اور جو علیؓ کے ساتھ دشمنی رکھے تو بھی اُس کے ساتھ عداوت رکھ)۔

ان کلمات میں "موالاۃ" ایک دوسرے سے دوستی رکھنا اور "معادات" ایک دوسرے سے دشمنی رکھنا، ہر دو کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اُن کا بہ تقابل ذکر کیا جانا یہ خود اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ اس مقام میں "مولیٰ" اور "ولی" دوستی اور محبت کے معنیٰ میں ہی مستعمل ہے۔ کوئی دوسرا معنیٰ خلیفہ بلا فصل یہاں مراد نہیں ہے۔ ورنہ یہ جملہ "اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ" ما قبل کے ساتھ بے جوڑ ہو کر رہ جائے گا۔ ایک مادہ "ولی" کے ایک ہی روایت

میں دو معنیٰ متغائر قائم ہونے کی وجہ سے معنوی تشتّت رونما ہوگا جو بلاغتِ کلام کے منافی ہے۔[1]

(۲) جب روایت ہذا کے الفاظ کے اعتبار سے ''مولیٰ'' کا معنی دوست و محب متعین ہوگیا تو یہ دلیل اثبات خلافت بلا فصل کے لیے نہیں بن سکتی۔ اس روایت سے تو یہ ثابت ہوا کہ جس شخص کا نبی ﷺ دوست دار ہے، علیؓ بھی اسی کا دوست دار ہے۔ اے اللہ! جو علیؓ کے ساتھ محبت رکھے تو اس کے ساتھ محبت رکھ اور جو علیؓ کے ساتھ دشمنی رکھے تو بھی اس کے ساتھ دشمنی رکھ۔

(۳) روایت نسائی اگر فریق ثانی کے لیے صحیح ہے تو بھی مفید نہیں اور مسلک اہل سنت کے لیے مضر نہیں۔ کیوں کہ روایت ہذا کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں یہاں صرف جزوی فضیلت مرتضوی ثابت ہوتی ہے۔ اس کے ہم قائل و معترف ہیں۔ غدیر خم کے واقعہ کی اس روایت سے خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔

روایت ثقلین کے دوسرے اسانید

روایت ثقلین کو فریق ثانی کے ایک مصنف میر حامد حسین لکھنوی نے، احمد بن محمد بن سعید الکوفی المعروف بابن عقدہ کنیۃ ابو العباس

[1] بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع جامعہ محمدی جھنگ ص ۹۱

(متوفیٰ ۳۳۲ھ) کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ اور شیخ سلیمان البلخی القندوری نے کتاب ینابیع المودۃ میں بھی یہ روایت درج کی ہے۔

اس روایت کے راوی ابن عقدہ کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ:

(۱) یہ راوی زیدی و جارودی شیعہ ہیں۔

(۲) یہ راوی اہل بیت کے فضائل اور بنی ہاشم کے مناقب میں تین لاکھ روایات (ایک قول کے مطابق) یا ایک لاکھ بیس ہزار روایات (دوسرے قول کے مطابق) با اسانید روایت کرتا ہے۔ ان میں روایت ثقلین بھی ہے۔

(۳) یہ راوی ابن عقدہ مشائخ کوفہ کے سامنے روایات تیار کر کے پیش کرتے کہ ان کو آپ روایت کریں اور بعض اوقات خود ان سے راوی و ناقل بن جاتے ہیں۔ خاص طور پر منکر روایات لانے میں یہ راوی بڑے مشہور تھے۔

(۴) اس راوی نے روایت کو بڑی ترکیب سے مصنوعی روایات لوگوں میں اس طرح جاری کیں کہ بڑے بڑے ثقہ و معتمد اسانید مرتب کر کے چلا دیں اور خود درمیان سے غائب ہو جاتا۔ (بیان اسناد میں راوی کا اپنے آپ کو غائب رکھنا، صریح جعل سازی ہے۔)

موقع پر مطاعن صحابہؓ و مثالب و معائب املا کراتا تھا۔ اس وجہ سے کئی محدثین نے اس شخص سے روایت نقل کرنا ترک کر دیا تھا (مثلاً عمرو

بن حیویہ)۔ اور کئی محدثین نے اس کی روایت رد کر دی تھی۔

(٦) یہ راوی ابن عقدہ شیعوں کے اصول اربعہ کتب (اصول کافی و فروع کافی، تہذیب الاحکام، الاستبصار، من لا یحضرہ الفقیہ) کا معتمد و مستند راوی ہے۔ تمام شیعی اصحاب رجال و تراجم نے اس کے شیعہ ہونے کی توثیق و تصدیق کی ہے۔

(٧) ابن عقدہ شیعہ راوی نے شیعہ علماء کے لیے کام کیا ہے۔ اس طرح کہ چھٹے امام جعفر صادق تک سب ائمہ کے لیے الگ الگ رجال و تلامذہ ائمہ جمع کر کے کتابیں تدوین کرائی ہیں۔

(اس معاملہ میں متاخرین علماء شیعہ سب اس کے خوشہ چین ہیں اور مرہون منت ہیں)۔ (بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ١٠٨)

حاصل یہ ہے کہ اس بارے میں ابن عقدہ کی روایات پر بالکل اعتماد نہیں ہے۔ لہٰذا یہ روایات متروک ہیں۔

ابن عقیدہ کا تذکرہ کتب تواریخ و اہل سنت میں

(١) تاریخ بغداد ج ٥ ص ١٤ تا ٢٢

(٢) تاریخ الملوک والامم لابن جوزی ج ٦ ص ٣٣٦

(٣) تذکرہ الحفاظ للذہبی جزو ثالث ص ٥٧ طبع دکن

(٤) میزان الاعتدال ذہبی ص ٦٥ ج ١

(۵) مراۃ الجنان للیافعی ج ۲ ص ۳۱۱

(۶) البدایہ والنہایہ ج ۶ للحافظ ابن کثیر دمشقی ج ۶ ص ۷۸

(۷) منہاج السنۃ لابن تیمیہ ج ۴ ص ۱۸۶ ابعث ردالشمس معلی

سُنّی علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ابن عقدہ زیدی جارودی شیعہ ہے۔

شیعہ اہل علم بھی کہتے ہیں کہ بالکل صحیح ہے۔

ابن عقدہ کا تذکرہ کتب رجال وتراجم شیعہ میں

(۱) رجال نجاشی طبع ایران ص ۶۸

(۲) رجال تقرشی طبع ایران ص ۳۱

(۳) رجال علامہ حلی طبع ایران ص ۹۷

(۴) مجالس المومنین طبع ایران ص ۱۷۴

(۵) جامع الرواۃ از محمد بن علی اربیلی ج ۱ ص ۶۵

(۶) منتہی المقال ابو علی طبع ایران ص ۱۰۷

(۷) اوضات الجنات از خوانساری ص ۵۷

(۸) رجال مامقانی تنقیح المقال ج ۱ ص ۸۵

(۹) ملخص المقال تحقیق احوال الرجال ص ۱۱۸

(۱۰) تحفۃ الاحباب شیخ عباس قمی ص ۱۴

(۱۱) تتمہ المنتہیٰ شیخ عباس قمی ص ۳۰۴

تنبیہ: رجال کشی میں یہ راوی نہیں پائے گئے کیوں کہ اس میں قدیم رجال کا تذکرہ ہے۔ یہ شخص ۳۴۰ھ کا متوفیٰ ہے۔[1]

عباد بن یعقوب راوی کا تذکرہ شیعہ رجال میں

(۱) عباد بن یعقوب الروجنی ابو سعید ۔۔۔ و بالجملہ فیکون عباد ھذا امامیا مما لا ینبغی الناقل فیہ الخ

یعنی عباد بن یعقوب کے امامی ہونے میں تامل کرنا مناسب ہی نہیں۔ (رجال مامقانی تنقیح المقال ج ۲ ص ۱۲۳ شیعہ کتاب)

(۲) شیعہ اسماء الرجال میں ہے:[2]

اس سے روایات شیعی مروی ہیں اور شیعہ کے نزدیک مستند آدمی ہے۔ ۵ عدد روایات صاحب جامع الرواۃ نے اس عباد بن یعقوب سے نقل کی ہیں۔ (جامع الرواۃ ج ۱ ص ۴۳۱)

(۳) عباد بن یعقوب کا تذکرہ کتب رجال اہل سنت میں

(۱) تقریب میں ہے:

عِبَادبن یَعْقُوْب الرَّوَجنِیّ الْاَسَدِیُّ رَافِضِیٌّ

خلاصہ یہ ہے کہ عباد بن یعقوب رافضی ہے۔

(۲) عِبَادُ بْن یَعْقُوْب الرَّوَجَنِیّ الْاَسَدِیّ اَنَّہٗ شَتِمُ السَّلف قَالَ

---

1 تلخیص بحث حدیث ثقلین از مولانا محمد نافع صاحب

2 رجال مامقانی تنقیح المقال ج ۲ ص ۱۲۳ شیعہ کتاب

ابْنِ عَدِیّ عِبَادٌ فِیْهِ غُلُوٌّ ا التَّشِیْع رَوٰی اَحَادِیْثِ اَنْکُرْتُ عَلَیْهِ فِی الْفَضَائِل وَ الْمشَائب

ترجمہ: ابن عدی کہتے ہیں کہ اس میں تشیع کا غلو پایا جاتا ہے اور اسی نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جو ثقہ لوگوں کے خلاف فضائل صحابہؓ و معائب صحابہ سے مروی ہیں۔

(۳) قَالَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّد کَانَ یشتمُ عُثْمَان ۔۔۔ قَالَ الدَّار قطْنِی شِیْعِیّ ۔۔۔ قَالَ ابْنِ حَبَّان کَانَ رَافِضِیًّا دَاعِیَةً وَ مَعَ ذٰلِکَ یَرْوِی الْمَشَاکر عَنِ الْمَشَاهِیْر فَاسْتَحَقَّ التَّرَک۔ رُوِیَ عَنْ شَرِیْک عَنْ عَاصِم عَنْ ذَرّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہ مَرْفُوْعًا اِذَا رَأَیْتُمْ مُعَاوِیَةَ عَلٰی مِنْبَرِی فَاقْتُلُوْهُ[1]

ترجمہ: صالح بن محمد نے کہا ہے کہ عباد بن یعقوب حضرت عثمان کو دشنام دیا کرتا تھا اور دار قطنی نے کہا ہے کہ یہ شیعہ ہے۔ ابن حبان کا قول ہے کہ یہ رافضی ہے اور اپنے مخصوص عقائد کا زبردست مبلغ تھا۔ نیز منکر روایات مشاہیر لوگوں سے نقل کرتا ہے۔ یہ شخص ترک کر دینے کے قابل ہے۔ اسی عباد بن یعقوب نے ایک مرفوع روایت نقل کی کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۰۹، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۶ طبع مصر

قتل کر دینا۔ اس قسم کی جعلی روایات چلایا کرتا تھا۔[1]

کثیر النواء رجال کی کتب میں

(۱) كَثِيْرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ النَّوَاءُ اَبُوْ اِسْمٰعِيْلَ ۔۔۔ شِيْعِيٌّ ضَعَّفَهُ اَبُوْ حَاتِمٍ وَ النَّسَائِيُّ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ مُفْرِطٌ فِي التَّشِيُّعِ قَالَ السَّعْدِيُّ زَائِغٌ ۔۔۔ (میزان الاعتدال ذہبی ص ۳۵۲ ج ۲)

(۲) كثير بن اسمعيل يقال ابن نافع النواء ۔۔۔ قال ابو حاتم ضعيف الحديث ۔۔۔ قال الجوزجاني قال النسائي ضعيف قال ابن عدي كان غاليا في التشيع مفرطا فيه[2]

ترجمہ: ہر دو حوالہ مندرجہ کا حاصل یہ ہے کہ کثیر النواء شیعہ ہے۔ ابو حاتم ونسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ کثیر النواء شیعہ مسلک میں حد سے گزرنے والا ہے۔ اسعدی نے کہا ہے کہ یہ حق سے انحراف کرنے والا ہے۔ کثیر کو ابو حاتم ضعیف الحدیث کہتے ہیں۔ اور جوزجانی نے اس کو حق سے ہٹا ہوا بیان کیا ہے۔ نسائی اس کو ضعیف شمار کرتے ہیں۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ کثیر النواء تشیع میں غالی قسم کا آدمی ہے اور حد اعتدال سے بڑھ جانے والا ہے۔ (حدیث ثقلین بحث از مولانا محمد نافع ص ۱۱۶)

---

[1] بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۱۱۴

[2] تہذیب ص ۴۱۱ ج ۸

کثیر النواء شیعہ رجال میں

شیعہ کتاب رجال تفرشی میں ہے:

(۱) کثیر النواء بن قاروندابو اسمعیل

مطلب یہ ہے کہ کثیر النواء اصحاب امام جعفر صادق میں سے ہے۔

اور شیخ طوسی نے اپنے رجال میں درج کیا ہے۔

(۲) شیعہ رجال کی کتاب مامقانی میں ہے کہ اس کو امام باقر اور امام جعفر صادق کے اصحاب میں درج کیا گیا ہے۔[1]

اللہ ورسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت اور امیر کی اطاعت

قرآن مجید میں اسلام کے نظام حکومت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرو اور اولی الامر (امیر یا حاکم) کی بھی اطاعت کرو۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٥٩﴾

(پ۵ سورۃ النساء ع۸ آیت ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم

---

[1] رجال مامقانی ج۲ ص۳۶ راوی نمبر ۶۸۶۱

میں سے جو لوگ اہل حکومت ہیں، ان کا بھی۔ پھر اگر کسی امر میں
تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسولؐ کے حوالے کر
لیا کرو، اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امور سب
بہتر ہیں اور ان کا انجام خوش تر ہے۔

حکم: اس آیت نے مسئلہ صاف کر دیا ہے کہ اسلام میں مستقل اطاعت صرف اللہ جل مجدہٗ کی ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع ہے۔ اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی سنت مقدسہ کی اطاعت واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر کے لیے ایک اشارہ بھی کافی ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ قرآن مجید کے ان تمام مواضع میں جہاں جہاں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم ہوا ہے، کہیں ایک جگہ بھی اہل بیت اور عترت کی اطاعت کا حکم نہیں ملتا۔ (خواہ بالاستقلال ان کی اطاعت مراد لی جائے خواہ بالتبع) تو معاملہ بالکل واضح ہو گیا کہ اہل بیتؓ و عترت کی اطاعت کا حکم قرآن میں کسی ایک مقام پر بھی مذکور نہیں ہے۔

حدیث ثقلین میں بھی پہلی وصیت قرآن سے تمسک کی ہے اور قرآن میں مومنوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے۔ اللہ و رسول کی اطاعت کریں تو وصیت پر عمل ہو گا۔

دوسرا حکم: قرآن مجید سے تمسک کرتے ہوئے دوسرا حکم مومنوں

کو یہ ہے کہ اولی الامر جو صحابہؓ میں سے ہوں، اُن کی اطاعت کی جائے۔
لفظ "مِنْكُمْ" (تم میں سے) سے مراد نزول قرآن کے وقت اصحابؓ رسول ﷺ تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے وحی الٰہی کی روشنی میں جن جن صحابہؓ کو اولی الامر بنا کر اسلامی سلطنت کی حدود میں حاکم بنا کر، امیر بنا کر بھیجا، اس آیت میں اُن کو اولی الامر قرار دیا گیا ہے۔
یہاں "اولی الامر" (اہل حکومت) کا مفہوم کیا ہے؟ اور عہد رسالت مآب ﷺ میں جس جس علاقہ میں آنحضرت ﷺ صحابہؓ کے لشکر تبلیغ و جہاد کے لیے بھیجتے تھے، ان کا ایک امیر (حکم کرنے والا) مقرر کرتے تھے، جن کو قرآن نے اولی الامر (اہل حکومت) کہا ہے۔
(۲) اس آیت میں یہ لفظ "اولو" جمع من غیر لفظہٖ ذو کی ہے۔ مذکر میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اولوا العلم، اولوا الفضل اور "اولات" جمع مؤنث کے لیے مستعمل ہے۔ اور یہ جمع بھی من غیر لفظہٖ ہے۔
جب "ذات" کی جمع لانے کی ضرورت ہو تو "اولات" لایا کرتے ہیں۔ جیسے "اولات الاحمال" (مختار الصحاح) اور امر کے معنی شیء اور حکم کے ہوتے ہیں۔ اولو الامر یعنی حکم والا، صاحب حکم۔
(۳) اس آیت میں اولو الامر (یعنی حکم کرنے والا) سے مراد جمہور اہل سنت کے نزدیک مسلمان، مومن حکام، صحابہؓ امراء ہیں اور اسلام کی شرط "منکم" سے خوب واضح ہے۔ عہد رسالت میں "منکم"

کا مصداق صحابہؓ کرام ہیں جو اُس (نزول قرآن کے) وقت موجود تھے۔ اُن کو اوّلین خطاب ہے۔

(۴) آگے اسی آیت میں دوبارہ صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو، اس امر "حکم" کو اللہ و رسول کے حوالہ کر دیا کرو۔ "ان کنتم" اگر تم (صحابہؓ) اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوش تر ہے۔

یہاں "کُنْتُمْ" کے لفظ میں پھر پہلے صحابہؓ اولین مراد ہیں۔ اگر "اَنْتُمْ" ہوتا تو قیامت تک سب مومنوں پر حکام کی اطاعت واجب ہو جاتی۔

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کرام کو دوسرے مقام پر آیت استخلاف میں مہاجرین صحابہؓ کو حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا، اس لیے جن صحابہؓ کو وعدہ کے مطابق حکومت دی اور وہ اپنے اپنے صوبوں میں حضور ﷺ کی ہدایت پر فوجوں کے امیر بنے اور صوبوں کے امیر بنے، باقی صحابہؓ کو اس آیت میں "منکم" کے لفظ سے پابند اطاعت کر دیا گیا۔

اور صحابہؓ نے اسی حکم الٰہی کے تحت حضور ﷺ کے مقرر کردہ

امیر کی اطاعت کرکے حکم پر عمل کرنے کا حق ادا کر دیا۔ پھر جب حضور ﷺ نے مرضِ وفات میں فرمایا: "**مرو ابابکر فلیصل بالناس** (میری طرف سے ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں)" تو تاریخ شاہد ہے کہ ایک صحابیؓ بھی ایسا نہ تھا جس نے ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کیا ہو۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ سمیت سب نے حضور ﷺ کے حکم پر اطاعت کرتے ہوئے اُن کی اطاعت کی اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کے پیچھے نماز پڑھی۔

(۵) سورت النساء میں آگے اللہ تعالیٰ نے ایک اور حکم میں فرمایا:

وَ لَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَ اِلٰۤى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِيۡنَ يَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَهٗ مِنۡهُمۡ ؕ (پ۵ سورۃ النساء ع۷ آیت ۸۳)

ترجمہ: اگر یہ لوگ اس کو رسول ﷺ کی طرف لوٹا دیتے اور ان لوگوں کی طرف جو "منهم" (ان میں سے) ایسے امور کو سمجھتے ہیں، اُن کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ (اولی الامر) پہچان ہی لیتے جو اُن میں اُس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔

بہر کیف اولی الامر کے لفظ میں صحابہؓ میں سے جو امراء مقرر کیے، وہ بھی ہیں اور جو علماء اور فقہاء درس و تدریس پر مقرر ہوئے، ان سب کو اولی الامر میں شامل کیا گیا ہے۔ قرآن نے اُن کی تعداد مقرر نہیں کی ہے اور نہ کسی خاص قبیلہ و خاندان یا اہل بیتؓ میں سے کسی کو اولی الامر

مقرر کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہ لفظ اور حکم عام ہے۔ "منکم" لفظ میں سب صحابہؓ کو خطاب ہے اور سب صحابہؓ میں سے جو جو صحابی حضور ﷺ کے عہد باسعادت میں امام صلوٰۃ مقرر ہوا یا امیر صوبہ بنایا گیا یا امیر لشکر بنایا گیا، سب پر اس کی اطاعت، اللہ اور رسول ﷺ کے بعد واجب تھی۔ حتیٰ کہ لشکر اُسامہؓ کا امیر حضور ﷺ اپنے غلام حضرت زیدؓ کے بیٹے کو بنایا تو سب صحابہؓ نے اُس کی اطاعت میں جنگیں لڑیں اور اسلام کا پرچم لہرایا۔

اسی طرح جب "مروا ابابکر فلیصل بالناس" کے حکم رسالت سے ابو بکرؓ امام صلوٰۃ مقرر ہوئے تو صحابہؓ نے اطاعت رسول ﷺ کے تحت خلیفہ رسول قرار دے کر ایسی اطاعت کی کہ دیکھتے ہی دیکھتے عرب سے مرتدین اور منکرین صلوٰۃ و زکوٰۃ کا صفایا کر دیا اور عراق و ایران کی فتح کے لیے دور دور تک فتوحات پر فتوحات کرتے چلے گئے۔

حضور ﷺ کے مقرر کردہ امیر کی اطاعت حضور ﷺ کی اطاعت

حضور ﷺ نے فرمایا:

و من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عطا عصا امیری فقد

عصانی

یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔ (مسلم شریف)

اب قرآن کریم و حدیث کی اس تعمیم میں حضور ﷺ کے صرف رشتہ داروں کو امیر مقرر کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا اور نہ کسی کو وصی مقرر کیا گیا۔ یہ سب من گھڑت روایتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صحابہؓ سے "منکم" کے لفظ میں خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا جو اپنے وقت پر پہلے حضرت ابو بکرؓ صدیق، ان کے بعد حضرت عمرؓ فاروق، ان کے بعد حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور ان کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مہاجرین میں سے خلیفہ بنا کر آیت تمکین اور آیت استخلاف کے تحت وعدہ پورا کر دیا۔ اور ان خلفاء نے اُس وقت موجودہ دُنیا کے نصف کے قریب تک ہزاروں شہر فتح کر کے دور دور تک اسلام کا پرچم لہرا کر دینِ اسلام کو اُس وقت سارے باطل دینوں پر غالب کر دیا۔

خلفائے راشدینؓ کے بعد "و اولی الامر" کے تحت جن جن کو والی حکومت اللہ تعالیٰ نے بنانا تھا، صحابہؓ میں سے بنا دیا۔ حضرت امام حسنؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ بھی اصحابؓ رسول ﷺ میں سے ہیں۔ ان کی خلافتیں بھی صحابہؓ کی خلافتیں شمار ہوں گی اور عدل

و انصاف سے خلفائے راشدینؓ کی اتباع میں ان تینوں نے بھی حکمرانی کی، ”اولی الامر منکم“ میں یہ شامل ہیں۔

قرآن میں حکمرانی کے لیے ہاشمی غیر ہاشمی، اموی غیر اموی حکمرانوں کے لیے اہل بیت سے ہونے کی کوئی شرط نہیں اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ:

وَ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ

یعنی قبیلے تو صرف پہچان کے لیے ہیں۔ اللہ کے ہاں مکرم وہ ہے جو متقی ہے۔

اس لیے حکمرانی کے لیے جب اللہ تعالیٰ نے کسی قبیلہ سے ہونے نہ ہونے کی کوئی شرط نہیں لگائی تو پھر آج یہ جو صحابہؓ پر الزام ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل کیوں نہیں بنایا، سراسر قرآن و سنت کے خلاف عقیدہ اور نظریہ ہے۔

اور یہ کہ صحابہؓ نے حضرت علیؓ سے خلافت بلا فصل غصب کر لی، من گھڑت نظریہ ہے۔ صحابہؓ سب ایک جماعت تھے۔ ”منکم“ میں سب سے وعدہ تھا اور حکمرانی بھی صحابہؓ کو اللہ نے خود دینی تھی اور پھر سب کو باری باری اپنے اپنے وقت پر اللہ نے دی۔ اور انہوں نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں قرآن و سنت پر عمل کر کے حکومت چلائی۔ جو یہ عقیدہ رکھے وہی مسلمان اور مومن ہے۔ جو اس کے برعکس عقیدہ رکھے

وہ حضور ﷺ کے لائے ہوئے دینِ اسلام سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ اہل بیتؓ رسول کا محب اور تابعدار ہے۔

جو یہ عقیدہ رکھے کہ حق تو اہل بیت کا تھا لیکن ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے حامی صحابہؓ نے چھین لیا، دراصل وہ اہل بیت اور حضور ﷺ کا محبّ نہیں ہے جو حضور ﷺ کے خلفاء کے ظالم ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

جن صحابہؓ کے ذریعہ حضور ﷺ نے اسلام کا پیام دُنیا تک پہنچایا، اگر وہ مومن نہیں تو پھر اور کون مومن ہو سکتا ہے؟ لہٰذا جو یہ عقیدہ اور نظریہ رکھتا ہے، وہ دراصل حضور ﷺ کا محبّ نہیں ہے۔ وہ بلوائی ہو یا سبائی، جو بھی ہو وہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور جماعت رسول ﷺ کو اس لیے بدنام کرتا ہے تاکہ حقیقی اسلام دُنیا سے مٹ جائے۔

اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے ہمارا ایمان محفوظ رکھیں اور ان لوگوں کے شر سے مسلمانوں کو امن نصیب کریں، آمین۔ اور سب صحابہؓ و اہل بیتؓ کی محبت سے ہمارے دلوں کو منور کریں۔

جماعتِ صحابہؓ کی شان، قرآن میں اللہ کا فرمان

(۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ

فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا‌ۚ وَ كُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ
فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا‌ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۝

(پ۴ع۲ آلِ عمران آیت ۱۰۲ تا ۱۰۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔ اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو۔ اور تم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی۔ سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ سو اس سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو۔

حاصل: قرآن میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف جماعتِ صحابہؓ کی شان بیان کر دی ہے۔ اب جو شخص اللہ پر صدق دِل سے ایمان لایا ہے۔ اُس کی ہدایت کے لیے تو اللہ کا ارشاد ہی کافی ہے۔ اور جس شخص کی قسمت میں ہدایت نہیں، اُس کا کسی کے پاس علاج نہیں۔ وہ من مانی کہانیوں کو مان کر اور من گھڑت روایتوں کی بنیاد پر جماعتِ

صحابہؓ کو ان آیات کا مصداق بنانے کی بجائے، اُن کو مومن بھی نہ سمجھے تو اُس کا غلط عقیدہ حجت نہیں۔ ہم تو قرآن کی روشنی میں سب جماعت صحابہؓ کو جنتی مانتے ہیں، جن میں چاروں خلفاء اور اہل بیتؓ رسول ﷺ بھی شامل ہیں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ آپ سے کیا کہتے ہیں؟

(۴) كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (پ۴ ع۳ آلِ عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم لوگ اچھی جماعت ہو، وہ جماعت کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔ تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ“ سے مراد صرف حضورؐ کے صحابہؓ ہیں

حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ”أَنْتُمْ“ فرماتا تو سب اس میں شامل ہو جاتے۔ لیکن فرمایا: ”كُنْتُمْ“۔ یہ صرف حضور ﷺ کے صحابہؓ کے لیے خاص ہے۔ جس نے ان کے اعمال جیسے اعمال کیے، وہ بھی ”خَيْرَ أُمَّةٍ“ میں داخل ہوں گے۔

(تفسیر ابن جریر ج۴ ص۵۷، تفسیر دُرّ منثور جلال الدین سیوطی ج۲ ص۱۷۶)

ترجمہ فرمان علی شیعہ مترجم

"تم کیا اچھے گروہ ہو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کیے گئے ہو۔ تم (لوگوں کو) اچھے کام کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

حاصل: قرآن میں جس طرح اہل بیتِ رسولؐ ازواجِ مطہراتؓ کی شان بیان کی گئی، جو اُس کو مانے وہ مومن ہے، جو نہ مانے وہ مومن نہیں؛ اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی جماعتِ صحابہؓ کو خیر اُمت کہا ہے۔ جو جماعتِ صحابہؓ کو خیر اُمت مانے گا، وہ مومن ہو گا۔

قرآن مجید میں سب مہاجرینؓ و انصارؓ کو سچا مومن قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ سچے مومن بھی ہیں اور خیر اُمت میں بھی شامل ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی جماعتِ صحابہؓ کی تعریف

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ

بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (پ۲۶ سورۃ فتح آخری رکوع)

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کی صحبت یافتہ ہیں، وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں، آپس میں مہربان ہیں۔ (اے مخاطب!) تو اُن کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں، کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں۔ اُن کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ اُن کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں۔ اُن کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنی سوئی نکالی۔ پھر اس نے اس کو قوی کیا۔ پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی۔ پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تا کہ ان سے کافروں کو جلاوے۔ اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

(ترجمہ مولانا تھانویؒ)

فائدہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ تفسیر میں لکھتے ہیں:

زراع کی تخصیص اس لیے کی کہ وہ مبصر ہوتے ہیں۔ جب اُن کو وہ کھیتی خوش معلوم ہوتی ہے اور ''منھم'' میں ''مِنْ'' بیانیہ ہے۔ پس سب صحابہؓ اس میں داخل ہیں۔

(۲) محاورات فصیحہ کی رو سے کلیت اور بر تقدیر تسلیم مِنْ کے تبعیضہ ہونے کے اکثریت مفہوم ہوتی ہے۔اس سے صاف معلوم ہوا کہ کل یا قریب کل کے صحبت یافتہ ایسے ہی تھے۔ اگر احیاناً کوئی فرد، جس نے صحبت کم پائی ہو، خارج ہو جائے، تب بھی فرقہ (مخالف) مذکورہ کو یہ آیت مضر ہے اور بعض نے اس آیت سے اس فرقہ کی تکفیر پر استدلال کیا ہے۔ کیوں کہ وہ بھی غیض رکھتے ہیں۔

رسول ﷺ اور جماعتِ رسول ؓ کتاب اللہ کی روشنی میں

(۱) اللہ نے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ اور اُن کے ساتھ جو صحابہ ؓ ہیں، اللہ کے دشمنوں کے حق میں سخت ہیں۔ ان سے دبنے والے نہیں۔

(۲) حضور ﷺ کے صحابہ ؓ باہم مہربان اور نرم دِل ہیں۔ ایک دوسرے سے کینہ رکھنے والے نہیں۔

(۳) حضور ﷺ کے صحابہ ؓ عبادتِ خداوندی میں لگے رہتے ہیں۔ دُنیاوی غرض اور شہرت کے لیے نہیں بلکہ صرف رضائے الٰہی ان کا مقصود و مطلوب ہے۔

(۴) حضور ﷺ کے صحابہ ؓ کی بزرگی اور نیکی کے آثار و انوار ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ ان کی یہ صفات سابقہ آسمانی کتب تورات و

انجیل میں بھی درج چلی آتی ہیں۔

پھر بطور تمثیل بیان فرمایا کہ دینِ اسلام کی ترقی اور اہلِ دین کا غلبہ اور ارتقاء بتدریج ہو گا۔

(۶) آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان مومنین صالحین کے ساتھ وعدہ ہے کہ اگر خطا سرزد ہو بھی جائے گی تو مغفرت کر دی جائے گی اور نیک اعمال پر اجر ملے گا۔ گناہ معاف ہوں گے اور نیکیاں مقبول ہوں گی۔

گویا جماعت صحابہؓ کرام کے حالات کا اجمالی نقشہ آیت ہذا میں اس طرح مذکور ہے کہ پہلے درجہ میں ان کے استکمال ایمان کا بیان ہے۔

(۲) پھر ان کی کمالِ عبادت کا ذکر ہے۔

(۳) پھر ان کی اخلاصِ نیت بتائی گئی ہے۔

(۴) پھر تدریجی ترقی کی وضاحت کی ہے۔

(۵) آخر میں ان کی خیر انجامی اور حسن عاقبت کے متعلق وعدہ کی صورت میں اعلان کر دیا ہے۔

(۶) ان صفات کے ساتھ ساتھ اللہ نے یہ بھی بیان کر دیا ہے:

لیغیظ بهم الكفار

یعنی حضور ﷺ اور صحابہؓ کو اتنی جلدی ترقی اس لیے دی ہے کہ ان کے ذریعہ کافروں کا جی جلائے۔ یعنی صحابہؓ کی شانیں دیکھ کر جو جلتا ہے، اُن کا شمار کافروں میں کیا گیا ہے۔

سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ

محمد (ﷺ) خدا کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحم دِل ہیں۔ تو ان کو دیکھے گا کہ (خدا کے سامنے) جھکے سر بسجود ہیں۔ خدا کے فضل اور اس کی خوش نودی کے خواستگار ہیں۔ کثرت سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں میں کھٹے پڑے ہوئے ہیں۔ یہی اوصاف ان کے تورات میں بھی ہیں اور یہی حالات انجیل میں (بھی مذکور) ہیں۔ وہ گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی اور پھر (اجزاء زمین کو غذا بنا کر) اسی سوئی کو مضبوط کیا تو وہ موٹی ہوئی۔ پھر اپنی جڑ پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور اپنی تازگی سے کسانوں کو خوش کرنے لگی (اور اتنی جلد ترقی اس لیے دی) تا کہ ان کے ذریعہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے (اچھے) کام کرتے رہے، خدا نے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اوّل جناب باری تعالیٰ نے پیغمبرِ خدا ﷺ کی تعریف کی، بعد میں اصحابؓ کی تو قرینہ عقلیہ سے معلوم ہوا کہ بعد رسول اللہ ﷺ کے اس اُمت میں اصحابؓ کا رُتبہ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جو وصف کہ رسول

اللہ ﷺ کی مدح میں ہو گا، اس کے بعد اس وصف کا رُتبہ ہو گا جو صحابہؓ کی مدح میں بیان ہو گا۔ مگر ہم نے دیکھا تو حضرت ﷺ کی مدح میں رسول اللہ (ﷺ) کا لفظ ہے اور اصحابؓ کی مدح میں "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" ہے (یعنی وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز و تند اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرم اور ایک دوسرے کے دوست ہیں)۔

تو اس لف و نشر سے معلوم ہوا کہ بعد رسالت کے رُتبہ "بُغض فِی اللہ" اور "حُبّ فِی اللہ" کا ہے۔ کیوں کہ بغض فی اللہ یعنی خدا کے سبب سے کسی سے عداوت کرلی، یہ بعینہٖ وہی "شِدَّتْ عَلَی الْکُفَّار" ہے۔ اور حُبّ فی اللہ بعینہٖ "رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ" کا ترجمہ ہے۔

(۲) القصہ صحابہؓ کی تعریف میں ادنیٰ وصف جو بیان کیا گیا ہے: "اشداء علی الکفار" ہے یعنی وہ کافروں پر بڑے ہی تند و تیز ہیں۔ کسی کو خدا واسطے کسی سے بغض ہو تو یہ نشان کمال ہی سمجھا جائے گا۔

(۳) صحابہؓ کو یوں تو ہر کافر دشمنِ خدا اور دشمنِ رسول ﷺ پر غیظ و غضب آتا تھا لیکن اس آیت میں زیادہ تر اُس غیظ و غضب کی طرف اشارہ ہے جو ان کو کفارِ مکہ پر اس قصہ میں پیش آیا۔ سو ان میں سے مہاجرین انہیں کفار کے اقربا میں سے تھے تو ان کے حق میں لفظ "اشداء علی الکفار" نشانِ اکملیتِ ایمان کا سمجھنا چاہیے۔

اس صورت میں ان کا یہ ادنیٰ وصف اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ ان کا ایمان کامل تو کیا اکمل ہے۔ تو اعلیٰ اوصاف تو اعلیٰ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اس امت میں اوّل نمبر ہے اور صحابہؓ کا دوم۔ تو ہم بالیقین سمجھتے ہیں کہ صحابہؓ کرام اوّل قسم کے مخلصین میں سے تھے کہ شیطان بھی ان کے اغوا سے کانوں پر ہاتھ دھرتا تھا۔ بلکہ بایں نظر کہ شیطان رأس و رئیس کفار ہے۔

(۴) اور صحابہؓ "اشداء علی الکفار" تو شیطان پر اور بھی اشدّ ہوں گے۔ الغرض صحابہؓ کرام کے سامنے نفس و شیطان مغلوب ہوئے۔

(۵) سو یہی وجہ ہوگی کہ حضرت عمرؓ کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا۔ کیوں کہ سب صحابہؓ کافروں کے باب میں زہرِ قاتل تھے۔ بھلا شیطان جن سے خود بھاگے، انہیں گمراہ کیا کرے گا۔ شیطان کو ایسی جگہ اپنی ہی پڑ جاتی ہے۔ (تلخیص ہدیۃ الشیعہ طبع قدیم ص ۶۱ تا ۶۵ جدید ص ۸۱ تا ۸۸)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن[1]

---

[1] علامہ اقبالؒ، ضربِ کلیم

(۱) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا مکتوب بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ومن کتاب علی علیہ السلام الی معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان

اِنَّہٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَان عَلٰی مَا بَایَعُوْھُمْ عَلَیْہِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّاھِدِ اَنْ یَخْتَاوَلَا لِلْغَاءِبِ اَنْ یَرُدَّوَ اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَ سَمَّوْہُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رَضًی فَاِنْ خَرَجَ مِنْ اَمْرِھِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْہُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْہُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْہُ عَلٰی اتِّبَاعِہٖ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ وَلَّاہُ اللّٰہُ مَا تَوَلّٰی وَ لَعَمْرِیْ یَا مُعَاوِیَةُ لَءِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِکَ دُوْنَ ھَوَاکَ لَتَجِدَنِّیْ اَبْرَأَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَ لَتَعْلَمَنَّ اَنِّیْ فِیْ عُزْلَةٍ عَنْہُ اِلَّا اَنْ تَتَجَنّٰی فَتَجَنَّ مَا بَدَالَکَ وَ السَّلَام (نہج البلاغہ مکتوب ۶ ص ۶۸۴ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: بنام معاویہ بن ابی سفیانؓ

حقیقت یہ ہے کہ میری بیعت ان ہی لوگوں نے کی جنہوں نے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی بیعت کی تھی۔ انہیں شرائط پر جن پر وہ ان تینوں کی بیعت کر چکے تھے۔ پس (ان شرائط کے مطابق) نہ تو (بوقت بیعت) موجود رہنے والے کو کسی نئے چناؤ کا اختیار رہ جاتا

ہے نہ غیر حاضر رہنے والے کو (منتخب خلیفہ کے) ردّ کرنے کا حق ہے۔ اور جہاں تک شوریٰ کا تعلق ہے سو وہ صرف مہاجرین و انصار کا حق ہے۔ چنانچہ اگر وہ کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اس (متفقہ علیہ شخص) کا نام امام رکھ لیں تو اس کاروائی کو اللہ کی رضا سے تعبیر کیا جائے گا۔

اب اگر کوئی علیحدگی پسند اس کاروائی پر طعنہ زنی کرتا ہو یا کوئی نئی راہ نکال کر ان کے فیصلے سے الگ ہو جائے تو وہ اُسے لوٹا کر اُسی مقام پر لائیں گے، جہاں سے وہ نکل بھاگا تھا۔ اور اگر وہ اپنے ہی موقف پر اڑا رہے تو اس سے بایں دلیل مقاتلہ کریں گے کہ وہ مومنین کی راہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر گامزن ہوا ہے۔ اور جدھر اس نے منہ کیا، اللہ اُس کا رُخ اُدھر ہی رکھے گا۔ اے معاویہ! مجھے اپنی جان کی قسم! اگر تم اپنی عقل کی روشنی میں دیکھو گے، اپنی خواہشات سے کنارہ کر کے تو مجھے یقین ہے کہ تم مجھے خون عثمانؓ سے سب سے زیادہ بری الذِّمّہ پاؤ گے اور تمہیں خود یقین ہو جائے گا کہ میں اس خون سے قطعاً الگ تھلگ ہوں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ تم ان باتوں پر پردہ ڈالنے لگو جو تم پر بخوبی ظاہر ہیں۔ والسلام

حاصل: حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی شہادت پر جب امیر المومنین علیؓ المرتضیٰ کو مہاجرین و انصار نے مشاورت کے بعد خلیفہ منتخب کیا اور

اہل مدینہ مہاجرین و انصار نے آپ کی بیعت کرلی، جن میں حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے، اس کے بعد بلوائی اور سبائی جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا تھا، جب وہ بھی بیعت ہو گئے تو اس سے اہل مکہ اور اہل شام کو تشویش ہوئی۔ اس تشویش کے ازالہ کے لیے وضاحتی مکتوب حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت امیر معاویہؓ کے نام ارسال کیا۔ اس خط سے بلوائیت اور سبائیت کی دیواریں ہل گئیں۔

اس مکتوب میں حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اپنا عقیدہ صاف صاف بیان کر دیا کہ میری بیعت انہیں لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی بیعت کی ہے۔ اگر حضرت علیؓ المرتضیٰ کے بارے میں حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے برحق خلیفہ ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کا عقیدہ اور نظریہ حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے الگ ہے تو وہ ہرگز بیعت نہ کرتے۔ پہلے پہلے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خلفائے ثلاثہ کے ماننے والے ہی حضرت علیؓ المرتضیٰ کی بیعت ہوئے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت کا اعلان مہاجرین و انصار کی شوریٰ نے کیا۔

اور اسی شوریٰ نے ہی حضرت ابو بکرؓ صدیق کی خلافت کا بھی جب اعلان کیا تھا حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اتفاق کرتے ہوئے صدیق اکبرؓ کی بیعت کرلی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد جب شوریٰ نے حضرت عمرؓ فاروق

پر اتفاق کیا تو حضرت علیؓ المرتضیٰ نے بھی فاروقؓ اعظم کی بیعت کر لی۔ پھر ان کی شہادت کے بعد شوریٰ نے جب حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی خلافت پر اتفاق کیا تو حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت بھی کر لی۔ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مہاجرین و انصار کی شوریٰ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت پر اتفاق کیا تو ان کی خلافت بھی قائم ہو گئی اور انہیں شرائط پر قائم ہوئی جن شرائط پر حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی خلافتیں قائم ہوئی تھیں۔ اس لیے حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اس کاروائی کو اللہ کی رضا سے تعبیر کیا ہے۔

اس مکتوب میں حضرت علیؓ المرتضیٰ نے صاف صاف اپنا عقیدہ اور نظریہ واضح کر دیا کہ مہاجرین و انصار کے فیصلہ کے مطابق جس طرح پہلے تین خلفاء کی خلافت برحق تھی اور ان کو اللہ کی رضا حاصل تھی، اب ان کی خلافت بھی حضرت عثمانؓ کے بعد برحق ہے اور اللہ کی رضا اسے حاصل ہے۔ اب اس خلافت سے اختلاف کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۲) اور حضرت علیؓ المرتضیٰ نے وضاحت فرما دی کہ عقل کی روشنی میں دیکھو گے تو شہادتِ عثمانؓ میں تم (حضرت امیر معاویہؓ) مجھے سب سے زیادہ بری الذمہ پاؤ گے اور تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میں (حضرت علیؓ المرتضیٰ) خونِ عثمانؓ سے قطعاً الگ تھلگ ہوں۔

(۳) حضرت علیؓ المرتضیٰ کی اس وضاحت سے بلوائیوں اور سبائیوں

کے خوفناک منصوبے خاک میں مل گئے اور وہ خود بخود حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لشکر سے کم و بیش بارہ ہزار کی تعداد میں آپ سے جدا ہو گئے، جو کہ خارجی کہلائے اور پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے خارجیوں سے جنگ کی۔

(۲) حضرت علیؓ المرتضیٰ کا خونِ عثمانؓ سے اپنی بے تعلقی کا اظہار

لَوْ اَمَرْتُ بِهٖ لَكُنْتُ قَاتِلًا

اگر میں شہادتِ عثمانؓ کا حکم دیتا تو یقیناً میں قاتل ٹھہرتا۔

غَيْرَ اَنَّ مَنْ نَصَرَهٗ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّقُوْلَ خَذَلَهٗ مَنْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ وَ مَنْ خَذَلَهٗ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّقُوْلَ نَصَرَهٗ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ

جس نے عثمانؓ کی مدد کی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس نے مدد نہیں کی، میں اس سے بہتر ہوں اور جس نے مدد نہیں کی، وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس نے ان کی مدد کی وہ مجھ سے بہتر ہے۔

(نہج البلاغۃ بتیسواں خطبہ مترجم عربی اردو ص ۲۵۳ مطبوعہ لاہور)

اہلِ کوفہ کے لیے حضرت علیؓ المرتضیٰ کی دُعا

شریف رضی، نہج البلاغۃ میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کے خطبہ میں لکھتے ہیں: جب امیر المؤمنین کو متواتر یہ خبریں ملیں کہ آپ کے مقبوضہ

شہروں مدینہ، مکہ اور یمن پر بھی اصحابِ معاویہؓ کا قبضہ ہو گیا ہے، تو آپ نے فرمایا:

مَا هِيَ اِلَّا الْكُوْفَةُ أَقْبِضُهَا وَ أَبْسَطُهَا اِنْ لَمْ تَكُوْنِيْ اِلَّا اَنْتَ تَهُبُّ أَعَاصِيْرُكَ فَقَبَّحِكِ اللهُ

ترجمہ: پس کوفہ ہی میرے تصرف میں رہ گیا ہے۔ اسی کے قبض و بسط کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے۔ سوائے کوفہ! اگر تو ہی میرے قبضہ میں ہے اور تجھ میں بھی میری مخالفت کی آندھیاں چلتی رہیں تو اللہ تجھے غارت کرے۔

فَلَوِ ائْتَمِنْتُ اَحَدَكُمْ عَلٰى لَخَشِيْتُ اَنْ يَّذْهَبَ بِعِلَاقَتِهٖ

ترجمہ: اگر میں تم میں سے کسی کو لکڑی کے ایک پیالہ کا امین بناؤں تو ڈرتا ہوں کہ وہ اُسے دستہ سمیت غائب نہ کر دے۔

(نہج البلاغہ ستائیسواں خطبہ ص ۲۴۱ مطبوعہ لاہور)

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا جنگ میں موقف

دونوں فریق مومن اور عقائد میں ایک تھے۔ مکتوب ۵۸ نہج البلاغۃ میں ہے:

وَ مِنْ كِتَابٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهٗ اِلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ يَقْتَصُّ فِيْهِ مَا جَرٰى بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اَهْلِ الصِّفِّيْنَ وَ كَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اَنَّا الْتَقَيْنَا وَ

اَلْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَ الظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدًا وَ نَبِيَّنَا وَاحِدٍ وَ دَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَ لَا نَسْتَزِيْدُهُمُ الْإِيْمَانِ بِاللهِ وَ التَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهِ وَ لَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا الْاَمْرُ وَاحِدٍ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَ نَحْنُ مِنْهُ بَرَآءٌ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دستخطی چٹھی لکھ کر مختلف بلاد و امصار (شہروں) میں مشتہر فرمائی۔ اس میں جنگ صفین کا واقعہ یوں درج تھا کہ ہمارے معاملے کی ابتداء یوں ہے کہ ہماری اور اہل شام کی آپس میں جنگ چھڑ گئی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہم دونوں کا ایک اللہ اور ایک رسولؐ ہے۔ اور ہمارا اسلام میں بھی دعویٰ ایک رہا ہے۔ ہم ان سے در بارۂ اعتقادات توحید و رسالت کچھ زیادتی نہیں چاہتے اور نہ اس بارہ میں وہ ہم سے کچھ زیادتی کے طالب ہیں۔ بات ایک ہی ہے کہ اختلاف صرف خونِ عثمانؓ کے متعلق تھا۔ حالانکہ ہم اس الزام سے بری ہیں۔

حاصل: حضرت علیؓ المرتضیٰ کی یہ گشتی چٹھی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ آپ کی حضرت معاویہؓ سے جنگ (صفین) اسلام و کفر کی جنگ نہ تھی۔ دونوں فریق ایک ہی اسلامی عقیدہ رکھتے تے۔ دونوں توحید و رسالت پر یکساں ایمان رکھتے تھے۔ دونوں اہل ایمان تھے۔ اس جنگ و جدل باہمی کا مبنیٰ دَم (خونِ) عثمانؓ تھا۔ یعنی حضرت معاویہؓ اور ان کی

جماعت اہل شام حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے قاتلوں سے قصاص کے طالب تھے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ اس وقت کے پیچیدہ حالات کے تحت فوری طور پر قصاص لینے میں معذور تھے۔ ورنہ وہ قتلِ عثمانؓ سے بری الذمہ تھے۔

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ شیعہ علماء کے نزدیک نہج البلاغۃ کے خطبات و مکتوبات لفظ بہ لفظ حضرت علیؓ المرتضیٰ ہی کے ہیں۔ جیسا کہ شارحین نہج البلاغۃ نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ کیا حضرت علیؓ المرتضیٰ کے اس قطعی فیصلہ کے بعد بھی کوئی شیعہ عالم حضرت امیر معاویہؓ کے ایمان و اسلام میں شک کر سکتا ہے۔

(ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء از مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

(۲) نہج البلاغہ کے مصنف محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین ہیں۔ جو بغداد میں ۳۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور ان کا سالِ وفات ۴۰۶ھ ہے۔ گویا حضرت علیؓ المرتضیٰ کی شہادت کے ۳۱۹ سال بعد پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا اور اپنے زمانہ کے کامل ترین انشاء پرداز تھے۔

انہوں نے نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ المرتضیٰ سے منسوب خطبات اور مکتوبات تین سو سال بعد سُن سنا کر یکجا کیے۔ ان میں وہ مکتوب بھی شامل ہیں جن کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اُن کے

خطبات یا مکتوبات ہوں گے۔

صاف نظر آتا ہے کہ یہ مصنف کے اور راوی کے اپنے نظریات ہیں۔ لیکن بعض خطبات اور مکتوبات ایسے بھی ہیں جن میں انہوں نے خلفائے راشدینؓ حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی تعریف کی ہے۔ اور جنگ جمل اور صفین کے دوسرے فریق کو بھی مومن قرار دیا ہے۔

یہ حقیقی کلام حضرت علیؓ کا ہے اور یہ مکتوب ان لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہیں جو خلفائے ثلاثہؓ یا حضرت امیر معاویہؓ اور اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ کے ایمان اور ایقان کے منکر ہیں۔ اس لیے ان کے اقتباسات یہاں درج کیے گئے ہیں۔

مودودی نظریہ

مؤرخ مودودی کا ہر جگہ اپنا الگ نظریہ اور عقیدہ ہوتا ہے۔ اس بارے میں اُن کا نظریہ اُن کی کتاب خلافت وملوکیت میں یوں درج ہے:

”حضرت علیؓ نے اس پورے فتنے کے زمانے میں جس طرح کام کیا، وہ ٹھیک ایک خلیفہ راشد کے شایانِ شان تھا۔ البتہ صرف ایک چیز ایسی ہے جس کی مدافعت میں مشکل ہی سے کوئی بات کہی جا سکتی ہے۔ وہ یہ کہ جنگِ جمل کے بعد انہوں نے قاتلین عثمانؓ کے

بارے میں اپنا رویّہ بدل دیا۔ جنگ جمل تک وہ ان لوگوں سے بیزار تھے۔ بادلِ ناخواستہ اُن کو برداشت کر رہے تھے اور ان پر گرفت کرنے کے لیے موقع کے منتظر تھے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے گفتگو کرنے کے لیے جب انہوں نے حضرت قعقاع بن عمروؓ کو بھیجا تھا تو ان کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت قعقاعؓ نے کہا تھا کہ:

حضرت علیؓ نے قاتلین عثمانؓ پر ہاتھ ڈالنے کو اُس وقت تک موٴخر کر رکھا ہے، جب تک وہ انہیں پکڑنے پر قادر نہ ہو جائیں۔ آپ لوگ بیعت کر لیں تو پھر خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینا آسان ہو جائے گا۔[1]

پھر جنگ سے عین پہلے جو گفتگو اُن کے اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے درمیان ہوئی، اس میں حضرت طلحہؓ نے اُن پر الزام لگایا کہ آپ خون عثمانؓ کے ذمہ دار ہیں اور انہوں نے جواب میں فرمایا:

"لعن اللہ قتلة عثمان (عثمانؓ کے قاتلوں پر اللہ کی لعنت)"[2]

لیکن اس کے بعد بتدریج وہ لوگ اُن کے ہاں تقرُّب حاصل کرتے چلے گئے جو حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا کرنے اور بالآخر انہیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے مالک بن حارث الاشتر

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۳۷

[2] البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۴۰

اور محمد بن ابی بکر کو گورنری کے عہدے تک دے دیئے۔ درآں حالیکہ قتلِ عثمانؓ میں ان دونوں صاحبوں کا جو حصہ تھا، وہ سب کو معلوم ہے۔

حضرت علیؓ کے پورے زمانۂ خلافت میں ہم کو صرف یہی ایک کام ایسا نظر آتا ہے جس کو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔[1]

مودودی صاحب کا غلط نظریہ: یہ مودودی نظریہ ہے جو صحیح نہیں ہے۔ یہاں مودودی صاحب نے حضرت علیؓ پر تنقید کر کے اپنا الگ مذہب اختیار کر لیا ہے۔ اس نظریہ کے برعکس صحیح اور درست موقف اہل السنت و الجماعت کا ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

مودودی جماعت کے اساسی دستور میں بطور عقیدہ کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک کوئی صحابیؓ بھی معیارِ حق نہیں اور نہ ہی وہ تنقید و جرح سے بالاتر ہیں۔ اس بنا پر ہر ہر صحابیؓ کی شخصیت مجروح کی جا سکتی ہے۔ اسی عقیدہ کی تردید میں شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے ایک کتاب "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" لکھی ہے۔ جس میں ثابت کیا ہے کہ مودودی صاحب سے اہل سنت کا اختلاف اصولی نہ کہ فروعی۔

[1] خلافت وملوکیت مؤلفہ ابو الاعلیٰ مودودی ص ۱۴۶ اکتیسواں ایڈیشن اگست ۲۰۰۸ء مطبوعہ لاہور)

علاوہ ازیں مودودی صاحب کا عقیدہ، عصمتِ انبیاء کے بارے میں بھی اہل حق کے خلاف ہے۔ راقم الحروف نے حضرت مدنیؒ کی اس کتاب کے مقدمہ میں مختلف عنوانات کے تحت مودودی نظریات کی تردید کرتے ہوئے بعنوان "تقیہ یا دوغلا بن" لکھا ہے کہ:

مودودی صاحب نے حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف جو کچھ لکھا ہے، اس کے بعد کوئی باہوش اور باشعور انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت معاویہؓ اس قسم کے کردار کے باوجود بھی واجب الاحترام رہ جاتے ہیں۔

لیکن ابوالاعلیٰ صاحب نے اسی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں حضرت معاویہؓ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کر دیا ہے کہ:

> حضرت معاویہؓ کے محامد و مناقب اپنی جگہ پر ہیں۔ ان کا شرفِ صحابیت بھی واجب الاحترام ہے۔ ان کی یہ خدمت بھی ناقابلِ انکار ہے کہ انہوں نے پھر سے دُنیائے اسلام کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور دُنیا میں اسلام کے غلبہ کا دائرہ پہلے سے وسیع کر دیا۔ ان پر جو شخص لعن طعن کرتا ہے، وہ بلاشبہ زیادتی کرتا ہے لیکن ان کے غلط کام کو غلط کہنا ہی ہو گا۔[1]

یہاں بھی مودودی صاحب نے حضرت امیر معاویہؓ پر آخر میں تنقید

---

[1] خلافت وملوکیت طبع اول ص ۱۵۳، اکتیسواں ایڈیشن ص ۱۴۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور، مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص ۱۹، خارجی فتنہ حصہ اول ص ۱۲۴)

کر کے کس کی ترجمانی کی ہے؟

اہل السنت کی تعریف حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے

"احتجاج طبرسی" شیعہ مذہب کی مستند کتاب میں ہے کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؓ بصرہ میں خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص نے آپؓ سے دریافت کیا کہ اَهْلُ الْجَمَاعَةِ، اَهْلُ الْفِرْقَةِ، اَهْلُ الْبِدْعَةِ اور اَهْلُ السُّنَّةِ کون لوگ ہیں؟

اس کے جواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا:

اَمَّا اَهْلُ الْجَمَاعَةِ فَاَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ قَلُّوْا وَ ذٰلِکَ الْحَقُّ عَنْ اَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِهٖ وَ اَهْلُ الْفِرْقَةِ الْمُخَالِفُوْنَ لِیْ وَ لِمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ کَثُرُوْا اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّکُوْنَ بِمَا سَنَّهُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اِنْ قَلُّوْا۔ وَ اَمَّا اَهْلُ الْبِدْعَةِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَ لِکِتَابِهٖ وَ لِرَسُوْلِهِ الْعَامِلُوْنَ بِرَاْیِهِمْ وَ اَهْوَاءِهِمْ وَ اِنْ کَثُرُوْا (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

ترجمہ: اہل الجماعت میں ہوں یعنی وہ لوگ جو میری اتباع کریں اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور یہ حق ہے اللہ تعالیٰ کے امر سے اور اس کے رسول ﷺ کے امر سے اور الفرقہ وہ ہیں جو میرے مخالف ہیں۔ اور اہل السنت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں اگرچہ

وہ کہیں تھوڑے ہوں۔ اور اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہیں، جو اپنی آراء اور خواہشات پر عمل کرنے والے ہیں اگرچہ وہ کہیں زیادہ ہوں۔ (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

خطائے اجتہادی کی حقیقت

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

میں نے بار بار مشاجراتِ صحابہؓ کے سلسلے میں اس امر کی تصریح کی ہے کہ اجتہادی خطا بھی حق کے دائرے میں ہوتی ہے۔ اس کو باطل اور گناہ نہیں کہہ سکتے بلکہ اجتہادی خطا کے باوجود مجتہد کو حسبِ حدیثِ نبوی ﷺ ایک اجر ملتا ہے۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۶ ش ۵ ص ۲۶ مطبوعہ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق نومبر ۱۹۹۳ء)

(۲) چونکہ حضرت معاویہؓ مجتہد ہیں اور آپ نے اپنے اجتہاد کی بنا پر حضرت علیؓ المرتضیٰ سے جنگ لڑی ہے، اس لیے صورتاً بغاوت ہے نہ کہ حقیقتاً۔

قرآن حکیم کی سورۃ الحجرات میں باہمی جنگ کرنے والے مومنین کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کو باغی قرار دیا ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ

اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (پ۲۶ الحجرات آیت ۹ تا ۱۰)

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کے درمیان اصلاح کر دو۔ پھر اگر اُن میں سے کوئی ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے۔ پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو۔ اور انصاف کا خیال رکھو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان تو سب (آپس میں) بھائی ہیں۔ سو اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ و نظریہ

وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

حضرت علیؓ المرتضیٰ کے دورِ خلافت میں جو باہمی نزاعات ہوئے

ہیں، وہ بھی فروعی و اجتہادی ہیں۔ اصحابِ رسول ﷺ میں دینی اصولی اختلاف بالکل نہیں ہوا اور سیاسی اجتہادی اختلافات میں جمہور اہل السنت و الجماعت کے نزدیک حضرت علیؓ المرتضیٰ کا مؤقف حق اور صواب تھا اور فریقِ ثانی حضرت امیر معاویہؓ خطا پر تھے۔ لیکن یہ خطا چونکہ اجتہادی تھی، اس لیے آپ پر طعن و تشنیع جائز نہیں ہے۔

حضرت معاویہؓ بھی حضور رحمت للعالمین ﷺ کے فیض یافتہ صحابی اور کاتب وحی ہیں۔ آپ کی نیت پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے بھی آپ سے خلافت کی بیعت کر لی تھی۔ اور پھر ساری عمر (یعنی امام حسنؓ دس اور امام حسینؓ تقریباً بیس سال تک) حضرت امیر معاویہؓ کے قائم کردہ بیت المال سے لاکھوں کی تعداد میں وظیفہ وصول کرتے رہے۔ حالانکہ حسبِ ارشاد رسالت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کی عظمت شان اہل السنت و الجماعت کے نزدیک مُسَلَّم ہے۔ اگر وہ حضرت امیر معاویہؓ کو کتاب و سنت کا مخالف پاتے تو حضرت حسنؓ اپنی اس خلافتِ حقہ سے کبھی بھی دستبردار نہ ہوتے جو ان کو خلیفہ ُ راشد حضرت علیؓ المرتضیٰ کے بعد ملی تھی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی یہ تاریخی صلح در اصل حضور خاتم النبیین ﷺ کی حسبِ ذیل پیش گوئی پر مبنی تھی کہ:

اِنَّ ابْنِی هٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللهَ اَنْ یُصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (صحیح بخاری شریف باب ۲۵۶ حدیث ۹۳۳)

ترجمہ: تحقیق میرا یہ بیٹا (یعنی حضرت حسنؓ) سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو باعظمت گروہوں میں صلح کرادے گا۔

اور صلح کی بعد میں جو صورت ظہور پذیر ہوئی ہے، اس کی بنا پر حضرت امیر معاویہؓ کی دینی عظمت دوبالا ہو جاتی ہے اور کوئی باشعور اور مخلص مسلمان آپ پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

(دفاعِ حضرت امیر معاویہؓ مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

وماعلینا الا البلاغ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۱۷ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء

☆☆☆☆

خدامِ اہلِ سنّت میدانِ عمل میں

ازقلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ......31 جنوری 1971ء)

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہِ رسلؐ کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثرؐ، شافع محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحابؓ نبیؐ، ازواجؓ نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر ہم قرباں بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے جنت کے جوانوں کے سید، ہم ان کی راہ دکھلائیں گے

سب یار نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا پہ چمک دکھائیں گے

فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے

سرکار مدینہ کی سنت اِک نور بھی ہے اور حجت بھی سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے

قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا صحابہؓ میں ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم! تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقیں اسلام تو دین فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے

مزدور وکساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام ہے دیں اس خالق کا، انساں کو جس نے پیدا کیا ہر ذرّہ ذرّہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ میدانِ عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو! آئین شریعت لازم ہے ہم مسلم ہیں اللہ کے لئے، اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہرؔ بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر اِنْ شَآءَ اللّٰہ پرچم حق لہرائیں گے

فہرست مطبوعات ورسائل ...... مؤلف حافظ عبدالوحید الحنفی

اشاعتی سلسلہ نمبر	عنوان کتاب/ رسالہ	صفحات	قیمت
01	دینِ اسلام کا لغوی معنی اور اہلِ سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ	32	20/-
02	تعلیماتِ اسلام، انسان کی تخلیق، دُنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟	32	20/-
03	تعلیماتِ اسلام (حصہ اول)	32	20/-
04	تعلیماتِ اسلام (حصہ دوم)	32	20/-
05	تعلیماتِ اسلام (حصہ سوم)	32	20/-
06	سیرت رحمت للعالمین ﷺ (حصہ اول)	32	20/-
07	سیرت رحمت للعالمین ﷺ (حصہ دوم)	32	20/-
08	سیرت رحمت للعالمین ﷺ (حصہ سوم)	32	20/-
09	سیرت رحمت للعالمین ﷺ (حصہ چہارم)	32	20/-
10	احادیث رسول ﷺ، فضائل درود وسلام	32	20/-
11	مناقب اہل بیتؓ رسول ﷺ (حصہ اول)	64	40/-
12	مناقب امام حسنؓ وامام حسینؓ وآلؓ واصحابؓ نبی ﷺ	64	40/-
13	مناقب اصحابؓ رسول ﷺ (حصہ اول)	32	20/-
14	مناقب اصحابؓ رسول ﷺ (حصہ دوم)	64	40/-
15	مناقب خلفاء راشدینؓ (حصہ اول)	32	20/-
16	مناقب خلفاء راشدینؓ (حصہ دوم)	64	40/-
17	اہل سنت کون اور اہل بدعت کون ہیں؟	16	10/-
18	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ اول)	16	10/-
19	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ دوم)	32	20/-
20	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ سوم)	32	20/-
21	سلاسل طیبہ، تعلیم السالک	64	40/-

فہرست مطبوعات و رسائل ...... مؤلف حافظ عبدالوحید الحنفی

اشاعتی سلسلہ نمبر	عنوان کتاب/ رسالہ	صفحات	قیمت
22	سلاسل طیبہ، تعلیم السالک، اربعین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، چہل حدیث	32	20/-
23	نفس اور روح کی حقیقت، عالم برزخ موت اور قبر کی حیات (حصہ اول)	64	40/-
24	نفس اور روح کی حقیقت، عالم برزخ موت اور قبر کی حیات (حصہ دوم)	32	20/-
25	نفس اور روح کی حقیقت، عالم برزخ موت اور قبر کی حیات (حصہ سوم)	32	20/-
26	تاریخ اسلام (حصہ اوّل) کتب تاریخ کی حقیقت	64	40/-
27	تاریخ اسلام (حصہ دوم) پہلے پہلے اسلام لانے والے	32	20/-
28	تاریخ اسلام (حصہ سوم) مہاجرین و انصار صحابہؓ	96	60/-
29	تاریخ اسلام (حصہ چہارم) غزوۂ بدر تک کی مہمات اور جنگ بدر	112	70/-
30	تاریخ اسلام ...... غزوۂ اُحد تک کی مہمات اور جنگ اُحد	80	50/-
31	تاریخ اسلام (حصہ پنجم) جنگ خندق، بیعت رضوان، جنگ موتہ	96	60/-
32	تاریخ اسلام (حصہ ششم) فتح مکہ سے لشکر اُسامہ تک	80	50/-
33	تاریخ اسلام (حصہ ہفتم) فتوحاتِ خلفائے راشدینؓ	272	200/-
34	تاریخ اسلام (حصہ ہشتم) سیرتِ صدیق اکبرؓ	152	195/-
35	تاریخ اسلام (حصہ نہم) سیرتِ فاروق اعظمؓ	320	200/-
36	حدیثِ قرطاس	32	20/-
37	حقیقتِ باغِ فدک	48	30/-
38	تاریخ اسلام (حصہ دہم) سیرتِ عثمان ذوالنورینؓ	224	150/-
39	تاریخ اسلام (حصہ یازدہم) فتنہ سبائیت کی حقیقت	112	75/-
40	تاریخ اسلام (حصہ دوازدہم) سیرتِ علی المرتضیٰؓ مع سیرت امام حسنؓ	176	110/-
41	تاریخ اسلام (حصہ سیزدہم) حدیث خُم غدیر کی حقیقت	96	60/-
42	تاریخ اسلام (حصہ چہاردہم) سیرت و شہادت امام حسینؓ	زیر طبع	
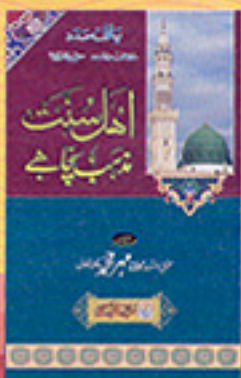
ملنے کا پتہ: **مکتبہ اسلامیہ حنفیہ**

بن حافظ جی ضلع میانوالی 0321-5470972